اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیانِ لَسِحراً

بستانِ معنی نخلِ اشعار و کلۂ شرابِ دو آتشۂ سخن یعنی افسونِ تازہ جادوگری شکستہ نافہماں یعنی

کلمات صبا نشاط ۱۳۰۳ھ

معروف بہ

نغمہا ۱۳۰۳ھ

حسب فرمایش جناب منشی طاہر حسین صاحب عباسی خواہر زادہ مصنف مرحوم باہتمام محمد آغا جان لکھنوی

در مطبع نامی وکٹوریہ پریس لکھنؤ مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مری دیوان میں جلوہ ہی صفاتِ حسنِ جاناں کا
بندہی تارِ شعاعی سے نکیوں شیرازہ دیوان کا

مرا سینہ ہی موردِ جلوۂ انوارِ جاناں کا
دلِ روشن ہی روکش مطلعِ خورشیدِ تاباں کا

مرا سینہ ہی پردہ دارِ رمزِ سرِّ پنہاں کا
بجا ہی گر کہوں تختہ اسے شہرِ خموشاں کا

مرا سینہ ہی مخزن درہمِ زخمِ نمایاں کا
کشادِ ریش میں عالم ہوا ہی روئے خنداں کا

مرا سینہ ہی مجمع شعلہ ہائے سوزِ ہجراں کا
دلِ نازک میں گھر ٹھہری نکیونکر آہ سوزاں کا

مرا سینہ ہی مرکز حسرت و اندوہ و حرماں کا
سویدا میرے دلکا نقطہ ہی پرکارِ دوراں کا

بھلا ہو چارہ گر تیرا چھڑکتی ہی ایک چٹکی
مرا زخمِ جگر تکتا ہی منہ کب سے نمکداں کا

گلا کہتا ہی قرباں خنجرِ سفاک پر میں ہوں
جگر پہلو سے اوٹھہ بولا فدائی ہوں میں پیکاں کا

رکھوں کیونکر میں سینہ میں جگر کی دل کی ٹکڑونکو
کہ ہی دشوار کرنا جمع اجزائے پریشاں کا

شبِ وعدہ حنا ملنے کا وان حیلہ کیا اوسنے
یہان دل پسگیا خون ہو گیا عاشق کی ارمانکا

کہین فرقِ اسیری چھوٹتا ہی ہی اسیرونکو
وگرنہ در کہلا رہتا ہی ہر دم اوسکے زندان کا

اجل کب سخت جانونکے بھلا نزدیک آتی ہی
مری گردن پہ منہ مڑ مڑ گیا تیغ صفاہان کا

پڑے پیچھے ہین نہ اوڑنے پائین چھینٹین خونکی ہرگز
ادب بھی شرط ہی بسمل ذرا قاتل کی دامان کا

رہی ویسی ہی اوجھن گو مدد دستِ جنونکی تھی
گلے کا ہار ہی جو تار ہی میرے گریبان کا

سینون مین بھی چھوڑی ہوشیاری ہون وہ دیوانہ
کہ دامن پہاڑ کر پیوند کرتا ہون گریبان کا

قفس مین بھی حکایت لب پہ جاری ہے وہی ہر دم
سبق نوکِ زبان ہی یاد بلبل کو گلستان کا

کیا تحریر خط مین ابتدا سے قصۂ فرقت
نہ عنوان تک لکھا مینے ہوا یہ ہی نسیان کا

نہ آنے دیجیے ہندوی کاکل مصحف رخ پر
بھلا سمجھو تو صاحب ساتھ کیا گبر و مسلمان کا

رخ خورشید وش کو دیکھتے ہین سو کہ جاتی ہین
سرشک دیدہ مین عالم ہوا ہی شبنمستان کا

جنون منظور جبکو سیکھتا ہو شوق سے آئے
کہ پیر قیس ہر اک طفل ہی میرے دبستان کا

معاذ اللہ خدا کا خوف بھی آیا نہین تمکو
تبھو دل توڑنا تھا کیا بھلا ضابط سی انسانکا

کیا ظلمتکدہ گھر کو برا ہو سوزِ ہجران کا
قمر اوسکے تو یہ کی شکل ہی میرے شبستان کا

ہوا کیا جو نیچہ ہوا تار باقی جیب و دامان کا
گلی مین ہی ابھی دستِ جنون پھندا گریبان کا

تصور کرتی ہین ہر دم کسیکی زلف پیچان کا — لگایا باغ ہمنے دلمین اپنے سنبلستان کا

مٹاتا ہی مذاق عشق کو ذوقت کا مٹ جانا — مزا کہانیکا کہو دیتا ہی گرنا جیسے دندان کا

صدا آئی جگر کو توڑتی ہی دلمین آتا ہے — مٹادون نام صفحہ سے زمین کی ہین نیستان کا

مری نالونکو سنتے سنتی نالہ کش ہوا آخر — بشکل نے صدا دیتا ہی ہر ریشہ بیابان کا

ترقی ایسمجنون دیوانہ پن ہین پائی ہی کسنے — بلا چھوٹے سے گھر کی بدلی ہین سطح بیابان کا

زمین تک وحشت آسمان سے کم نہین ہرگز — ستارونکی چمک رکہتا ہی ہر ذرہ بیابان کا

بہار آئی بہار آئی چلو صحرا کو دیوانو — سہانا ہو رہا ہی ہر طرف سطحہ بیابان کا

ادہر بھی ہو گذار آبلہ پا یا قوی قادر — زبان خشک سے کہتا ہی ہر کانٹا بیابان کا

اوٹھا کر پھینکتی ہین دور جو نزدیک آتی ہین — سمجھتے ہین مریض عشق کو کانٹا بیابانکا

مجھے صحرا کو جانے دو مجھے صحرا کو جانے دو — کھڑا ہی منتظر کس شوق سے کانٹا بیابان کا

ہوا صحرا نوردی مین عجب عز و شرف حاصل — بگولا سر قد تعظیم کو اوٹھا بیابان کا

کبھی جائز نہین ایذا کسیکی اپنی لذت مین — نہین چبھتا ہی کانٹا تو ہمین ہی بیابان کا

کہانی سیر وحشت کی بڑی ہی کسطرح لکھون — کہان رکھتا ہی گنجایش بھلا صفحہ بیابان کا

سیاہی کا شب تاریک ہجرانکی ستم دیکھو — نبا کرتی ہی سرمہ دیدہ غول بیابان کا

تجلی سے تری صحرا ہی رشک وادی ایمن — کہ خورشید قیامت ہی ہر اک ذرہ بیابان کا

بہت کب ہے بیابان سے کسیکو آسکے دنیا مین
پکڑتا ہی پس مردن ہر اک دامن بیابان کا

کیا تقسیم قسّام ازل نے جب ہر اک شی کو
ہوا تحریر میرے نام پر حصہ بیابان کا

اثر چھوڑا نہ پیری تک برا ہو تیرہ بختی کا
سحر مین بھی ہماری رنگ ہی شام غریبان کا

سنا و اس زمین کی چند شعر اے برق ضابط
کہ گوش دل ادہر کس شوق سے ہی ہر سخندان کا

نکلتا ہر بن مو سے ہے شعلہ سوز پنہان کا
تماشا ہی تن پر داغ مین ہر سو چراغان کا

خدا نے رکھ لیا پردہ ہمارے جسم عریان کا
دیا دیوانے پن مین بھی نیا دامن بیابان کا

بھری رہتی ہین معدن لعل کے خونین اشکونسے
اجارہ لی لیا ہی دیدۂ تر نے بدخشان کا

نظر آتا نہین گو سامنے آنکھون کی رہتا ہے
صفائی حسن سے عالم ہوا ہی اوسمین مژگان کا

ہزارون سر جدا ہوتی ہین قاتل ور مقتل مین
تری خنجر مین جلوہ ہی ہلال عید قربان کا

سر دیوانہ پر ہر دم پریرویون کا میلا ہے
سڑی پن مین ہوا حاصل مجھے منصب سلیمان کا

کسی آئینہ رو کی منتظر رہتی ہین یہ شب بھر
ستارون مین نظر آتا ہی عالم چشم حیران کا

جسے سارے خدائی آفتاب حشر کہتی ہے
وہ اک اوترا ہوا پھایا ہی میرے داغ سوزان کا

عناصر عشق و آب گریہ خاک دشت و باد آہ
خمیر ان چارون سے ملکر ہوا ہی میرے ارکان کا

سینہ مستی ہماری ساقی مدہوش تماشا کر
قمر اک جام ہی ہم بیخودون کی چرخ نسیان کا

ستارے ہین کہان شرارے یہہ چمکتی ہین
وہلون ہی چرخ نیلی عاشقون کی آہ سوزان کا

کمی برسات کی نقصان کسی جا کر نہین سکتی
جہانمین فیض جاری ہی ہماری چشم گریان کا

قفس کی تیلیان صیادنی باندہین گی گلسی
رہی تا قید مین بلبل کو کہٹکا بہی گلستان کا

زمین سی جب تلک روئیدگی سنبل کو یارب
مری سر مین ہو سودا اوسکی زلف عنبر افشان کا

ہویدا معنی روشن ہین لفظون کی سیاہی سی
ہوا جاری قلم سی میرے چشمہ آب حیوان کا

مری شیرین کلامی کا سخندان لطف پاتی ہین
مزا ہجاتی ہی خوب طوطی شکرستان کا

شفیع المذنبین سی استعانت کا سہارا ہی
وگرنہ بوجہہ بھاری ہی سر ضایطہ عصیان کا

یہہ جلوہ ہوا پرتو افگن کسیکا
رگ شمع ہے خار دامن کسیکا

ابھی خیر سے ہے لڑکپن کسیکا
جوانی مین نکہرے گا جوبن کسیکا

ٹہرتا ہے ہر بار توسن کسیکا
مگر رہگذر مین ہے مدفن کسیکا

چھپے کس طرح روی روشن کسیکا
کہ ہی خودنما آپ جوبن کسیکا

مزار غریبان سے کترا کے جانا
قیامت مین ہے جا بجا بن کسیکا

ستم غیر پر بھی گوارا نہین یان
مرا دوست کیون ہوتا دشمن کسیکا

ہوا عاشق آزاد قید خرد سے
یہہ احسان ہی بالاے گردن کسیکا

کہان وست رس میرے بازو نی پائے
کہ بالش بنے زیر گردن کسیکا

مرا دامن زخم کیون تاکتی ہے
گریبان نہین چشم سوزن کسیکا

فروغ تجلی نظر روکتا ہے
نیا شعشعہ نور چلمن کسیکا

ہوا صاعقہ دیدۂ منتظر کو
اوٹھانا یکایک وہ چلمن کسیکا

مرے حال پہ غیر بھی نالہ کش ہین
مگر دل نہین سنگ وآہن کسیکا

نہ اب تیز نظرون سے دیکھو کسیکو
خدنگون سے سینہ گیا چھن کسیکا

وہ نازک ہین دل بھی نزاکت بھرا ہی
سنا کب گیا اونسی شیون کسیکا

ہوئے بزم مین جمع اپنی پرائے
کوئی مانتا بھی ہے قدغن کسیکا

یہہ کیون بیٹھی جاتے ہین اوٹھہ اوٹھکی سر دم
حبابون مین ہی طرز مدفن کسیکا

نمک پاش زخم جگر کیون نہوتا
ملاحت بھرا سانولا پن کسیکا

مری قبر روشن ہی آنے سی اونکے
ہوا نقش پا شمع مدفن کسیکا

کوئی کھینچے لیتا ہے پہلو سے دلکو
مگر چل گیا سامری پن کسیکا

اوسے دیکھی کب ہی یہہ تاب بصارت
کہ پرتو ہوا شمع ایمن کسیکا

ہٹا ہی کہ دل او۔لادے کہین سے
لبھاتا ہے کیا کیا لڑکپن کسیکا

کھلونا بنایا ہے عاشق کے دلکو
تماشا ہوا ہے لڑکپن کسیکا

لب بام جلوہ نما کیون نہوتا
وہ سنگین شرارت بھری کیون نہ آئین
ادا تہر کی غارت جان نہ کیون ہو
ہری گرد بھی اوسکے سم تک نہ پہونچی
مجھی پر ہی کیا ہے سبھی جانتے ہین
کسیکی نظر کسطرح پر سکھے گی
ادائین سبھی آفت جان ہین لیکن
ہمیشہ سے وقف نظر دل جگر ہین
نہین کوئی سرزیب فتراک قاتل
نہ پہلو مین بیتاب ہو کسطرح دل
ہوا حکم صیاد یہہ فصل گل مین
ہوئین خیرہ اس رشک سی میری آنکھین
ملاتے نکیون خاک مین آرزوئین ✽
ہوا سرفروشون کا مقتل مین میلا
تری جلوہ گہ تک رسائی ہو کیونکر ✽

ٹہرنے بھی دیتا ہے جوبن کسیکا
کہ ہے خیر سے اوٹھتا جوبن کسیکا
بگڑنے مین بنتا ہے جوبن کسیکا
پری بن کے اوڑتا ہی توسن کسیکا
ہوا ہے نہوگا وہ پرفن کسیکا
کہ ہے خانۂ دل مین مسکن کسیکا
مٹاتا ہے بیساختہ پن کسیکا
جلاتی ہے یہہ برق خرمن کسیکا
بھلا کب ہوا صید افگن کسیکا
سب مجھے یاد ہے چلبلا پن کسیکا
نہوا اب چمن مین نشیمن کسیکا
نظارہ کرے چشم روزن کسیکا
چھوڑا کر چلا جانا دامن کسیکا
کمر پر بندھا ہے جو دامن کسیکا
کہ اولجھا ہے کانٹو مین دامن کسیکا

بگاڑی نہی بات دست ہوس نے | پکڑنا نہ ہین کاشش دامن کسیکا

طلب داور حشر فرمائیگا جب
پکڑلونگا ضابطہ مین دامن کسیکا

فرق ظاہر ہی پری سی میرے شک حور کا | نار کا شعلہ ہی اوسمین اسمین جلوہ نور کا
داغ قسمت مین لکہا تھا مرہم کافور کا | چارہ ساز وہ ہوچکا درمان مرے ناسور کا
دیکہہ پایا جب سی میرتو ایک رشک حور کا | جلوہ ہی میری نگاہ مین چراغ طور کا
نامہ قاصد لے گیا ہی عاشق رنجور کا | راستہ نزدیک ہوجای الٰہی دور کا
حسن انسان پر نکیون دہوکا ہو شمع طور کا | خاک سے پتلے مین جلوہ ہی خدا کے نور کا
شوق سی کہل گیا جامہ سی باہر ہوگیا | نام سن پایا ہی جب سی زخم نے انگور کا
زاہدون کو سہو ہی رندان میکش محو ہین | دانۂ تسبیح کب دانہ ہوا انگور کا
میکشون نے غسل میت کی لیی بھی ساقیا | پانی ہونا چاہیئے افشردۂ انگور کا
ساقیا اتنی وصیت ہے پی بعد فنا | میری مدفن کے لئی تہالا ملے انگور کا
بادہ آشنا ہونکو ایسا تاکی نکیونکر تاک ہو | دانہ دانہ شیشۂ ہی نیمیا انگور کا
ساقی قائل خدا دیگا تجہے اسکی جزا | میکشون کے خون سی تہالا بہرا انگور کا
ہو خدا کے فضل سے راحت طلب عشرت نصیب | حال کیا معلوم ہی تمکو کسی رنجور کا

کوہ کن سے کیا کوئی عشرتکدہ بنوائے گی
کیسے نامہ جائے واںتک خود میں پہونچوں کسطرح
ای پری نکلے کہاںتک تیرے مشتاقِ جمال
توڑکر پاؤں کو بیٹھوں کیونہ میں فرقت زدہ
ہوں شکستہ دل خیالِ گیسوی خمدار میں
خیر میخانہ کبھی بلجائے ہمکو بھی شراب
ای سیہ بختی ذرا سایہ فگن ہوجائیے
یہہ بلا کیونکر گرفتاران فرقت سے ٹلے
قبر میں بھی چین سے سونے نہیں دیتا مجھے
عاشقوں کا تاک رکھتا ہی شبستانِ الم
ہی ظہورِ معنے روشن سواد حرف سے
بادہ آشناؤنکو راہیں چاند بتلاتی نکیوں
کب تکلف کی اٹھائیں کلفتیں لزادہ رو
دلفگاری میں تشفی کو وہ کب کہتا ہی ہاتھ
شانت پر دو نہیں نکیوں اپنی نگاہوں کو کھولنے

جان جائیگی تو جای حق سے درگذر نہین کیون
راست بازون پر کہلا ہے مرتبہ منصور کا

جلوۂ عارض سویدای دلِ عاشق مین ہے
دائرۂ فلفل محافظ ہو گیا کافور کا

واجب التعمیل دیوانون سمجھنا چاہئے
حکمِ وحشت ایک عنوان ہے مری منشور کا

کب دلِ وابستہ نے رہنے دیا ہمکو کہین
اختیاری کام کوئی بھی نہین مجبور کا

خط مرا کیونکر وہان تک نامہ بر لیجای گا
حذف لکھا ہے مقدر مین جہان مذکور کا

عفو کے قابل ہون گر بیفائدہ بوسہ لیا
بیخودی مین پاس رہتا ہے کہین دستور کا

گر نہین حسنِ عمل بارے ندامت ہی سہی
کچھہ تو سامان چاہئے ضابط سفر ہے دور کا

ہماری بت مین جلوہ ہے جمالِ لایزالی کا
ہوا ثابت نہی صحبت سے دعوی ہمثالی کا

لکھون کیا حال عاشق کی تمنای وصالی کا
کہ مشکل شرح کرنا ہے مضامینِ خیالی کا

نئی شکلین نظر آتی ہین چکر مین بگولی کے
تماشا دیدنی وحشت مین ہے فانوسِ خیالی کا

اثر مجھپر ہوا ہے گلرخون کی عشق کا یا تک
تنِ پر داغ پر اطلاق ہے پہولونکی ڈالی کا

قفس مین بلبلِ حسرت زدہ اولٹی لٹکتی ہے
مگر ہے یاد اوسکو جہولنا پہولونکی ڈالی کا

کلائی یاد آتی ہے کسی گلرو کی گلشن مین
لچکنا دیکھکر پیہم ہوا سے گل کی ڈالی کا

سبکی تیغ جوہر دار سے یہہ گل کہلای ہین
تنِ مجروح مین عالم ہوا پہولون کی ڈالی کا

کیا ہی فصل گل میں قید جو صیاد بلبل کو
قفس میں ایک گلدستہ تو رکہہ پہولونکی ڈالی کا

مری لاشہ پہ مقتل میں عنادل جمع ہوتے ہیں
تن مجروح پر دہوکا ہوا پہولونکی ڈالی کا

قفس میں بلبل نالاں ہو فصل گل میں واحسرت
جنوں ہووے سر صیاد پر پہولونکی ڈالی کا

ہمیشہ عاشقوں پر جو ناحق جو کیئے اسنے
پہہ شبنم ہی عرق گردونکی شکل انفعالی کا

عیادت کو مریض غم کے لو اغیار کو بہیجا
نیا نسخہ نکالا ہے طبیعت کی بحالی کا

خیال بوسہ گردن ہی ہی سر در رہتی ہیں
لیا ہی کام مستوں نے صراحی سے پیالی کا

نگاہ مست سے دیکہے اگر ساقی تو کیف آتے
ابھی ہو کر آنشہ براندی کی پیالی کا

خدا کیواسطے ساقی لگادی خم مری منہ سی
بہلا میں منتظر کب تک رہوں شیشی پیالی کا

ادہر بھی دیکہہ لے مخمور آنکہونسی کبھی ساقی
فقیر مست کی جانب بھی دور آئے پیالی کا

نہو تو ہی جو ایسا قی تو پہر کسکی حقیقت ہو
گمان ہو ساغر بلور پر جام سفالی کا

ہزاروں تہقہے ہیں اوسطر فسے بے محابا آ
ادہر سے بیکسانہ شور وغل ہے زار نالی کا

رخ پر نور کا تار نظر سے سیر سے پڑہ ہی
نقاب اب دو یہ کیسی عارض تابانسی جالی کا

مری دیوانیں جو لی کے مضامیں ڈہونڈ لیتی ہیں
سخندانوں میں شہرہ ہی مری نازک خیالی کا

حرم میں ہے کبھی ضابطہ کبھی بتخانہ کے در پر
گذارہ ایک جا کیونکر رند لا ابالی ... کا

زلف کا ذرنے دیا پا سبزہ گوشِ یار کا
تو زمرد ہو گیا بہرہ دہان مار کا

مین ستایش گر ہون بیت ابروی خمدار کا
کیون نہو مطلع پہ میرے صاد چشم یار کا

یان تلک مجہہ پر اثر ہی عشق زلفِ یار کا
شربت آب بقا ہی کف دہان مار کا

مین مریض چشم نظر و نسی گراہون خلق کی
سنتا تہا آنکہو مین گہر ہی مردم بیمار کا

ابروے خمدار کا بل کسطرح جاتا رہے
زخم نکلتا ہی کہین شمشیر جوہر دار کا

کاوش مژگان جانان کی دلا دیتا ہی یاد
دشت غربت مین کہٹکنا آبلون مین خار کا

سعی کرنا چاہئے ای دل جہان تک ہو سکی
جانکے بدلے منت ہی بوسہ لب سوفار کا

گر زمانے سی نرالی چال تو چلتا نہین
ہی جہان پامال کسکی شوخی رفتار کا

پہر پہرا کر چار سو آتا ہے کوی یار مین
عاشق مضطر مقلد ہی مگر پرکار کا

زندگی بہر اپنی دسوئی تعجب تہا مگر
طالع خفتہ بدل ہے دیدۂ خونبار کا

رشتۂ عشق بتان میرے گلے مین ہی بندہا
شیخ صاحب کو ہوا ناحق گمان زنار کا

پا مین لاگون بول اوٹہی بت شیخ جی کو دیکہکر
رشتۂ تسبیح پر دہوکا ہوا زنار کا

عیب عریانی کا پردہ پوش غربت مین ہوا
سیر ہو سینہ پر کرم ہے زخم دامن دار کا

ٹکا ٹٹ کرتا ہی مری زخم جگر مین ہر گہڑی
آسمان پہا یا ہوا ہے مرہم زنگار کا

زلف سے مضمون ہکسر لکہنی کی تاثیر ہے
ہے زبان خامہ پر دہوکا زبان مار کا

مانگ جوڑی تک نکالی ہی سر اسیر یار نے
راستہ سیدھا حبش مین نکلیا تار کا

خاکساری سے ہوا مٹی مین دانہ سرفراز
پا بگل ہے سرو سرکش دیکھہ لو گلزار کا

دیکھکر آتے ہوی دو بانس اونچا چڑھ گیا
بھاگتا ہی سایہ بھی مجھسے تری دیوار کا

دشت مین بھی اک جگہہ پر بیٹھنے دیتی نہین
آبلون کو پانونکے چسکا ہی نوک خار کا

اپنی رونے کی حقیقت شرح کیا کیجی بھلا
ابر تر ہی اک نمونہ چشم دریا بار کا

گرچہ عصیان ضابطِ عاصی کے افزون حد سے ہین
پر وسیلہ حشر مین ہے احمد مختار کا

غضب ہے ہو بجا ناسنکے میری بات دلبر کا
اثر پیدا ہوا مذکور مین اپنے مقدر کا

دکھاؤن زخم چارہ گر تجھے کس کس ستمگر کا
نظر کی تیغ کا یا ابروی قاتل کے خنجر کا

مجھی لکھنا ہی خط مین شوق دیدار ستمگر کا
بناتا ہون نظر کے تار کو مین تار مسطر کا

خضر کو شربت آب بقا پینا مبارک ہو
ہمارا حلق تشنہ ہی کسیکے آب خنجر کا

جدا تن سی کیا خود کاٹ کر مقتل مین سر اپنا
نہ منت کش ہوا اتنی لیئے قاتل کی خنجر کا

سیہ ہی نامۂ اعمال میرا بخت کی صورت
مگر اوس پر بھی سایہ ہی سواد زلف کافر کا

بنا کر آئینہ صورت نکالی خودنمائی کی
ہوی خون بیگناہونکی نہ بگڑا کچھہ سکندر کا

یہہ مانا ہاتھہ غیرون نی نہین ڈالا نہین ڈالا
بھلا کیونکر ہوا پھر ٹوٹنا پھولونکی چادر کا

مری دلکو تمنا ہی تری کوچہ مین رہنی کی
مری سرکو ہی سودا تیری دروازی کی پتہر کا

فقط اسواسطے لاتے نکوئی نامہ عاشق
ستمگر نے نہ چہوڑا آشیانہ تک کبوتر کا

مری طالع کی یہہ بھی نارسائی ہی کہ بار ہنوز
جو خط باندہا تو اوسمین بندہ گیا شہپر کبوتر کا

نکہون ہو قتل عالم اس ادا پر تیرے اے قاتل
قیامت ہی کمر پر باندہنا سفاک خنجر کا

کہان جاتا ہی قاتل چہوڑ کر بسمل کو مقتلمین
تری خنجر کے ہین قربان ہان اک اور بہی چرکا

نظر آئے جدا اک وار مین لاکہون کی سر تنسی
لگا ناکس سے سیکہا ہی یہہ اے سفاک خنجر کا

خدا کے فضل سے پہر فصل گل آئی ہی مستانہ
سر شوریدہ اک مدت سے تہا مشتاق خنجر کا

مجہے دیکہا جو بزم یار مین غیرونسے وہ بولا
یہہ جلسہ خاص ہی رہنے نہ پائی کوئی باہر کا

خدا مضطر جواب خط مین قاصد پہیر کر لایا
ہماری سامنے آیا لکہا اپنی مقدر کا

ہماری جسم کے صفحہ پہ اوبہرین ہین رگین ایسی
کہ جسم زار مین عالم نظر آتا ہے مسطر کا

لکہے اشعار وصف قامت موزون جانان نہین
ہماری خامہ نے دیکہو کہلایا گل صنوبر کا

نیا طرز ستم صیاد ظالم نے نکالا ہے
کہ بلبل کو قفس سے چہوڑنا اور توڑنا پر کا

مری صحرا نوردی چہوٹی کیا پابند ہونسے
سلاسل ہی ملا ہی سلسلہ اک اور چکر کا

ہماری چشم تر کے سامنی لاؤ ذرا اوسکو
بہلا ہم بہی تو دیکہین ظرف کتنا ہی سمندر کا

دیا ان آسیا مین لقمہ جا کر بہی نکل آیا
جہانمین رزق جسکو ملتا ہی اپنی مقدر کا

کفن کا منہ دکھائیگا ہمین ضابطہ سحر ہوتے
نہ ہٹنا عارض پرنور سے شب بہر دہ چادر کا

طائر روح کو کرتے ہین کبوتر اپنا — شوق دیدار دکہاتے ہین مقرر اپنا

دیکھہ تو لینے دی قاتل رخ انور اپنا — روک کر ہاتھہ لگانا ابھی خنجر اپنا

آزمائینگے وہین جاکے مقدر اپنا — ہان وہی سنگ در یار ہی اور سر اپنا

کب نکلتی ہے بھلا کاوش خار غم ہجر — دار پر کہینچتا ہے ہر دم تن لاغر اپنا

ہمدم ہون دیکھئے کب دستخط قاتل ہون — ایک مدت سے پڑا ہی یونہین محضر اپنا

آپ مین پاتا ہون مطلوب کو اپنے ہر دم — آئینہ سے بھی سوا صاف ہی جوہر اپنا

نام دلدار جہان سنکے ترا نام خدا — نذر ہمنے بھی کیا ہی دل مضطر اپنا

دلکو یاد دلانہین پر جھوٹ بھی سکتا ہی کہین — سحر دکھلاتی ہی کیا زلف فسون گر اپنا

آج بھی آپ نہ آئے تو کہو دیتا ہون — یاد رکھنا کہ ہوا وعدہ برابر اپنا

معصیت کا مری محشر مین نکچھہ ہوگا حساب — دیدہ تر نے ڈبایا ہے یہہ دفتر اپنا

دیکھکر مجکو خیال آتا ہی کیا جانے اوسی — منہ چھپا لیتا ہے وہ شرم سے ہنسکر اپنا

دلمین کرلیتا ہون عنقائے معانی کا شکار — تیغ کیطرح سے سینے مین ہی جوہر اپنا

مجھسے بولا کہ ترے دلسے ہزارون دل ہین — چل بھی پہچان سکے لیجا دل مضطر اپنا

بس شیوہ معشوقونکا ہوتا ہے مگر دل شکنی
پہلے دل کیون ندیا سوچ سمجھکر اپنا

خط مضطر کے اثر سے جو بندھا بازو پر
مرغ بسمل کیطرح تڑپا کبوتر اپنا

کب سلاسل سے رکا زلف کا آوارہ بھلا
ملگیا خانۂ زنجیر سے چکر اپنا

شوق دیدار مری نامہ سے اوسپر کھلجائے
اسلیے تار نظر کو کیا مسطر اپنا

بے چھری ذبح کرونگا یہی دعوی ہے اوسے
پھینکا قاتل نے مری توڑ کے خنجر اپنا

آج اوسنے مجھے فرمایا طلب کوٹھی پر
عرش کے بام پہ پونہچا ہے مگر سر اپنا

لاکھ جان تجھپہ فدا خنجر قاتل للہ
دوش پر بار ہے مجھہ زار کو اب سر اپنا

جب سے نظرون پہ چڑھی ہے لٹ مسلسل اوسکی
ہوگیا خانۂ زنجیر مین بس گھر اپنا

اندنون اشک روان کیسی ہو طوفان خیز
مچھلی کیطرح سے دریا مین ہوا گھر اپنا

خاک برساتا ہے آنکھونسے مرا طفل سرشک
دیکھہ لو دامن مژگان بھی نہین تر اپنا

خوف عصیان نہین ضابط ہمین کچھہ روز حساب
شافع امت مذنب ہے پیمبر اپنا

آزمانا جو کسیکو نہین خنجر اپنا
خود بخود آج جھکا جاتا ہے کیون سر اپنا

آستانہ سے کسیکے نہ اوٹھا سر اپنا
ہوگیا ہے در فردوس پہ بستر اپنا

چھوٹا کوچہ جو کسیکا تو کہان گھر اپنا
اب کدھر دیکھئے لیجائے مقدر اپنا

دلمین آ چھپا ہی سیر وہ چلے چاہی جدہر
ڈہونڈ لیتا ہی ترا تیر نگہ گہر اپنا

بیٹہوایا نہ ترے کوچہ مین ہم بیٹھے ہین
آہ کی دہونی ہی اور خاک ہی بستر اپنا

چشم مخمور کرم سے ہو ادہر بھی ساقی
دیر سے بیٹھے ہین خالی سکئے ساغر اپنا

حسرت و یاس و غم و درد نے چہوڑا نہ مجھی
چھاونی دلمین کیئے رہتا ہی لشکر اپنا

پائی قسمت سے شب وصل تو عیاری سے
کہو لکر شکوہ نکالا بیٹھے ہین وہ دفتر اپنا

پیچ گیسو کے ہوی عقدۂ مالاینحل
دل چھٹا زلف مسلسل سے مقرر اپنا

مجکو آئینہ شرارت سے دکہا کر بولا
جھوٹا دعوی ہے ترا دیکھ لے ہمسر اپنا

سخت جانی سی یہہ خجالت زدہ قاتل ہین ہوا
رہگیا حلق پہ منہ موڑ کے خنجر اپنا

خاک اوڑاتا ہوا نکلا ہون ترے کوچہ سے
ہی بگولے کیطرح دشت مین چکر اپنا

کبھی صحرا کبھی زندان کبھی در پر ہون ترے
بخت کیا کیا مجھے دکہلاتا ہی چکر اپنا

دل جگر سینے مین ہین صدقۂ پیکان قاتل
نذر خنجر کے لیئے دوش پہ ہے سر اپنا

بوسہ مین خنجر سفاک کا لیتا دم قتل
پر ادب سے کہین ملنی بھی دیا سر اپنا

کردیا عشق کمر نے یہہ مجھے زار و نحیف
خانۂ مور کو مین جانتا ہون گہر اپنا

گور کی طرح سے ہر دم مجھے دیتا ہی فشار
جانئے کسلئے دل تنگ مین ہی گہر اپنا

آئینہ داری کی خدمت شہ خوبان سے ملی
مین شہنشاہ ہون طالع ہی سکندر اپنا

خشک ایسا مجھے سوزِ شبِ فرقت نے کیا
ڈوبون دریا مین تو دامن بھی نہو تر اپنا

یا الٰہی یہ پڑی کیسی مصیبت مجھپر
نہ تو کچھہ دل ہی پہ قابو ہے نہ دلبر اپنا

وحشت سے مجکو پہاڑون پہ لئے جاتی ہے
اوج سے وحشتِ دل ہی ہوا اختر اپنا

شوق دیدار بھی ہوتا ہے غضب کا جاسوس
کر لیا روزنِ دیوار کو منظر اپنا

کسطرح سے نہ لکھون اور غزل مین ضابط
کیا ہی مشتاق ہے ہر ایک سخنور اپنا

حسرتِ قتل رہی یہ بھی مقدر اپنا
شوق دیدار نے جھکنے بھی دیا سر اپنا

کیون نہ احوال پریشان ہو سراسر اپنا
بل کہین چھوٹتی ہے زلفِ معنبر اپنا

کون معمورۂ دنیا مین ہے یاور اپنا
کیسے ویرانہ مین لایا ہے مقدر اپنا

رات بھر خواب مین اک ماہ جبین کو دیکھا
بخت بیدار ہوا خفتہ مقدر اپنا

نقش پا اوسکا ہمارا ہی نگر سجدہ گاہ
شوق پابوس نے اوٹھنے نہ دیا سر اپنا

سامنے اوسکے ندامت ہی گریبان نہین
ناتوانی نے اوٹھانے بھی دیا سر اپنا

نمود نما ہو گئے معشوق اسی خجلت سے
منہ تہِ خاک چھپاتی ہے سکندر اپنا

ضعف نے میری کیا طرفہ کبوتر پہ اثر
لیکے خط رہگیا بس کھول کے شہپر اپنا

میری ہستی ہوئی تارِ نظرِ دیدۂ وہم
دیکھہ پاتا نہین کوئی تنِ لاغر اپنا

قتل نامہ پہ مرے غیرون نی مہرین کی ہین
حشر مین ساتھہ لیئے جاؤنگا محضر اپنا

بھول جاتے تھی وہ شب سنکے کہانی میری
اور مین کہتا تھا پھر قصہ مکرر اپنا

آنکھہ بھرتی ہی مرا اشک مسلسل نکلا
ہی بند ہا تار نظر سے تری گوہر اپنا

عشق کے داغکو اونہا ہی سوا چمکایا
دل کا آئینہ ہوا جتنا مکدر اپنا

آج مقتل مین کفن باندہ کے ہم آتے ہین
آپکا خنجر سفاک ہے اور سر اپنا

چارہ گر مجھکو جنون فصل بہاری مین ہوا
دیکھہ نشتر ہو رگ برگ گل تر اپنا

یہہ بھی فطرت ہی کہ آئی تو شب وعدہ مگر
روٹھکے بیٹھے ہین بڑہاتے نہین زیور اپنا

گذری باتون کی گلو نکا نہین کچھہ اونپہ اثر
مثل تقویم کہن ہوگیا دفتر اپنا

صفحۂ جسم پہ تحریر ہی احوال جنون
تن عریان پہ کیا اشکون نے مسطر اپنا

روی قاتل کا دم ذبح کیا نظارہ
شوق دیدار نکالا تہ خنجر اپنا

چھوٹا مر کر بھی نہ مین یار غم فرقت سے
سنگ تعویذ ہوا چھاتی کا پتھر اپنا

جانتا تھا کہ وہان کون سنے گا میری
بات بھی کھوتی مگر حال سناکر اپنا

رشک سی لکھہ نہ سکا خط مین نشان قاتل
ہائے گھر گھر مین بھٹکتا ہی کبوتر اپنا

ضعف نے کاغذ بادی سا بنایا ہی مجھے
اوڑتا پھرتا ہی ہوا مین تن لاغر اپنا

لکھہ بھی ضابطہ غزل تازہ کہ وہ خوش ہو جائین

اس سے کوئی بھی ذریعہ نہین بہتر اپنا

میں یہہ کب کہتا ہون کیون بیجا کیا / تمنے جو کچھ ہے کیا اچھا کیا

خود نمائی نے تماشا سا کیا / خود بخود پردہ کسی نے وا کیا

میرے ہوتے غیر پر غصہ کیا / ای ستم ایجاد تو نے کیا کیا

کب کسی پر حال دل کھلتا مرا / کج ادائی نے تری رسوا کیا

لے گیا سو بار بزم غیر مین / شوق نے کیا کیا مجھے رسوا کیا

میرے خط مین غیر کو لکھا سلام / یہہ نیا طرز ستم پیدا کیا

چشم دل سے دیکھتا ہون ہر گھڑی / مجھسے ناحق آپ نے پردا کیا

دیدۂ حیران الٰہی کور ہو / جب وہ بے پردا ہوا پردا کیا

بات تک پردے سے وہ سنتے نہین / کان کے پردون سے بھی پردا کیا

منہ چھپاتے ہو جنازہ دیکھکر / مجھسے کب تک آپنے پردا کیا

نالہ کش رہتا ہون اوسکی یاد مین / دل کو آہ گرم سے ٹھنڈا کیا

آفرین چشم تصور آفرین / لاکھہ پردے مین اوسے دیکھا کیا

شوق بھی نکلا مگر اپنا حریف / دیکھتے ہی دیکھتے اندھا کیا

بیقراری ہیچ کر دل مول لی / بیٹھے بٹھلاتے یہہ ہمنے کیا کیا

اونکو بے لطفی ہوئی امر ابہی — ناشکیبائی یہہ تونے کیا کیا
غیر کا دہوکا کہان اور مین کہان — پہر یہہ کہتے ہو کہ ہمنی کیا کیا
آپنے باہر قدم رکہا نہین — حشر سا پہر کسنے یہہ برپا کیا
جان دینے پر بہی وہ راضی نہین — ہمنے جو کرنا تہا اپنا سا کیا
آخرش فقرون مین وہ آہی گیا — گو بد آموزون سے مین کہٹکا کیا
کیا قیامت آپکا موعود ہے — اور مجہسے وعدہ فردا کیا
روز محشر سامنے آجائے گا — آج بہی گر وعدہ فردا کیا
نقرئی موباف کیون بجلی نہو — ابر گیسو نے اگر سایا کیا
شیخ کی ناصح کی چرخ پیر کی — آنکہو مین کس کسکے مین کہٹکا کیا
ضبط کے دامن کو گو چہوڑا نہین — کام وحشت نے مگر اپنا کیا
کہتے ہین ہوتی ہماری جا اگر — پہر نہ یہہ کہنا کہ دل دہڑکا کیا

آگیا فقرون مین اک عیار کے
ضابطِ نادان یہہ تونے کیا کیا

کیون ہے اب قتل سے انکار یہہ کیا — سر جہکائے ہے گنہگار یہہ کیا
دل عشاق بہت ارزان ہین — بکتے ہین لو سر بازار یہہ کیا

کیون کہین ڈہونڈہنی جائین اج سکو ہی یہان دل ہی مین دلدار یہہ کیا
یون تو اونکی کمال ہے شفقت ہر گہڑی روز کی تکرار یہہ کیا
روز انکار کا خوگردہ تھا آج ہر بات مین اقرار یہہ کیا
دل عاشق کی قدر ہو شاید ٹوٹے پڑتے ہین خریدار یہہ کیا
ہمتو سمجہے تہے چین پائینگے زندگی ہوگئی دشوار یہہ کیا
دفعتاً صحبت شب خواب ہوئی سو گیا طالع بیدار یہہ گیا
ضبط عشاق کو بہی لازم ہے دمبدم آہ شرربار یہہ کیا
چال کچہہ دیکہکے بہی چلتے ہو پس گئے دل دم رفتار یہہ کیا

ہوش مین بہی نہین رہتے ضابط
تو ہے دیوانہ وہشیار یہہ کیا

گذر سرا ے جہان مین بسا فرانہ ہوا یہان مین شام کو آیا سحر روانہ ہوا
جدا نہ مجہسے فقط دلبر یگانہ ہوا رہا اکیلا مین اوسکی طرف زمانہ ہوا
وہ دیکہکر مجہے دانستہ ہو کجاتے ہین یہہ طرفہ سہو طبیعت کا تو بہانہ ہوا
نہ چین دیتا ہے ظالم نہ آپ چین سے ہی تپش کا شوق کی دلکو بہی اک بہانہ ہوا
ہوا تو آپ نہ منظور یان تلک آنا ہمارے جذب کا اونکو فقط بہانہ ہوا

گئے وہ غیر کے ہمراہ سیر دریا کو ✤
ہمارے دیدۂ تر کو بھی اک بہانہ ہوا

ہوا ہون صدمہ جو دیتا الٹی گھٹ گھٹ کر
تمام خلق مین لو موت کا بہانہ ہوا

رہا نہ پاس نزاکت ہوا یہہ قتل کا شوق
غضب ہی تیغ اوٹھانیسی درد شانہ ہوا

اٹھی جنہ ہو چلتی ہے تیغ رک رک کر
مری ہی بار کہ قاتل کے درد شانہ ہوا

لو آج شام سے وان پھر بلا کی سامان ہین
ڈھری چھائی گئی گیسو مین شانہ ہوا

ہمارا طول امل تھا شب فراق مین جو
کسیکے قصۂ گیسو کا شاخسانہ ہوا

پیامبر کی ضرورت نہین ہی خط کو مرے
ہوا سے شوق مین اوڑ کر اودھر روانہ ہوا

نہ مجھسا بلبل ناشاد ہی جہان مین کوئی
تباہ فصل بہاری مین آشیانہ ہوا

وہ عندلیب اولوالعزم ہون مین الصیاد
کہ لامکان پہ اپنا بھی آشیانہ ہوا

بلا کا توڑ ہے پلہ ستم کا رکھتا ہے
خدنگ فکر کا ہر قافیہ نشانہ ہوا

اٹھی خبر کہ پہلو مین آج درد ہی پھر
کسیکے تیر کا پھر دل کہین نشانہ ہوا

ابھی تو ہوتا ہی دونونکا امتحان قاتل
تمہارا تیر چلے دل مرا نشانہ ہوا

بتاؤن کیا کہ پھرا ہون کہان کہان مضطر
وہین گیا کہ جہان میرا آب و دانہ ہوا

یہہ حسن روح فزا ہی کسیکا نام خدا
کہ رخچہ خال کا سرسبز دانہ ہوا

ہزارون دل ہین یہان تیرے دلکی کیا گنتی ✤
دلون کے بیچ مین یہہ بھی شمار دانہ ہوا

جواب خط پہ ہے موقوف زندگی **ضابط**
لگی ہے جان کہ قاصد ادہر روانہ ہوا

خدنگ ناز سے کسکا نہ دل نشانہ ہوا
فدای قاتل سفاک اک زمانہ ہوا

مدینے سے عدم ترا بیمار جب روانہ ہوا
تو دود آہ سے مرقد پہ شامیانہ ہوا

فلک سے چوٹی کے مضمون ڈھونڈھ لاتا ہی
سمند طبع کو اچھا یہہ تازیانہ ہوا

خطا ہوئی جو لیا اونکے زلف کا سودا
ہمارا جسم ہوا اور زنا زیانہ ہوا

بیان ہو سوز جراحت کہا تلک مجھسے
دہان زخم مین پھل تیغ کا زبانہ ہوا

کسیکے در پہ یہہ حیرت سے ہو گیا ششدر
کہ سب نے جانا یہی سنگ آستانہ ہوا

نہ چھوڑا شوق جبین سائی نے مجھے آخر
کہ اپنا سر ہوا اور اونکا آستانہ ہوا

نظر لگے نہ کہین عرشیونکی اسنے لیتے
شب نشاط فلک اپنا شامیانہ ہوا

ہمارے زخم کا ای چارہ ساز کیا چارہ
دوسار تیر نظر لین غائبانہ ہوا

ہر ایک بات کو پوچھا کمال شفقت سے
کچھہ اپنا ذکر جو شب اوسنے غائبانہ ہوا

کہا جو غارت جان اونکو درست کہا
مبالغہ نکوئی اسمین شاعرانہ ہوا

پسند خاطر عشاق کیون نہو ہر شعر
کہ جو کلام کیا مینے عاشقانہ ہوا

ہوا جمیلونکہ عشاق سے فروغ و کمال
کریم کیا تری قدرت کا کارخانہ ہوا

ترے کرم سے ہیں آزاد خلق رہتا تھا
ہوا نہ تو تو مجھے گھر بھی قید خانہ ہوا

ہوا یہ فیض قدم تیرا ای شہ خوبی ٭
کہ قصر شاہ سے بہتر غریب خانہ ہوا

کبھی یقین ہوا وسکو عشق پر میرے
خیال و خواب سکے معنی مرا فسانہ ہوا

زبان خلق پہ ہر دم ہی غیرت لیلے
جنون کا قصہ مرا قیس کا فسانہ ہوا

وہ سنکے نالہ مرا پوچھتے ہیں گھبرا کر
بتاؤ تو یہ کہاں شور بیکسانہ ہوا

عزیز رکھتے ہیں مجھکو جہان کے محبوب
ہوا نہ تو ہی تو پھر کیا ہوا زمانہ ہوا

وہی ہی سر اپنی سودا وہی ہی گیسو کا
اگرچہ سول لیئے اسکو اک زمانہ ہوا

سنا بھی دوسری ترکیب کی غزل ضابط
ترے کلام کا مشتاق اک زمانہ ہوا

تمہاری بزم میں کس منہ سے کہتے کیا نہوا
سبھی ہوئے مرا کیا تھا ہوا ہوا نہ ہوا

خبر کبھی وہ بت بے خبر ذرا نہوا ٭
فسانہ حال کا کب میری جا بجا نہ ہوا

کسی کے ظلم سہے پر میں بے وفا نہوا
ہزار شکر کہ شرمندہ جفا نہ ہوا

ستمکش بت بے مہر میں ازل ہی ہوں
جفا ہی چرخ سے اپنا بھلا برا نہ ہوا ٭

میں راز دار ازل سے ہوں سر نہاں کا
زبان سے اس لئے اظہار مدعا نہ ہوا

ذرا سی بات میں ظاہر ہوئی تنگ ظرفی
کہ غم کے کہا نیکا عاشق کو حوصلہ نہوا

رہا تو آنکھوں مین آوارہ ہو گیا لیکن — کہ طفل اشک کا حقِ نمک ادا نہوا

غم فراق نے بے موت مجکو مارا ہے — الٰہی شکر کہ شرمندۂ قضا نہوا

تو آج جان بھی جاتی ہی جو دربان ہی — تمہارے کوچہ کا آنا مگر قضا نہوا

اس آرزو مین پھری سرکی بل ہر ایک جگہہ — پہ سجدہ گاہ ہمارا وہ نقش پا نہوا

زبان شکوہ کہین ہم ہین کہولنیوالے — وگرنہ زیرِ فلک یون تو کیتی کیا نہ ہوا

غضب کا دیکھو وہ نازک مزاج رکھتے ہین — کبھی تحمل گستاخیِ حنا نہوا

تمہارے شکوۂ بیجا سی مرتی ہین صاحب — ہمارا دشمنِ جانی ہوا گلا نہ ہوا

بتو معاف کیا قتل بے خطر کیجے — قصاص اپنا یہی ہی کہ خون بہا نہوا

جہان مین روزی مقدر کی سبکو ملتی ہی — کہ ایک دانہ کبھی رزق آشیا نہوا

ہزاروں ظلم سہے لاکھوں سختیان جھیلین — کبھی زبان پہ ترے لفظ مرحبا نہوا

مجھے کسیکی نزاکت سی خوف تھا ضابط — ہزار شکر کہ نالہ مرا رسا نہوا

تری نظر پہ دل خلق کب فدا نہوا — یہہ تیر وہ ہے نشانہ کبھی خطا نہوا

وہ درد ہے کہ جو شرمندۂ دوا نہوا — مرض مرا کبھی منت کش شفا نہوا

ہمیشہ ہنسکے یہہ صیاد مجھسے کہتا ہے — کہ فصل گل مین تو اس بار بھی رہا نہوا

رُکے نہ ہاتھہ نہ خنجر اُٹھے ابھی قاتل
کہ سر مرا ابھی تن سے مرے جدا نہوا

تڑپ تڑپ کے تری در پہ جان کہوتا ہون
مگر غضب ہی یہی تو بھی دیکہتا نہوا

سبیلئے وہ پہرتے ہین محضر منگاتے فتوی
کہ بے گنا ہونگا خون اونکو ناروا نہوا

خدا کے سامنے انصاف ہو تو ہو شاید
بتون کے ہاتھہ سے اپنا تو فیصلا نہوا

وہ غیب دان ہین کیا سمجہین پہر ضمیر کا حال
کہ آشنا سے زبان حرف مدعا نہوا

نہ شفقتین ہین نہ بندہ نوازیان نہ کرم
خدا کہے کوئی وہ بت مگر خدا نہوا

جو توڑا چرخ کو نالون نے کیا ہدف مارا
دراز وہ ور تو ایسا یہہ فاصلا نہوا

شبِ وصال بھی کہولا نہ منہ زہی قسمت
کہ چاک آج بھی وان پردۂ حیا نہوا

نکلنا ہو چکا بحر الم کی موجون سے
مری سفینہ کا کوئی بھی ناخدا نہوا

مرے گلے پہ تو خنجر کا امتحان کرلے
بلا سے تیری ستمگر ہوا ہین یا نہوا

فدا ہے نازِ ہین جانین نیازمندون کی
ہوا یہہ تیر قضا ناوکِ ادا نہوا

بھری ہی شیشۂ دل مین مرے تری حسرت
کہ مجھہ تلک تو کبھی دورِ ساقیا نہوا

نچھوڑا خنجر سفاک نے مقتل مین
کہ بند بند سے جب تک جدا جدا نہوا

اوٹھائے دیتی ہو محفل سے ہم بھی جاتے ہین
مگر بتون پہ مر[illegible]ت کا تقاضا نہوا

فراق مین ہی اسی بات سے مری تسکین
وہ کب ہو غیر کا اپنا جو آشنا نہوا

بسوائے خنجر قاتل یہہ کس مین جو ہرہے
کوئی بھی خون کے دریا مین آشنا نہوا

تہو خدا کے لیے پاکباز ہی ضابطہ
کوئی بھی رند نہین ایسا تو پارسا نہوا

نشان ملا نہ کہین زیر آسمان میرا
مکان فضل خدا سے ہی لامکان میرا

نہ پہونچا دور فلک گشت ہی جہان میرا
کہ چرخ پیر ہے اور بخت ہی جوان میرا

مزار گور غریبان مین ہی کہان میرا
مٹا گیا کوئی آکر یہان نشان میرا

نئی زمین دکہائی ہی وحشت دل نے
اس آسمان سے علاوہ ہی آسمان میرا

سمجھہ سکہا نہ کوئی راز عشق کی باتین
کہ اس جہان مین تہا کون ہمزبان میرا

گیا مین کوئے بتان مین وہ لیگیا مجھکو
مین دل لگا اور رہا دل خدا جدا ان میرا

تراشتا ہی وہی باغبان زہی قسمت
کہ جس درخت پہ ہوتا ہی آشیان میرا

بنا ہون سرو چراغان رگین ہوئین بتی
بجائے موم ہوا مغز استخوان میرا

جواب خط بھی جو بہیجا تو کس شرارت سے
لکہا لفافۂ خط پر نہین نشان میرا

عجب ہی عذرا و نہین عرض حال سننے مین
کہ دل دکہاتا ہی کیا کیا تیرا بیان میرا

کسی نے ولسی مجھے دور کر دیا اتنا
مین کیا کہ خواب مین پہونچے نہ وان گمان میرا

فدائی یار ہوئی جان مضطرب آخر
مگر یقین نہوا تجھکو بدگمان میرا

تمہارا ہین ہون مگر تم ہو تم کہو نہ کہو
نہیں ہے آپ سے کچھ ناشناسا گمان میرا

نکل گیا ترا سوفار کیسے کہون قاتل
کہ رنگیا دہن زخم بے زبان میرا

عدو کے ہاتھ سے جانباز قتل کیون ہوتا
عجب طرح سے بگاڑا ہے امتحان میرا

بصد نیاز رہا محو ناز آٹھ پہر
بتو ہوا نہ کبھی وقت رائگان میرا

فلک نشانہ ہوا نالہ کا مری ہر دم
یہہ تیر وہ ہے کہ چلتا ہی بے کمان میرا

غبار آئنہ دل بنا نہ کس کس کا
ہوا یہہ خاک بھی یہہ جسم ناتوان میرا

زبان شمع سے کہتا ہی بزم جانا نہین
رہا نہ سوز درون ایکدم نہان میرا

جوان سمجھ کے عدو ہو گیا ہی پیر فلک
بجفا عزیز نہ تھا ورنہ مہربان میرا

یہہ ہیں میرے نالۂ موزون کہ گل کھلاتین ہین
کہ نام ہمنفسو نہین ہی گلفشان میرا

گئے ہین دل سے زبان تک کی سو نالے
تھکا ہی بعد مسافت سی کاروان میرا

کھلے ہین تختۂ قرطاس پر گلِ معنی
چلی نسیم کہ خامہ ہوا روان میرا

نشان بتاؤن نہ کیون خون دل سی ہین اپنے
کہ میزبان عدو ہو جو مہمان میرا

خدا بچائے دلِ خار خار کو ضابط
حریف برق تپ غم ہی خاکدان میرا

جہان مین آب بقا لقب ہی ہمارے آب در سخن کا

دہن مین فیض زبان ہے کسکا اثر زبان مین ہی کس دہن کا
جو رونگٹا ہے ریاض تن مین ہے نخلبند جہان کا شاکر
زبان بن بن کے بولتا ہے ہر ایک تمام سے چمن کا
اگرچہ وہ جوے شیر لایا پہاڑ کو کاٹ کر گرایا ❊
جو قصر خسرو نہ کہود پایا تو کچہہ نہین تیشہ کو ہکن ... کا
پس فنا بھی نہ ترک ہمت روا ہے ملت مین اپنی ہمدم
وہ ہون برہنہ کہ مجہسے ہرگز نہ بار سنت اوٹھا کفن کا
بہار آئی ہے مجہے سفر مین عزیز و ہمدم کوئی نہین ہی
شہاب خون ہدیہ کیون نہ بہیجون خیال آیا ہے مجہے وطن کا
یہہ ناتوان روح ہو گئی ہے کہ بوجہہ بہاری ہی تن کا اوسپر
گران نہین ہوتا ہے وگرنہ بدن نہ کچہہ بار پیرہن کا
ہرن کی آنکہین بھی ہمنے دیکہین سواے وحشت نظر نہ آیا
کرے وہ ہمچشمی آپ سے کیا کہ ایسا دیدہ کہان ہرن کا
نظر سے تہا کیف بادہ حاصل کہ مست بیٹھے تہے اہل محفل
نگاہ پہیری ہی تو نے ساقی بدل گیا رنگ انجمن کا ❊

بگاڑتا ہے جسے مقدر عزیز رکہتا ہی کون اوسکو
خزان مین ہے کوئی ایسا پتا جو بار خاطر نہین چمن کا
چمک رہا صاف اسطرح سے کہ شمع فانوس مین ہے روشن
چھپا نہین نور جسم تابان اگرچہ پردہ ہی پیرہن کا
ہوئی ہے برباد اپنی مٹی پس فنا گہر سے دور جاکر
غبار آئینہ سفر ہے جو غازہ تھا عارض وطن کا
یہہ ناتوان ہون جواب طعنہ نہ دے سکا غیر کو مین ضابط
اوٹھاؤن بالین سے کسطرح سر کہ بوجھ مجھپر ہے لاکہ من کا

زلفون مین پہر اولجھا دل ناکام ہمارا
پہر قافلہ لٹتا ہی سر شام ہمارا

ایمان ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
کافر ہین نہ پوچھو کوئی اسلام ہمارا

ٹہرا ہے لقب مجمع آلام ہمارا
عشاق مین نکلا یہہ نیا نام ہمارا

منشی ازل نے خط تقدیر جو لکھا
سودا زدہ زلف لکھا نام ہمارا

زندہ کرین ہم کوہکن و قیس کا پہر نام
ہے عاشق گمنام اگر نام ہمارا

بہولے سے بھی آیا نہ کبھی اونکی زبان تک
معنی فراموش ہوا نام ہمارا

اب قتل مین کیا عذر ہے فرمائیے ہمسے
خنجر پہ تمہارے ہے کہدا نام ہمارا

پہروں ہی زبان دانتوں سے کاٹا کیا ظالم
بہولے سے بہی آیا جو کبہی نام ہمارا

ملفوف کیا غیر کا نامہ یہہ ستم ہے
اور خط کے لفافہ پہ لکہا نام ہمارا

اب کیسے رسائی ہو دربار تک اپنی
مسدود ہوا نامہ و پیغام ہمارا

ہم بہی لب ساغر کو ترے چوسینگے ساقی
ٹہرا ہے اگر بوسہ پہ پیغام ہمارا

دل لیتے ہی پامال کیا غارت جاں نے
آغاز ہی دیکہا نہ کچہہ انجام ہمارا

سر لائے ہیں مقتل میں ترے ہی نذر کو قاتل
بوسہ لب خنجر کا ہے انعام ہمارا

بس پہینکدیا ہاتہہ سے نقد دل مضطر
کہوٹا وہ سمجہتا تہا مگر دام ہمارا

کس شوق سے گہر میں ترے پہونچے ہیں تڑپکر
الجہا نہ ذرا پاؤں لب بام ہمارا

یہہ خال نہیں کاکل مشکیں سے دبا ہے
دانہ ہی یہی اور یہی دام ہمارا

اے چارہ گرو زلف کی سودے سے ہوا ہے
اچہا ہو کبہی وہ نہیں سرسام ہمارا

ہم عاشق شیدا ہیں کسی پردہ نشیں کی
لو اب تو مفصل ہوا ابہام ہمارا

اک دور میں اسکے کہلیں اسرار دو عالم
جمشید کا ہے جام مگر جام ہمارا

ساقی نے خم مے بہی سکئے وقف کرم سے
تقدیر سے خالی ہی رہا جام ہمارا

اولٹا ہی رہا یہہ سر مینا پہ ہمیشہ
معکوس قضیہ ہے مگر جام ہمارا

کوچہ میں پریزادوں کے اپنی یہہ صدا ہے
دیکہو کہ تماشا ہے تہ بام ہمارا

رسوا کیا ہے آہِ شرر یار نے مجکو
یہہ سوز دروں ہائے ہوا اعلام ہمارا

ہین آبلہ پا خلشِ خار کے قابل
کانٹون نکلے او لجھنے ہین ہی آرام ہمارا

کیا دبدبہ حسن خدا داد ہے اونکا
دروازے سے آگے نہ بڑہا گام ہمارا

کیونکر شبِ ہجران یہہ بسر ہوگی الٰہی
دم توڑ لیا اسنے سرِ شام ہمارا

خارج کیا جلسہ سے ہمین غیر سمجھکر
اچھا تو کیا آپ نے اکرام ہمارا

ناکام ہی رکھا کبھی کچھ کام نہ آیا
واللہ غضب ہی بتِ خود کام ہمارا

بوسے لبِ خنجر کے لیئے شوق سے ہمنے
ہان تیغ کے منہ چڑھتا ہی بس کام ہمارا

منہ موڑ کے جاتے ہو کہان چھوڑ کے بسمل
پورا تو کیئے جاؤ بھلا کام ہمارا

کیونکر ترے خنجر کو گلے سے نہ لگائین
جانبازی ہین صادق ہین یہہ ہی کام ہمارا

ضابط کو قریب اپنے سرِ بزم بلاؤ
نام آپکا ہو اور بنے کام ہمارا

تو نیا طرز ستم اور اوہین یاد آیا
سرِ قاصد بجوابِ خطِ ناشاد آیا

قبر پر مضطر بانہ ستم ایجاد آیا
واہ کیا جلد اوسے عہد وفا یاد آیا

اب تسلی دلِ مضطر کو کہان ہوتی ہے
قاصد آیا بجوابِ خطِ ناشاد آیا

مژدہ ای شوق شہادت کہ وہ آیا قاتل
اسطرف بہول پڑا یا اوسے کچھ یاد آیا

کیون پس مرگ تڑپتا ہی یہہ کیا آفت ہے
چین اب بھی نہ تجھے ای دل ناشاد آیا

ہاے کس مرتبہ ہی شوق اسیری مجکو
خواب مین بھی یہی کہتا ہون وہ صیاد آیا

تیرے نشتر کے ہین قربان خلش نشتر کے
لطف نوک مژۂ یار کا فصاد آیا

بام پر آج نہ اوس مہر لقا کو دیکھا
چرخ کج باز مگر بر سر بیداد آیا

بہر تعظیم گرفتار جنون ہون تازہ
نجد سے قیس بڑہا کوہ سے فرہاد آیا

دیکھکر اوسکو چمن مین یہہ عنادل بولے
رشک گل زیب چمن غیرت شمشاد آیا

ظالم اسکو نہ ستانا یہہ دل ضابط ہے
قہر ہو جائیگا جو بر سر فریاد آیا

اتنا تو یہہ حال ہوا ای بت پرفن اپنا
نہ تو ہاتھون ہی مین قابو ہی نہ دامن اپنا

لاکہہ جا دیکہہ کے نقشہ بت پرفن اپنا
آئینہ خانہ بنا ہے دل روشن اپنا

آنکھین دکھلاتی ہین دیوارونکی روزن بھی مجھے
عشق مین اوسکے زمانہ ہوا دشمن اپنا

ہمسری سہل ہے اون سی لبِ ہونٹونسے
پہلے بنوائے تو منہ غنچۂ سوسن اپنا

رند مشرب بھی کہین آئی ہین دہوکو نہین بھلا
حورین دکھلائین کسی شیخ کو جوبن اپنا

چاک پر دیکا سیا دستے تو اللہ ری شوق
بنگیا تار نگہ رشتہ سوزن اپنا

یہہ فقط اپنی غلط فہمی کی پائی ہی سزا
لیکے دل بھی نہوا وہ بت پرفن اپنا

حلقۂ زلف میں صیاد کے دیکھو اندھیر
طائر دل نے بنایا ہے نشیمن اپنا

ہمدم ہوں یار کی کس منہ سے شکایت کیجے
باعث رنج و الم ہے دل دشمن اپنا

بڑھ کے اس آبلۂ دل نے یہہ احسان کیا
بعد مرنیکے بنا گنبد مدفن اپنا

لی ہی لیتا تری سوتے میں بلائیں چٹ چٹ
یار گیسو جو نہوتا کبھی رہزن اپنا

کام گھر بار سے ہم خانہ بدوشوں کو نہیں
جسجگہ بیٹھہ گئے ہو رہی مسکن اپنا

ہمنشیں اوٹھتی ہوئی دیکھہ کے دریا میں حباب
یاد آتا ہے سبب مجھے گنبد مدفن اپنا

میں ہوں وہ بلبل ناشاد کہ ہرگز وہ چمن
پھر نہ سرسبز ہو جسمیں ہو نشیمن اپنا

بیڑیاں مجکو پہنانا ہیں کفن کے اندر
روز وحشت نہ کہا ہی پس مردن اپنا

ہی تمنا یہی ضابط کی خداوند کریم
خطۂ پاک مدینہ میں ہو مدفن اپنا

طائر روح رواں اپنا کبوتر ہو گیا
نامۂ شوقیہ اوڑ چلنے کو تنہہ پر ہو گیا

کیا مری گردن کو اب خنجر مقرر ہو گیا
حلق تو اپنا ازل سے وقف خنجر ہو گیا

ضعف کا یاں تک اثر مجھہ ناتوان پر ہو گیا
استخوان ایک ایک میرا تار بستر ہو گیا

نوح کا طوفان گرا آنکھوں سی اشکوں کے حضور
دم بخود نالوں سی میری شور محشر ہو گیا

ہجر کی شب گور کی راتوں سی بڑھکر ہی مجھے
روز فرقت طول ہو کر روز محشر ہو گیا

سوی دریا قہر سے دیکھا جو اوس سفاک نے
مچھلیونکو عکس مژگان تیز خنجر ہو گیا

دیکھنا کیا طرفہ آرایش ہی نقش بوریا
جسم عریان پر مرے پہولون کا زیور ہو گیا

عکس ہے اوسکی کف سیمین کا یا جادو ہی یہ
سنگ سوسنی صاف دیکہو سنگ مرمر ہو گیا

مژدہ یادای حسرت زخم دگر پہر آج کل
سینہ اپنا تختہ مشق ستمگر ہو گیا

کوے جانان تک بہلا کسدن رسائی تہی مجہے
غیر کا نقش کف پا آج رہبر ہو گیا

بی اثر نالے ہین جب اوسکی نہ دلمین جا ہوئی
کیا ہوا گو عالم بالا مسخر ہو گیا

اوڑ چلا آہ رسا کے ساتہہ سوے آسمان
کاغذ بادی سے بڑہکر جسم لاغر ہو گیا

مر گیا بس دیکہتے ہی قاصد قاتل کو مین
قتل کا میری جو خط لایا تہا محضر ہو گیا

لخت دل آنکہونسے تر تہین مری اشکونکے ساتہہ
معدن یاقوت اپنا دیدۂ تر ہو گیا

کیون پریشانی ہی سنبل کو بہلا میری طرح
وہ بہی کیا سوداے زلف معنبر ہو گیا

کل تلک کیا کیا نکچہہ وعدے تہی بہولے آج وہ
کیا کہون مذکور بہی اپنا سقدر ہو گیا

بزم قاتل مین ہمارے قتل کا مذکور ہے
مژدۂ دیدار جانانہ مقدر ہو گیا

ہو گیا ثابت یہہ وہ داغ سوزان ہی مجہے
دل مرا سوز درون سی جلکے اخگر ہو گیا

کون آتا ہی کہ جسکی پیشوائی کے لیے
خود بخود دیکہو تو دم سینہ سے باہر ہو گیا

زندگی جاودان مر کر ہوئی حاصل مجہے
آب حیوان میرے حق مین آب خنجر ہو گیا

کیا کہوں میں اس دلِ ناعاقبت اندیش کو
جسقدر تسکین کی اوتنا ہی مضطر ہو گیا

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا بس وہی مخمور تھا
دور چشم مست ساقی دور ساغر ہو گیا

کیا ندامت حیف کشتوں سے ہوئی مقتلمین آج
دامن قاتل کہین خون سے مرے تر ہو گیا

گلشن ایجاد مین اے بلبل نالان تبہا
کونسا گل ہے نہ جسپر جور صر صر ہو گیا

بوسہ گاہِ خوبرویان جہان سے مرحبا
سنگ اسود تیری دروازی کا پتھر ہو گیا

ماجرا اندوہ فرقت کا لکھا نامہ مین جب
تار اشکو نکے نبدہی ایسے کہ مسطر ہو گیا

تجھ عشق گلرخان ہوا سلسلے ضابطہ مجھے
طوق اور زنجیر بھی پہولونکا زیور ہو گیا

نمک پاشِ جراحت کیا ترا جور و ستم ہو گا
تبسم اپنے زخمون کا کبھی قاتل نہ کم ہو گا

نہ کب تک شاہِ خوبان کا فقیرون پر کرم ہو گا
کبھی تو کلبۂ احزان مزار شاکِ ارم ہو گا

کہا سفاک نے مجھسے نیا تجھپر ستم ہو گا
جواب خط مین تیری ہاتھہ قاصد کا قلم ہو گا

کہو کا کسطرح مضمون بھلا ہمسے رقم ہو گا
ہماری ہاتھہ مین کیا بال عنقا کا قلم ہو گا

مجھے ہی شوق نظارہ وہ ظالم قتل کرتا ہی
سراپا دیکہیے اب کسطرح مقتلمین خم ہو گا

اولش کر کر ہمین بھی ساغر مے ساقیا دیدی
فقیرون پر کرم ہو گا کرم ہو گا کرم ہو گا

اگر یہہ آہِ سوزان ہر نفس یون ہی رہی ہمدم
تو سن لینا کہ عاشق کا کوئی دم مین شہ دم ہو گا

مرے رونیکا قصہ کا بتو نسے کب ختم ہوگا

نہ سلجھیگا کبھی جب تک شانے سے قلم ہوگا

یقین تو ہی برابر ہوگا یا کچھ بیش و کم ہوگا

کرونگا نذر مژگان کو اگر مجھسے بہم ہوگا

میسر گر پاوس کا مجھکو قلم ہوگا

ابھی کچھ اشک ٹپکے تھے یہ شاید اونسے نم ہوگا

کسیکی آنکھ دیکھی ہوگی اوسکے غم سے نم ہوگا

غزال دشت تیرے ساتھ ہمیشہ چشم نم ہوگا

کہ میری مہری کو نالہ آتش قدم ہوگا

کہ سجدہ گاہ عاشق آپکا نقش قدم ہوگا

جو گریہ ایسا ہوگا تو نالہ برقدم ہوگا

کہ نسخہ نوشدارو کا بھی میرے حقمین سم ہوگا

ملیگا جام جم بھی جب تک مرے ساقیکا دم ہوگا

مژہ کی تیغ قاتل غمزہ سفاک خشم ہوگا

نہ مجھسا کوئی دنیا مین کبھی آتش قدم ہوگا

ہین ایسا محو و خود رفتہ ہوں لقا تل کہ اب مجکو
نہ جینے کی خوشی ہوگی نہ کچھہ مرنیکا غم ہوگا

دل وحشی کسیکی چشم مستانہ کا مفتون ہے
غزالان ختن کو بھی کبھی مجھسے نہ رم ہوگا

بھلا کیوں عظیما شیدا کو اپنے قتل کرتے ہو
ستم ہوگا ستم ہوگا ستم ہوگا ستم ہوگا

ہوئی پر بھی رہا قائم خیال گلرخان ہر دم
ہمارا دل مگر گلدستۂ باغ ارم ہوگا

نظر سے بچگیا تو ابروئے قاتل نہ چھوڑیگا
اگر تلوار چوکے گی تو پھر خنجر علم ہوگا

جو زندہ ہین تو سن لینا کہے دیتے ہین پھر ضیا لعا
مدینہ مین کبھی ہونگے کبھی طوف حرم ہوگا

دلمین پھر عشق بتانکا مری ڈہنگ آہی گیا
جس سے مین ڈرتا تھا سینہ پہ وہ سنگ آہی گیا

بزم اغیار مین جانیکی قسم کہائی ہے
پہنسکے ناچلنسو نہین آخر وہ بہ تنگ آہی گیا

اپنا مرنا وہ نہین تھا جو نہ ظاہر ہوتا
تیغ قاتل پہ مری خونکا رنگ آہی گیا

رخ انور پہ تصدق ہون نکیون سو سو بار
جان پیاری کو سر شمع پتنگ آہی گیا

عاشق زار موا آپ کا انا للہ ✦ ✦
ناتوان کشمکش غم سے بہ تنگ آہی گیا

دلکی نادانی نہ کچھہ پوچھو کہ اوس ظالم پر
اپنی دکھلاکے جوانی کی اومنگ آہی گیا

لاکھہ پردہ نہین چھپایا نہ بچا پر نہ بچا
اشکو نہین خون جگر کا مری رنگ آہی گیا

چبھہ گیا تیر نظر صاف دل مضطر مین
صید کرنیکو یہہ وحشی کے خدنگ آہی گیا

چشم بد دور غضب آپکا ہے تیر نظر
توڑ کر دلکو جگر تک یہہ خدنگ آہی گیا

کشتی آرزو افسوس ڈبا دینے کو
غیر کے ساتہہ وہ کافر بے ڈہنگ آہی گیا

وحشت سی پہر ترا دیوانہ تری کوچہ مین
پہر کے بیساختہ وہ چار شلنگ آہی گیا

لاکہون مضمون لکہی مینے سراپا مین مگر
قافیہ وصف دہن مین ترے تنگ آہی گیا

اشک کو ہمنے چورائے کہ نہ پردہ کہلجائے
دلسے آنکہون تلک آنسو کا سرنگ آہی گیا

واہ کیا خوب عیادت ہے مریض غم کی
غیر کو ساتہہ لیے وہ بت شنگ آہی گیا

روز فرقت تو کٹا ہجر کی شب آپہونچی
شیر سے چہوٹا کہ سر پر یہہ پلنگ آہی گیا

دیکہا قاتل نے مجہے شوق ہے مرجانیکا
اسلیے قتلمین ظالم کو درنگ آہی گیا

مرکے بدنام کیا ہے یہہ سمجہکر اوسکو
میری لاشے پہ بہی آئینمین درنگ آہی گیا

غیر وزتک بہی نہ آجائے یہہ قدغن ہے وہان
اپنی ناموس کا آخر اوسے ننگ آہی گیا

مژدہ اے شوق شہادت کہ خوشی ہے قاتل
طائر دل پہ مرے لیکے تفنگ آہی گیا

آج کس شوق سے جانباز ترا مقتل مین
دلمین بہتا ہوا کیا کیا نہ ترنگ آہی گیا

تہی کبہی زیر قدم کوہ بیابان ضابط
یاد ہی ہم ہین کہ اب پاؤنمین لنگ آہی گیا

آج پہر خنجر مری گردن پہ چہلکر رہگیا
بسمل بیداد کا طالع سنبہلکر رہگیا

سوز فرقت کے لکھنے سے طرفہ اثر پیدا ہوا
نامہ کیا بازو کبوتر کا بھی جلکر رہ گیا

منفعل سوز جراحت نے کیا کیا کیا مجھے
خنجر قاتل مری زخمون مین گل کر رہ گیا

پاس افشای محبت سے نفس رہتا ہی یہان
نالۂ پرشور بھی لب تک نکل کر رہ گیا

بعد مرنیکے محبت نے اثر دکھلا دیا
قتل فرما کر جسے مجھے وہ ہاتھ مل کر رہ گیا

دستکے ہاتھونسے بہ تنگ آیا ہون کیا کیا ہمدمو
پہونچا جب کوئی ستمگر مین مچلکر رہ گیا

وصل کی شب مین دم تکبیر ہی شور اذان
رات دل حول ہتو دن سی ڈہل کر رہ گیا

پھاند جانا آپکے دیوار کا مشکل نہ تھا
بارہا پاس ادب سے مین اوچھل کر رہ گیا

ابتو وہ آہ بھی لب تک نہین آتا مگر
شورش پنہان سی دل سینے مین جلکر رہ گیا

ایک قطرہ خون مژہ سے نکل سکتا نہین
آتش یاقوت کی مانند جل کر رہ گیا

تیری آنیکی خبر سنکر ترا بیمار آج
کسقدر بگڑا ہوا تھا پر سنبھلکر رہ گیا

نزع کی سختی ہوئی آسان مریض عشق کو
ناتوان تھا ایک دو کروٹ بدلکر رہ گیا

جسم سیکے پا سی نظر کیا اس صفای قصر پر
سایہ جب دیوار کے نیچے پھسل کر رہ گیا

عطر خود ملتا تھا محفل مین سبھی کی رات وہ
مجکو بس پہچانتی ہی ہاتھ ملکر رہ گیا

وصل کی شب صبح فرقت کا ہوا دلکو خیال
مرغ بسمل کیطرح ہاتھون اوچھلکر رہ گیا

آتش گل کی حرارت اونسے کب اوٹھتی بھلا
آشیان تک عندلیبونکا بھی جلکر رہ گیا

پرتوِ عارض کے جلوے سے دلِ اندوہگین
سایۂ خورشید کی مانند ڈھلک رہ گیا

اسقدر ساری تپِ غم جسمِ لاغر مین ہوئی
مغز تک یان استخوانون کا پگھلکر رہ گیا

وعدہ تھا جب مجھسے طلب فرمایا دسنے غیر کو
واہ نخلِ آرزو بھی پھول پھلکر رہ گیا

پاسِ رسوائی کسیکا تھا نہ آخر مرسکہا
روز صدہا صورتین ضابط بدل کر رہ گیا

جلوہ تنِ خاکی مین ہی انسانکی جانکا
سچ ہی شرف و فخر مکین سی ہی مکان کا

شیوہ یہہ نیا نکلا ہے اب اہلِ جہان کا
دلسی جو پیارا ہو وعدہ ہو وہی جان کا

سینہ پہ مرے داغ دیا عشقِ بتان کا
ای حضرتِ دل روگ لگایا یہہ کہان کا

اے زخمِ جگر اب تو مجھے دیکھنا یہہ ہی
غالب مرا ناخن ہی کہ جراح کا ٹانکا

زخمونکے تنِ زار پہ کثرت ہے یہانتک یہ
کب اتنی جگہہ ہے کہ لگا لے کوئی ٹانکا

ہی داغِ محبت کا پر کہتے ہو بھلا کیا
نقدِ دلِ عاشق مین کہین ہوتا ہی ٹانکا

ناخن پہ یہہ ہی شوقِ جراحت کا تقاضا
باقی نرہے زخمِ جگر مین کوئی ٹانکا

عاشق کے گریبان کا کچھہ حال نہ پوچھو
سو مرتبہ پھاڑا گیا اکبار جو ٹانکا

پھر دل لیے جاتا ہی مجھے کوئی بتان مین
بیٹھا مری پہلو مین یہہ دشمن ہی کہان کا

سینہ کا جگر کا دلِ صدپارہ کا پہلے
جراح تجھے زخم دکھاؤن مین کہان کا

دریافت کرو ابر سے رونیکی حقیقت
بجلی سے سنو حال کسی سوختہ جان کا

کیون زخم نہ بانکے ہون تن خستہ پر اپنے
تلوار بھی بانکی مرا قاتل بھی ہے بانکا

آئینہ کو سکتا یہہ ہوا اسکی نظر سے
منہ تکتا ہی حیرت زدہ ہر پیر و جوان کا

تھم ظلم جو سیکھو فلک پیر سے سیکھو
رکھتا ہی بڑھاپے مین وہ انداز جوان کا

کیون رخنونکو دیوارونکے مسدود کیا ہی
کب بینی تجھے روزن دیوار سی جہان کا

رونے سے بخارات نکل جاتی ہین دلکے
عاشق کو نہین چاہئے ہے ضبط فغان کا

خاموش قفس مین جو نہ بیٹھے تو کرے کیا
نالے کا اثر دیکھا نہ بلبل نے فغان کا

ہان اور ستاتا ہی ستائی ہوئی دل کو
ہمنے تو اثر دیکھہ لیا ضبط فغان کا

دیکھا نظر یاس سے قاتل کو دم قتل
کچھہ اور نہین جانتا مین طرز فغان کا

فریاد خدا بھی نہین سنتا مری افسوس
پہونچا تاہون گو عرش تلک شور فغان کا

کہتے ہین اسی ضبط کہ فریاد تو کیسی ❊
لب تک نہین آتا ہی کبھی نام فغان کا

بت رام نہ کر پائی کچھہ طاعت حق کی
لومین نہ یہان کا ہوا ضابطہ نہ وہان کا

سفاک نے نخچہ یہہ نکالا ہی کہان کا
تلوارونکی زخمونکو سنا تونسی ہے ٹانکا

شعلہ ہی ہر اک شعر مری سوز نہان کا
لو مینے نکالا ہی نیا طرز فغان کا

کیا زخم مژہ مین ہے اثر تیغ زبان کا
گوشہ کبھی سیدہا نہین ہوتا ہے کمان کا
قاتل نے نوازش کی چہرے سے اداسے آنکا
نیرنگ دکہایا تری آنکہون نے جہان کا
ملتا ہی اگر راہ مین مجہکو کوئی بانکا
ہر دم چڑہی رہنی مین ہی نقصان کمان کا
نالے سی مری نکلے نہ کیون نعرہ اذان کا
منہ کا مرے عالم ہوا جہلی کے دہان کا
نقطہ جو دہن کو مین کہون نون گمان کا
کہولی جو ذرا آنکہہ تو موسم تہا خزان کا
ڈنکا ہی بہار آتے کا غل برگ خزان کا
کیا مینے نکالا ہی نشاط رہبان کا
عاشق متحمل نہین اس بار گران کا
پہر تیرے خزانے کو نہین خوف زیان کا
منہ وحشت نے دامن سی مجہے دیکہکے ڈہانکا

پہر فصل بہار آئی پریزادون سے کہد
مین ڈوب کے سیلاب سرشکی مین ہوا ہون
ہی چرخ چہپایا نہ مرے خار غم عشق ۞
بیگور وکفن دیکہکے بولا کہ یہہ لاشہ
یارب دہن زخم مین سو سو دہی زبانین
دلکو مری تکلیف ہو ناوک ہی تری کیون
پیکان سے ثناخوان ہین مونہکے دہن مین
سر لاکہون کے دم بہر مین قلم ہو گئے قاتل
مشکیزے کی صورت مری چہاتی مین جو پائے
کچہہ نغمہ سرا شکر و ثنا مین ہو تو بہتر ۞

عالی ہون مضامین بھی
اشعار مین ہوتا ہی برا

زلف کافر دیکہتے ہی مجکو سودا ہو گیا
خو گر نالہ یہانتک دل ہمارا ہو گیا
فصل گل آئی مرا ہر زخم آلا ہو گیا

پہوڑنا سرتہا کسیکے آستانے پر ضرور
نرگس بیمار کی آنکہو نمین جالا ہو گیا

چشم جادو سی یہہ بے چشمی کی پائی ہی سزا
روکنا دربان کا اک ہمکو بہانہ ہو گیا

چہوٹتا ہی اب کہین تا حشر بہی ای چارہ گر
داغ عشق گلرخان دل کا سویدا ہو گیا

کب پہنچ سکتا تہا کوئی یار تک مین ناتوان
پر عصائے آہ مجھکو سہارا ہو گیا

تہا شبہہ دونون طرف پر کام گریہ ہی گیا
دہلکے اپنا نامۂ اعمال کورا ہو گیا

جان کیا ایجان بچنے کی بہی لالی پڑ گئے
الحذر بس مین تون کے تیرا بندہ ہو گیا

ہمدمون حیرت نکیون آئی تعجب کی بات ہے
دل مرا اپنا تہا کیونکر یہہ پرایا ہو گیا

اشتیاق قتل کی کیا کر میان قاتل کہون
تیر کا بنکر ہدف ٹہنڈا کلیجا ہو گیا

آپ نے مہندی شب وعدہ ملی عاشق کی یان
آرزوئین پس گئین خون تمنا ہو گیا

آتے ہی پردہ نہین خواب تصور مین اگر
بند کرلین ہمنے آنکہین آپ پردا ہو گیا

مجھکو کچہہ مطلب نہین تم جانو جو چاہو کرو
جیسے مین عاشق ہوا ہون دل تمہارا ہو گیا

پرتو رخسار رشک ماہ کی تنویر سے
دل سے جو نکلا شرارہ آہ تارا ہو گیا

روح افزا کیا ہی حسن یار ہی نام خدا
جسم پر جان دار ہر اک نقش دیبا ہو گیا

تہی قضا اپنی مقدر مین بتونکے ہاتہہ سی
دل کا آنا جان جانیکا بہانا ہو گیا

چشم جادو زلف کافر خال ہندو خط سبز
سامنا کن کن بلاؤنکا خدایا ہو گیا

پاؤں نکلے تلووں مین چھپکر سری ہوتی ہین نمود
مجھ نحیف وزار کو ہر خار بھالا ہو گیا

نکہت گیسو بسی ہی جو دماغ فکر مین
مشک نافہ دایرہ حرف غزل کا ہو گیا

کم نصیبی پر مجھے اپنی نہ کیون افسوس ہو
وار بھی تلوار کا قاتل کے اوچھا ہو گیا

چارہ گر بے سود تدبیر جراحت کیون نہو
آسمان تیرے جلے دل کا پھپولا ہو گیا

ضبط کر ضابط نہ آتنا ہوا ہی سے بیقرار
عشق تیرا کیا زمانے سے نرالا ہو گیا

جان ہے دشوار تن زار سے باہر آنا
ملک الموت جو آنا تو سمجھکر آنا

پھر جنون تازہ ہوا آمد فصل گل ہے
جاری پھر ہو گئے سر پر مرے پتھر آنا

خشک سودے نے کیا ہی مجھے فصاد آتنا
قطرۂ خون نہین ممکن سر نشتر آنا

قاتل خلق کو خط بھیجا کس نے پایا ہے
چھوڑ بیٹھے ہین مرے گھر کا کبوتر آنا

یاری ادنیر بھی ہوا اپنی محبت کا اثر
کہتے ہین آج سے ہر روز مرے گھر آنا

حکم قاتل ہے کہ گردن نہ ہلی سر نہ اوٹھے
ہان خبردار ادب سے تہ خنجر آنا

سر پہ رکھلی ہے زمین خاک اوڑا کر مینے
عشق آنا تھا قیامت کا مری سر آنا

خود نمائی کا یہ احسان ہی مشتاقون پر
کہ وہ نہین روز لب بام ہی اکثر آنا

میلی چادر مین وہ لپٹی ہوئی گھر تک میرے
یاد ہی تمکو شب ماہ مین چھپ کر آنا

مجھسے کہتا ہی اوٹھاتا ہون تجھے اتنے لیے	مجکو بھاتا ہے ترا بزم سے جا کر آنا
روتی جاتی ہین ہوا ابر بہارا شاگرد	برق نے سیکھا ہی اوس شوخ سی ہنسکر آنا
پھر نکلنا کبھی ممکن ہی نہین ہے بخدا	کعبۂ دلمین سمجھ کر بت کافر آنا
ناتوانی کی عنایت ہو تو کچھہ دور نہین	مجھکو بہتر ہے دریار پہ چپکر آنا
کب پریزادون نے دیوانہ بنایا نہ مجھی	بند کسون ہوئی سر پر مری پتہر آنا
ہوتو مانگیگا وہی دونگا تجھے جیسے نبی	نامہ برساتہہ ہی اپنے اوسی لیکر آنا
اے نسیم سحری تجھکو مری سر کی قسم	نکہت زلف سی دامان بسا کر آنا

مین ہون آوارۂ صحرای محبت ضابط
راہ بتلانے کو میرے کوئی رہبر آنا

یا تو مشکل تھا اونہین شرم سے در پر آنا	یا دہ اب نام خدا سیکھے ہین باہر آنا
چشم ساغر ہو کہ ہو دیدۂ گریان اپنا	ساقی ان دونون کا بہاتا ہی مجھے بھر آنا
اشک شبنم سے چمن مین نہ کہین تر ہو جائے	ایصبا اپنا تو دامان اوٹھا کر آنا
ایکبہ مدت سے دریار پہ ہی اپنی صدا	کوئی مشتاق کھڑا ہے ذرا باہر آنا
حسرتین خاک مین عاشق کی ملی جاتی ہین	بزم عشرت مین تمہین کیا تھا مکدر آنا
ماہ نے داغ نہ کیا کیا دیئے ہو کے دیکر	ہان ذرا رشک قمر بام کے اوپر آنا

اپنے کوچہ مین مجھے دیکھہ کے فرماتے ہین
کسلیئے کہتے ہو آپ کا یان پر آنا

گر نہ شرماتے ہو آنیمین تو دیکھون صاحب
سب بے تکلف مری گہر آتے ہو کیونکر آنا

مجکو دروازے پہ دیکھا تو کہا جھنجلا کر
جاؤ پھر اب نہ کبھی تم مرے در پر آنا

ہم کے خم غیرونکو ساقی نے کرم سے بخشے
جرم ٹہرا مرے منہ تک لب ساغر آنا

اتنا گستاخ نقابونکو نہ ہونے دے کبھی
ترک آداب ہے ہر دم تری شنسے پر آنا

شرم آتی ہے جنازے پہ اگر آتے ہوئے
قبر پر شبکو مری جیب سے کے مقرر آنا

مومن آزار ہے کافر ہے مسلمان کش ہے
اوس پہ اے حضرت دل سوچ سمجھکر آنا

اپنے ہی پیچ مین سنبل کو اولجھتے دیکھا
سہل سمجھا تھا تری زلف کے بل پر آنا

پاس آداب رہے پیر مغان کا ہر دم
آہ بتخانہ مین واعظ تو جھکے سر آنا

غیر سے بولا کہ ٹہرو نہین ابھی آتا ہون
کوہ غم سر پہ گرا ہے مجھے دھر آنا

کس تکلف سے کہا رات اونہون نے ضابط
ہمکو کرتا ہے پریشان ترا مضطر آنا

کفن ہے لاش عریان پر مری صحرا کے دامن کا
مزا چکھا نہین ہے میرے کفن نے زخم سوزن کا

جنونے ریشے ہین دلمین بہا ہے چشم سوزن کا
کہ ٹانکے دینے کو زخمون نکلے تا کا تار دامن کا

اوڑاتا ہے شکوہ اہل استقلال کو ہر دم
دم رفتار ٹہوکر سے وہ اوڑنا اوسکے دامن کا

جنون گرتا ہون سر کے بل یہہ زور ناتوانی ہی
اولجھتا ہی جو پاؤن نہین کبھی اک تار دامن کا

بچے کیا جان کسیکی حشر برپا کیون ہو جائے
قیامت ہی کمر پر باندہنا قاتل کو دامن کا

مری دامنونکے پہلونکی ہوا ہی سیر سے سبزہ ہین
نسیم صبح نے پہیلا دیا ہی پاٹ دامن کا

اوڑا کر دہجیان کانٹون نے کیا کیا گل کہلایے ہین
بنا ہی دامن گلچین جنون مین پاٹ دامن کا

نہو جائے کہین برباد مٹی خاکسارون کی
اوٹھا کر چل صبا کوہی بتا نہین پاٹ دامن کا

ہوا ہی ابر رحمت نام جسکا خلق مین ہے وہ
ہوا سے اوڑ گیا ہی اک ہمارا پاٹ دامن کا

سمندر امن چاہی زیر دامن جیب ہی آکر
تماشا ہو جو پہیلا دون کہین مین پاٹ دامن کا

جنون نے مجھے ہر پانی سے اوتارا بوجہہ یہہ میرا
سنبہل سکتا تھا کب مجھہ ناتوان سے بار دامن کا

مرا ہر ہر قدم پر جارح صحرا نوردی ہے
کہین ہٹ بھی چلے یارب یہہ جہگڑا خار دامن کا

سر دیوانہ پر پتہر سے خالی ہو گئے دم مین
پہاڑونکو گمان کیا کیا نکلہ تھا اپنی دامن کا

سحر پائی نہین اپنی شب غم کی کہین مینے
نہ چہوڑا تار گو صبح قیامت کی بھی دامن کا

جنون نے خلعت عریانی دیوانونکو بخشا ہی
نہ جہگڑا ہی گریبان کا بکہیڑا ہی نہ دامن کا

اسی جہگڑے مین گذری وصل کی شب وائے محرومی
چہوڑانا اونکا دامن کا پکڑنا میرا دامن کا

سحر کو وصل کی شب اضطراب شوق کی جہگڑے
وہ اوٹھنا اونکا گہبرا کر دبانا میرا دامن کا

تہ و بالا کیئے دیتا ہی اہل بزم کو ضابط

جہتک دنیا وہ اوٹھتی بیٹھتے ہر بار دامن کا

جنون مین خلعت عریانی جامہ ہی مرے تن کا
یہہ وہ پوشاک ہی جسی نہ سُنہ دیکہا ہی سوزن کا

رہا بعد فنا بھی شوق نظارہ اوسی صورت
غبار اپنا بنا ذرہ کسیکے چشم روزن کا

کبھی زخموں کی پیشانی سی مٹ سکتا نہیں ہرگز
خط تقدیر پر یہی چارہ گر کیا زخم سوزن کا

نہ نکلے گی وہان زخم سی جراح کی سوزن
سویدا دل کا پتلی بنگیا ہی چشم سوزن کا

مجھے جانباز سمجھو اور عدو کو تم عدو جانو
کہ دانشمند کو ہی فرق لازم دوست دشمن کا

نہ ہی قسمت ملی مٹی مین میری ساری دلسوزی
کہ بنی دوست سے اپنی لقب پایا ہی دشمن کا

بچو نگا کب تلک یارب دل نادان کی تاکہ سے
مری پہلو مین کہٹکا ہر گہڑی رہتا ہی دشمن کا

مین اک آزاد رہون کیا مجھی مطلب کسی سی ہی
نہ منت دوست کی مجھپر نہ کہٹکا مجھکو دشمن کا

ذرا بسمل کو اپنی دیکہہ قاتل آکے مقتل مین
کہ کس کس یاس سے تکتا ہی منہ پہر دوست و دشمن کا

چھوڑا آشیان صیاد نے گلزار مین ہرگز
کہ اوڑہ بھی قفس مین ہی مری شاخ نشیمن کا

الٰہی خیر کیجو فصل گل کی آمد آمد ہے
لگا تا ہی پتا صیاد پہر میری نشیمن کا

کہان دل اور جگر کسکا سبھی سی ہاتھ دہو بیٹھی
حریف برق بیتابی ہی دانہ دانہ خرمن کا

کسیکو اپنی ملت مین نہیں ثابت قدم پایا
ہوا ہی امتحان اکثر مجھے شیخ و برہمن کا

مری داغ جبین سائی نے کیا کیا مرتبہ پایا
کہین سجدی کا گہٹا ہی کہین ٹیکا برہمن کا

بنا مشتاق کو ہر تار گویا یار خنجر کی
نقاب یار پردہ ہی مگر دیوار آہن کا

ہمیشہ آشنای خنجر خونخوار ہے **ضابطہ**
رگ گردن ہی مچھلی وہ ہی دریا آب آہن کا

مددگار ہی خنجر قاتل گران ہی بار گردن کا
کہ زور ناتوانی سی ڈہلا جاتا ہے ہر منکا

جوانی مین بھی الڑہ پن کی باتین بہا گئی کیسی
سمجھتے ہوا بھی نام خدا عالم لڑکپن کا

سراپا جل گیا برق تجلی سے بتون کی مین
مگر سایہ پڑا جہپر بھی نخل دشت ایمن کا

تصور ایک بت کا جلوہ فرما رہتا ہے ہر دم
تجلی گاہ دل میرا ہوا ہی شمع ایمن کا

تجلی کس بت کافر کی عارض کی یہہ دیکھی ہی
نظر مین پہر گیا جلوہ مری وادی ایمن کا

نشان روشن ہی مرقد کا مری گور غریبان مین
ہوا ہی نام برق طور اپنے شمع مدفن کا

اثر افتادگی کا ضعف کی تاثیر اب تک ہے
کہ سبزہ سر اوٹھا سکتا نہین ہی میرے مدفن کا

مجھے چاہ ذقن مین سبزہ خط نے گرایا ہے
خضر ہے نام یہہ اندہیرے دیکھو میرے رہزن کا

اوٹھے ہین خفتگان حشر گھبرا کر مزار و نسے
مگر ہنگامہ محشر ہوا ہے شور شیون کا

دکھا نیکو کسیکے یہہ خود آرائی نہین ہر دم
تماشا آئینہ مین دیکھتے ہین اپنی جوبن کا

صفائے نازکی بس ختم ہی رشک گل تر پر
نشان بوسہ ہی عارض پہ ہوا تختہ سوسن کا

مجھے ترغیب صحرا دیتا ہے گلزار مین گیا کیا
زبان شوخ بن جاتا ہی پتہ پتہ سوسن کا

مجھے وہ دیکھتے ہی منہ پہ زلفیں کھول دیتے ہیں | نئے انداز کا پردہ نکالا ہے یہ چلمن کا
نظر کی تاب کیا جو دیکھ پاوے حسن کا جلوہ | شعاع نور عارض نے کیا ہے کام چلمن کا

لکھو ضابط فلک سے آمد مضمون رنگیں ہے
نہ کیوں اشعار تر نکلیں مہینا ہے یہ ساون کا

چلن سو بار دیکھا اوسکے خنجر کی روانی کا | بھلا ہو سخت جانی کا بھلا ہو سخت جانی کا
اٹھایاں تک تو مجھ پر ضعف کی ہے مہربانی کا | کہ اوٹھا ہی نہیں ہے بار ہرگز ناتوانی کا
نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا وہ پیمانہ رندوں سے | غضب ہے ساقیا چسکا شراب ارغوانی کا
سزائے سنگساری ہے اسیر مرقد پر ہوئی جاری | عوض اچھا نکالا آپ نے یہ گلفشانی کا
قفس میں عندلیب زار حسرت سے یہ کہتی ہے | پہنسایا ہو موسم گل میں بھلا ہو خوش بیانی کا
کیا آغاز میں نے حال دل کہنا جو کچھ اونسے | تو فرمایا کہو انجام کیا ہے اس کہانی کا
نہیں چاہ ذقنداں سینچنے کو نخل قامت کی | کنواں ہے یہ ریاض حسن میں سونیکے پانی کا
سبیل بادۂ احمر مری ساقی نے جاری کی | کنواں کیا میکدہ میں ہے کوئی سونیکے پانی کا
ہزاروں چاہ اس امید پر بنتے ہیں دنیا میں | جھکا کر اونکو کہینگے کنواں سونیکے پانی کا
زمین شعر چمکا دوں ابھی میں سینچکر دم میں | یہاں بحر غزل میں ہے کنواں سونیکے پانی کا
نہیں جالی کی کرتی ناف پر اوس بحر خوبی کے | چھپا ہے جال کے نیچے کنواں سونیکے پانی کا

شراب سرخ سی خم بہر کے ساقی نی کہا مجہسے
اوٹھا لینا ذرا سر پر کنوان سونیکے پانی کا

کسیکے پرتو عارض نے طرفہ جلوہ دکہلایا
ملمع کر دیا ہی چاند پر سونے کے پانی کا

مطابق گرچہ ہی تصویر عکس روی جانانسے
مگر کچہہ رنگ پہیکا ہو گیا سونیکے پانی کا

سفر کر آج دیکہے گا وہ پروانونکی جانبازی
رکہا ہی شمع کے نزدیک لاکر طشت پانی کا

کیا بوسہ طلب اونسے تو فرمایا یہہ ہنس ہنسکر
بہلا کسکو ملا ہی چشمہ آب زندگانی کا

چہپا نافہ مین جا کر مشک ناف آہو مین
اوڑا شہرا یہہ کسکی زلف کی عنبر فشانی کا

نہین ہین ذرہ ریگ بیابان جسم عریان پر
مجہے خلعت پنہایا ہی جنون نی کامدانی کا

ہجوم عاشقان رہتا ہی ہر دم کوی جانانمین
سحر سے شام تک ہی شور ارنی لن ترانی کا

سراپا زرد مجکو دیکہہ ہنستی ہی کہی ہنسکر
ہنسانا خاصہ سنتی ہین کشت زعفرانی کا

دکہاؤن کسطرح سینہ خنجر قاتل کو مقتلمین
زبان تیغ سے شکوہ سنا ہے سخت جانی کا

کوئی کہدو کہ ای ظالم تغافل کب تلک مجہسے
تحمل اب نہین ہوتا ہی جور آسمانی کا

گذرا وہن بزم مین کیونکر بہلا اپنا ہوا نادان
جہان پر غیر کو منصب ملا ہی پاسبانی کا

سحر سے یہہ منادی ہر گلی کوچہ مین ہوتی ہے
فدائی کون ہی حاضر ہو تیغ اصفہانی کا

جواب خط نہ لکہا کہدیا قاصد سی آئینگے
یہہ فقرہ کہلگیا صاحب تمہاری خوش بیانی کا

لو اب ہم آہ کرتے ہین چلی جان حزین صاحب
اوٹھایا ہمنے لنگر اپنی کشتی دخانی کا

اسے مصور رہا جسدم ہی جو ضبط شوق ای ضابط
ملیگا پہر کہان تمکو یہہ عالم نوجوانی کا

تمنے جو منہ نقاب سی اپنا چھپا لیا
ہم ایسے کہو گئی کہ ہمین سب نے پا لیا

میری نظر سے یون رخ زیبا بچا لیا
اوٹھو لکے سامنی سی برابر بیٹھا لیا

سودا اسوا و زلف معنبر کا کیا لیا
دیوانہ ای پری مجھے سب نے بنا لیا

صہبائے سرخ پہر خدا ساقیا ملے
ابر سیہ نے خیر سی مینخانہ چھا لیا

کیا قتل بیگناہ کا دھیان آ گیا ہی
دریائے خون مین خنجر قاتل نہا لیا

فطرت نئی یہہ کی ہی اونہون نے شب وصال
روٹھے ہین اسلیئے کہ ہمین کیون منا لیا

ہمت قوی ہی گرچہ ہوا ہون نزار مین
کوہ الم کو کاہ سمجھکر اوٹھا لیا

ممتاز ہو گیا ہون مین وحشت مین ضعف سے
ہر نوک خار دشت نی سر پر اوٹھا لیا

بیتشی بلی حبیب سے محبوب کیون نہو
غم لقمۂ لذیذ کی مانند کہا لیا

آوارۂ جنون کیا لاکھون جوانون کو
پیری مین ای فلک ہی بڑا تو بھی جا لیا

مہرین کرائی جاتی ہین اغیار مین طلب
ترتیب جشن قتل ہی محضر بنا لیا

اک بات کہنی شکوۂ شب وصل کہو سئے
روٹھی تھے آپ کب جو نہ ہمنی منا لیا

پاس حجاب سے دم رخصت نہ کچھ کہا
بے اختیار پاؤن سی دامن دبا لیا

فرماتے ہین وار شوق سے وہ تیغ ناز کا
ہمنے سر نیاز کبھی سے جھکا لیا

مقتل ہین بند بند کٹاتے ہین شوق سے
قاتل سے ہمنے قتل کا یہہ خون بہا لیا

کیا عذر کرتے ہین شب وعدہ وہ غیر سے
بہولے سے ہمنے اور کسیکو بولا لیا

اوٹھوا کے بزم سے ہمین کیا آپکو ملا
ہمنے وہ حضور پہ بستر جما لیا

ثابت نہ اضطراب نے باقی کبھی رکھا
سو بار زخم دل بھی ہمنے سلا لیا

کہتے ہین ہم بھی دیکھتے تاثیر جذب کو
تمنے کبھی کشش سے نہ ہمکو بولا لیا

لیکا ہی بوسہ لب سوفار کا سہی
جان دیکے ہمنے ایدل نادان لیا لیا

ضابطہ بدل ردیف سنا دوسری غزل
نذر حبیب تمنے نہ کچھہ بھی دیا لیا

نقش قدم نے آپکے اندہا بنا دیا
دیکھو وہ عدو پہ مرا سر جھکا دیا

بیباک اتنا آج یہہ کسنے بنا دیا
دروازے سے حضور نے دربان اوٹھا دیا

اس لطف خاص نے مجھے قاتل مٹا دیا
جاتے ہوئے اک اور بھی چرکا لگا دیا

لایا کشان کشان مجھے بزم رقیب تک
دیوانہ جذب شوق نے آخر بنا دیا

مقتل ہین بہول کر نہ مجھے چھوڑ رہے حضور
اک اور جان نثار ہی حاضر لیا دیا

محروم اپنے در سے نہ سائل کو پھیرئے
کچھہ کام آرہیگا تمہارا لیا دیا

دل لیکے بوسہ دینی سے انکار ہی عبث
دنیا کا ہے رواج کہ جسنے لیا دیا

تازہ ستم کیا ہے سر بزم آپنے
پہلو سے اوٹھکے غیر کو لا کر بٹھا دیا

ہم اور ظفر غیر خدا کی یہہ شان ہے
تقدیر کا لکھا بھی کسی نے مٹا دیا

ای عشق مین بھی ناصیہ و سای شوق ہو
لوح جبین سے نقش تعلّی مٹا دیا

کیا منفعل کیا ہے مجھے شوق دید نے
بے اختیار حلق سے خنجر ہٹا دیا

در پر کسیکے ہمنے اساسِ شکیب کو
ای اضطراب خاطر مضطر لٹا دیا

دستِ جنون نے تار بھی باقی نہین رکھا
دامان و خار دشت کا جھگڑا چکا دیا

برباد کر دیا ہے مجھے آہ گرم نے
دل صورتِ حباب اوٹھا کر بٹھا دیا

دامن پکڑ لیا شبِ دیجور کا اسکے
بختِ سیہ نے ہاتھ کہانتک بڑہا دیا

کوسِ وداع قافلۂ جان مضطرب
دو گام تیرے کوچہ سی چلکر بجا دیا

مین کیا کہ نام بھی مرا آئی نہ بزم مین
دیرینہ خدمتون کا ہمین یہہ صلا دیا

جی بھر کے دیکھنے نہ دیا شوق قتل نے
گردن کو زیر تیغ ستمگر جھکا دیا

دی دیکے اپنے ہاتھ سی غیرونکو جام مے
ساقی خمِ شراب تمنا لونڈھا دیا

جلوہ ہے شمع طور کا چشم جہان مین
کسنے نقاب عارضِ تابان اوٹھا دیا

صحرا مین اوڑتا پھرتا ہون آہ رسا کی ساتھ
کیا ضعف نے جنون مین بگولا بنا دیا

چھوڑا یاسِ فنا بھی نہ تاثیرِ ضعف نے — اُٹھتے ہی میرا گنبدِ مدفن بٹھا دیا

بزمِ مشاعرہ ہے کسی قدرداں کی
ضابطؔ نے بھی کلام کچھ اپنا سنا دیا

اس گھات میں کبھی سے ہی بسمل لگا ہوا — تسمہ رہا ہے نہ خنجرِ قاتل لگا ہوا
کیونکر بچا جو اس رہیں ناصحا مرے — ہوتا بہت برا ہے کہیں دل لگا ہوا
اے ساربان ناقۂ لیلیٰ ٹھہر ذرا — مجنون ہے زیرِ سایۂ محمل لگا ہوا
کب ہو سکیں جدا لبِ جو نوش جام سے — دریا کے ساتھ ساتھ ہی ساحل لگا ہوا
شب تم جہاں جہاں گئے معلوم ہے مجھے — میں سایہ سان تھا جو شمائل لگا ہوا
آہستہ کھینچئے مرے پہلو سے تیر کو — پیکان میں آپکی ہے مرا دل لگا ہوا
تشبیہِ چال قامتِ بالا نہی ہوئی — شمشاد میں ہے دانۂ فلفل لگا ہوا
منت نہ چارہ ساز کی ہرگز اٹھائیے — ٹانکا رہے کوئی بھی نہ بسمل لگا ہوا
کیا طرفہ چھیڑ ہے کہ بٹھایا مجھے وہاں — پردہ ہے جسطرف سرِ محفل لگا ہوا
نامِ خدا وہ خود بھی تو لیے ہیں مرے رقیب — آئینہ ہر گھڑی ہے مقابل لگا ہوا

شاید ہوا ہی ضبط چھپانے سے فائدہ
ضابطؔ مگر کہیں ہے ترا دل لگا ہوا

ردیف با

بھی

در د تک نے نکیا پیش و پس جام شراب
توبہ توبہ ہی غضب تھی ہوس جام شراب

بیخودی لکھدی کوئی مری پس جام شراب
ہاتھہ تک ساقی کی ہی دست رس جام شراب

توڑدی ساغر مرا ای عسس جام شراب
ہجر ساقی مین کسی ہی ہوس جام شراب

قافلہ ہوش کا دوڑا ہی پس جام شراب
ہوگئی قلقل مینا جرس جام شراب

پای خم سر پہ رکھون دست سبو آنکھون پر
مجکو ہو جائے اگر دست رس جام شراب

ساقی ظاہر ہے مری گردش طالع کا اثر
کبھی شیشہ نہوا ہم نفس جام شراب

مین ہی ناکام رہا دور مین تیری ساقی
ورنہ محروم نہین ہی مگس جام شراب

بلبل مست ہون نغمے مرے مستانہ ہین
قید کو میری ہو ساقی قفس جام شراب

ساقی اندھیری جو سین لب ساغر اغیار
ہونے پای نہ مری لب سے مس جام شراب

اولٹا ساقی جو پھرا بزم مین مجھہ تک آکر
جان لینا کہ گئی جان بس جام شراب

مے ندینیکا مجھے حکم مری ساقی نے
خط ساغر مین لکھا پیش و پس جام شراب

اوک سے ہی کہین حبیب جبر کی مین پی لیتا ہون
محتسب جب سے ہوا ہی عسس جام شراب

بادہ نوشونکو بلا نوش نہ کیونکر مین کہون
چھوڑتے کچھہ بھی نہین خار و خس جام شراب

میکشو ہوتے ہین افلاک پہ کاوی اسکے
ہی فلک سیر یقینی فرسِ جامِ شراب

دور سے آئے تھے سنکر تری میخانہ کو
پر لئے جاتی ہین ساقی ہوسِ جامِ شراب

خالی ہی کاسہ سائل کیطرح ای ساقی
کون ہی تیری سوا دادرسِ جامِ شراب

جسجگہ جابستہ می ہو وہین آجاتا ہے
ساقیا غیر ہوا ہی مگسِ جامِ شراب

خستہ دالین ہی سبہی حلقم کبابونکو ندے
ساقیا کچہہ تو لگے کبہی ہوسِ جامِ شراب

ای خضر عمر تو فرمائے کیونکر نکلے
شربت آب بقا سے ہوسِ جامِ شراب

پیر میکش کو جوانی کے مزے حاصل ہین
پہر مجہے کیون نہو واعظ ہوسِ جامِ شراب

پانون آنے نہین دیتا ہی زمین پر اپنا
کرتا ہی ہاتہون پہ چکر فرسِ جامِ شراب

روح پرور لب ساغر ہی اسی باعث سے
لب ساقی سی ہوا ہی جو مسِ جامِ شراب

غیرونکو ساقی نے بہر بہر کے دئی ساغر می
میری جانب کبہی پہنچے نہ خسِ جامِ شراب

آب وگل کا مری بادہ سی ہوا ہے جو خمیر
نام ہی میری نفس کا نفسِ جامِ شراب

می سرجوش سی پہر مجہکو چہکا دی ساقی
شیشۂ دلمین بہری ہی ہوسِ جامِ شراب

شاہ بن جاتا ہی نشہ مین ہر اک ساغر نوش
میری نزدیک ہما ہی مگسِ جامِ شراب

کب گلابی سے بہلا سیر ہوئی ای ساقی
خم چڑہا جاوین ابہی بوالہوسِ جامِ شراب

گرچہ می نوشونکی جلسونمین بہی بیٹہا وہ مدام

پڑہ ضابطے نے کبھی کی ہوس جام شراب

پہر روز گر پلائیے تو لا ساقیا شراب — ورنہ مجھے نہ دیجیے بہر خدا شراب

ابر و ہوا ہے روح فزا دے ذرا شراب — لا ساقیا شراب پلا ساقیا شراب

شیشے کی پردے مین ہی چھپی مجھسی کیا شراب — مین جانتا ہون جیسی ہی تو پارسا شراب

توبہ جو پینے کی ہے تو ساقی پرانشان — پی لی ہی پینے چھوٹی ہوئی بارہا شراب

فصل بہار آئی ہی ساقی سی جا کہو — رکہنا سبیل مین ہی بجا جا بجا شراب

بیہوش کر دیا ہی مجھے چشم مست نے — پیتا نہ کسطرح سے پہرون پر پلا شراب

واعظ خدا کو مان زبان اپنی بند رکہہ — دو دن کی زندگی ہی نہ مجھسے چہڑا شراب

دلمین جگر مین سر مین کہین بھی درد ہو — ہر درد کی خدانے بنائی دوا شراب

کیسا نشہ کہان کا مزا کسکی انبساط — مدت سی ہو گئی ہے ہماری غذا شراب

دو خم شراب کی مین شرابی ہین چار پانچ — ساقی کبھی نہ سبکو کریگی وفا شراب

کہنا یہی فنا مری ساقی سی ہمدمون — میکش کی فاتحہ کے لیے دو ذرا شراب

اسرار دو جہان کی بتاتا ہون یا نہین — ساقی پلا کے دیکہہ تو مجکو ذرا شراب

پہونچاتی ہی دماغ شرابی کا عرش پر — کس کس قدر بڑہاتی ہی یہ مرتبا شراب

ساقی تو کیا ہی ساقی محشر سے مین کہون — ہی آرزو شراب مرا مدعا شراب

قیمت کا مے فروش نہ ہرگز خیال کر
انسان کی منہ لگانیکے قابل کبھی نہین
افشای راز کرتی ہے ہر مے پرست کا
چڑہتی ہین قبر پہ مرے شیشے شراب کی
ساقی کیا ہی قتل تو مے کی لگا سبیل
افشای راز عشق بھلا کسطرح کرون
وہ بادہ کش ہون زخمونکی منہ مین بھی ساقیا

اچھی ہی اچھی مجکو دکھا اور چکھا شراب
ہی خود نشان شراب بڑی خود نما شراب
سچ ہے اسی سبب ہی ہوئی ناروا شراب
مین کہکے مرگیا ہون کہ لا ساقیا شراب
مین مے پرست تھا ہی مرا خون بہا شراب
شیشے کے منہ سے مجکو نہ قل قل سنا شراب
ہوتی اگر زبان تو مین مانگتا شراب

ساقی کی فیض عام سی ملتی ہی سبکو مے
ضابط کو کیا نہ دیتا جو وہ مانگتا شراب

ردیف بای فارسی

جذب دکھلائیگا کچھ اپنا اثر آپ سی آپ
قتل پر میرے نہ باندہین وہ کمر آپ سی آپ
شوق کا ہی تو اٹھا رنگ آپ سی آپ
ہمسری کیا رخ انور سے کسیکے کرتا

کھینچ لیگا تری پیکانکو جگر آپ سی آپ
تیغ کے سامنے جھک جائیگا سر آپ سی آپ
ہو رہینگی اونہین تیری بھی خبر آپ سی آپ
گھٹ گیا شرم سی آخر یہ قمر آپ سی آپ

چارہ گر گیا ہین کہون کچھہ بھی خبر مجھکو نہین
آج آثار ہین کچھہ نوع دگر آپ سے آپ

سنگ دل زین ہی کسیکے اثر مقناطیس
کہینچے لیتا ہی جہکا کر کوئی سر آپ سی آپ

گرچہ قدغن ہی کہ عشاق نہ آئین در تک
جمع ہو جاتی ہین ہر شام و سحر آپ سی آپ

درد دل سے تو کہین جان حزین بچ بچے
ہو رہیگی شب فرقت ہی سحر آپ سی آپ

پنجۂ ضبط ہین ایسا ید طولی تو نہین
شب غم ہائی جو دامان سحر آپ سی آپ

شوق کہتا ہی دریچہ ہر کہین وہ نہ سہی
رخنۂ دیوار مین کرتی ہی نظر آپ سی آپ

ڈہونڈہتا پہرتا تہا مضمون کمر دیدۂ فکر
آگیا چشم تصور مین کمر آپ سی آپ

ہم اگر کہتے ہین تار نظر دیدۂ وہم
رہ گیا بند ہنسی سے مضمون کمر ایسی آپ

بال عنقا بھی اگر ہو تو کہین جا ڈہونڈین
آ چکا پیش نظر سوے کمر آپ سی آپ

عشق کامل بھی کہین ضبط طبیعت سے چھپا
ثمر پختہ بتاتے ہین شجر آپ سی آپ

خندہ روئی سے کسیکی یہہ کہلا صاف مجھے
جاری اس چشمے سی ہے آب گہر ایسی آپ

شمع ایمن کی ضیا پرتو عارض سے کہلی
پنجۂ مہر ہوا دست نگر آپ سی آپ

عکس دندان جو دم خندہ پڑی سینہ پر
صاف بنجاتی نکیون سلک گہر ایسی آپ

لمعۂ حسن گلو سوز کی دیکھی جو ضیا
خیرہ ہو جاتی نکیون نور نظر آپ سی آپ

سینۂ آتش کدہ سوز تپ ہجر لسے ہوا
آہ کیسا تہہ نکلتے ہین شرر آپ سی آپ

ٹھوکرین کہائین سر راہگذر آپ سی آپ
صبح سے پہلو مین ہلتا ہی جگر آپ سی آپ

یہہ تمنے ضابط
ے اہل ہنر ایسی آپ

ت تا

نبض چل بسنے کی دیتی ہے خبر آچکی رات
ذرہ ذرہ مری گہر کا ہی قمر آج کی رات
تیری بیمار کو بہاری ہی مگر آچکی رات
سو دونون سی مجھے بڑھکر ہی مگر آچکی رات
بول اوٹھنا نہ کہین مرغ سحر آچکی رات
مجکو خورشید قیامت ہی قمر آچکی رات
ایکجا دیکھہ لو خورشید و قمر آچکی رات
چاک ہو جائے جو دامان سحر آچکی رات
ہوش سر کا ہی نہ پاؤن کی خبر آچکی رات

شام سے زلف وخط وخال کا سودا ہی مجھے — ہای کتنی ہین بلائین مرے سر آجکی رات

کیا کرون اپنی شبستان کی ہین ظلمت مذکور — آجکا دن ہی مری پیش نظر آجکی رات

انجم چرخ ہین رخشندہ نہین ہین تارے — ہین مری آہونکی ادہر ہین یہہ شرر آجکی رات

کیا بتاؤن شب ہجران کی مصیبت کیا ہی — روز محشر مجھے آتا ہی نظر آج کی رات

کل کے دن ہین تو کیا گریہ سی طوفان برپا — دیکھو دکھلاتے ہین کیا دیدہ تر آجکی رات

جمع کرپائے تھے مدتین بڑی کاوش سے — نذر مژگان ہوی پہر لخت جگر آجکی رات

ایک ساعت مجھے فرقت کی ہوئی لاکہہ برس — طول مین حشر سے بڑہکر ہے مگر آجکی رات

ہات بھی اوس سے نکی تہی کہ سحر تھی افسوس — کیا لگا لائی تھی عنقا کے یہہ پر آجکی رات

روز محشر شب تنہائی کو کہتے ہین مگر — نفخہ صور ہوا مجبکو گجر آجکی رات

وہ گیا گہر کو اودہر سنکے ادہر جان گئی — کوس رحلت ہوا دونونکو گجر آجکی رات

بجھالون پر چرخ سی ظالم کو اوٹھایا وم ہین — میری آہون نی دکہایا یہہ ہنر آجکی رات

صبح تک خیر ہو ضابط کی کہین وا حسرت — شام سے حال ہے کچھہ نو عدگر آجکی رات

اوسپہ جاتی ہی مری جان خدا کی قدرت — جس سے ہای جان نہ پہچان خدا کی قدرت

زلفین رہتی ہین تری مصحف رخ پر ہر دم — ہندو بھی پڑہتے ہین قرآن خدا کی قدرت

ہر گھڑی مصحف عارض کا تصور ہے مجھے
دلمین اوترا مری قرآن خدا کی قدرت

رندونکو قتل کیا مردے جلائے اوسنے
ہوگئی قدرت انسان خدا کی قدرت

جسجگہ چاہون تصور مین بلا لون اونکو
بت بھی ہین تابع فرمان خدا کی قدرت

یاس و حسرت کا بھی اب دلمین ٹھکانا نرہا
یہہ بھی گھر ہوگیا ویران خدا کی قدرت

آئینہ دیکھکے زلفون کو بناتے ہین وہ
ہم ہین حیران و پریشان خدا کی قدرت

قتل کرکر مجھے کیا سمجھے ہین دلمین جانین
خود بخود ہین وہ پشیمان خدا کی قدرت

کعبۂ دلمین تصور ہے صنم کا ہمدم
بت پہ لایا ہون مین ایمان خدا کی قدرت

حسرتین دلمین لئے جاتی ہین قاتل کیا کیا
کوئی بھی نکلا نہ ارمان خدا کی قدرت

مجھسے وہ کہتا ہے توکون ہے کیا نام ترا
جان کر بنگیا انجان خدا کی قدرت

ہے کبھی زلف کا عارض کا کبھی دھیان مجھے
ہین نہ ہندو نہ مسلمان خدا کی قدرت

ہائے افسوس کہ وہ غیر پہ ہوتی ہین فدا
جن پہ ہم ہوتے ہین قربان خدا کی قدرت

جی اوٹھا مین جو ہین یار کی باتین سنکر
ملگیا چشمۂ حیوان خدا کی قدرت

عشق گیسو مین اونہین کعبۂ دل دے بیٹھے
ہم ہین ہندو وہ مسلمان خدا کی قدرت

راتدن شام و سحر جلوۂ جانان دیکھا
ہے نظر مین مری ہرآن خدا کی قدرت

خلعت فاخرہ سے غیر سرافراز ہوئے
یان نہین جیب و گریبان خدا کی قدرت

غیرت حور وہ ہین رشک پری زاد وہ ہین
ایسے بھی ہوتے ہین انسان خدا کی قدرت

طاق ابرو مین تھی آنکھون نکے جادو دیکھے
کعبہ مین کفر کے سامان خدا کی قدرت

کھائین ہم خون جگر گوشہ تنہائی مین
غیر کے گھر ہون وہ مہمان خدا کی قدرت

کیا زمانہ ہی کہ جہان کو دیکھا ضابط
بنتے ہین صاحب دیوان خدا کی قدرت

کیا نرالی ہی مری آفت جان کی صورت
ترچھی چتون ہی نظر سیدھی ہی بانکی صورت

سامنے اوسکے بنی کچھہ نہ بیان کی صورت
بنگئی شمع کی مانند زبان کی صورت

ہو گیا پیر فلک گرچہ کمان کی صورت
پر ستمگاری مین رکھتا ہی جوان کی صورت

کچھہ پریشانی صورت کو نہ پوچھو مجھسے
جب ہوا دل ہی پریشان تو کہان کی صورت

ٹھوکرون سی مرے مدفن بھی مٹایا اوسنے
چھوڑی کب گور غریبان مین نشان کی صورت

ماجرائے گل و بلبل مین زبان کب کھولی
برگ سوسن ہوا گو لاکھہ زبان کی صورت

کیا مجھے ناوک مژگان کی خلش یاد نہین
خار دکھلائیگی کیا مجھکو سنان کی صورت

حسرتین بھی دل مایوس مین پابند ہوئین
کیا پسند آئی مری راز نہان کی صورت

طائر روح کی نظرون مین پھرتی رہتی ہے
ایک مدت سی تری زاغ کمان کی صورت

گردش بخت سی پاؤن نہین یہہ چکر پایا
پھر گئی میری نگاہون مین فسان کی صورت

دشت وحشت مین ہون آوارہ مین دیوانہ نہین
کہ بگولون سی ملی سنگ نشانی کی صورت

عندلیبون نے ہزارون ہی کی دم بند کئی
پر کہان پائی تری طرز بیان کی صورت

کیا سیہ بختون کو درکار فروغ ظاہر
کیون ہو مانند نگین نام ونشان کی صورت

جلوۂ حسن چھپانے سی کہین چھپتا ہے
کس جلالت سی سر طور عیان کی صورت

ضعف کا یان پس مردن بھی اثر باقی ہی
سنگ تعویذ ہوا سنگ گران کی صورت

دیدۂ تر نے یہہ طوفان اوٹھایا آخر
کہ سر شکو مین ہوئی سیل روان کی صورت

دلسے کہو بیٹھے ہو پہر صبر وشکیبائی کو
کیا کہین دیکھی کسی آفت جان کی صورت

دست کش ہوتی ہین درمان مریض غمسے
چارہ سازونسی مفصل جو بیان کی صورت

رخنہ انداز ہوئی ہے نگہ دلکش پہر
نظر آتی نہین کوئی بھی امان کی صورت

نقل سب کیجئے شایستہ طریقہ سے وہان
نامہ دیکھی ہی جو کچھہ کہ بیان کی صورت

قدر اوس بزم مین ہوتی ہی سخن سازون کی
اب نظر آتی ہی بیطور وہان کی صورت

جان خراشی کی پہر اسباب ہوئی ہین پیدا
دلمین گہر کرتی ہی پہر آہ وفغان کی صورت

جان نثارون سی تغافل ہی رہا آخر تک
گو مین بھی کفن کہول کی جہانکی صورت

گر میان آہ شرر بار کی ہر دم مین سوا
کیا جلائینگی کسی سوختہ جان کی صورت

آج کچھہ کہتا ہون پر سنتے نکلتا کچھہ ہے
خیر سے پہر ہوئی پیدا خفقان کی صورت

سکتہ کیطرح غشی مین بھی کھلی آنکھہ رہی ؂
ضعف مین بھی نہ بنی خواب گرانکی صورت

کھول کر آنکھہ ذرا بلبل نادان دیکھے
ہو گئی ہر ورق گل مین خزان کی صورت

چھا گئی ہے تری بسمل پہ عجب حیرت سی
تکتا ہی یاس سے ہر پیر و جوان کی صورت

چادر ابر سے پھر منہ نہ نکالے ہرگز
برق دیکھے جو مرے سوز نہان کی صورت

ضبط توبہ کی یہہ دعوی نہ چلینگے ضابط
کیا تمہین یاد نہین پیر مغان کی صورت

ردیف تای ہندی

جگر پہ طعنہ اغیار کی اوٹھائی چوٹ
تمہین بتاؤ یہہ کسکے سبب سے کھائی چوٹ

اوٹھائی آنکھہ کسی نے کہ بیٹھی کھائی چوٹ
نگہ نظر مین رکھی ہے بنی بنائی چوٹ

کسیکی رکھتی ہی کب اسقدر صفائی چوٹ
تمہین تو ہو کہ مری چوٹ پر لگائی چوٹ

وہ ناتوان ہون کہ مٹی مین ملگیا آخر
نہ ٹھوکرونکی مگر رہگذر مین کھائی چوٹ

یہہ شوق ہی کہ کھلاتا ہی ٹھوکرین سبکی
وگرنہ کسنے سہی ہی کہین پرائی چوٹ

ہماری اونکی برابر کی روک ٹوک رہی
اوٹھائی ہمنے اونھون نے اگر چلائی چوٹ

تری نہ محو ہوئے چوٹ کی کبھی دلسے
ہزار مرتبہ خود گر کے آپ کھائی چوٹ

وہ جانے کیا کہ نہ جسنے کبھی اوٹھائی چوٹ
ہمین کو دیکھو کہ بیٹھی بٹھائی کھائی چوٹ
ہزار بار تو اے چارہ گر دکھائی چوٹ
اوچٹ کے آئی جہی پر لگی لگائی چوٹ
جگر کو مانگتی ہی دلسے رونمائی چوٹ
یہان خبر ہی نہین اور تجہے دکہائی چوٹ
اودہر کے آپ کری کیون نہ خود نمائی چوٹ
کبھی نہ تمنے مری دلپہ آزمائی چوٹ
تباہی دیکھیے کوئی سنی سنائی چوٹ
یہان تو دلکی ہی اپنی کہلی کہلائی چوٹ
پر اپنے دل نے کڑی سی کڑی اوٹھائی چوٹ
نحیف و زار ہون پر چوٹ سی لڑائی چوٹ
غضب کیا دل نادان عبث چرائی چوٹ
پڑی ہوئی در سفاک پر یہہ پائی چوٹ
کہین یہہ کہائی ہے ہنگامہ جیسے سیائی چوٹ

مٹی امید ملی یاس چوٹ کب چھوٹی
گئی تھی ایک ابھی دوسری یہہ آئی چوٹ

ہجوم رنج سے جاتا رہا قلق آخر
سہین یہہ چوٹین کہ اب کر گئی جدائی چوٹ

ابھی مری دل صدپارہ مین سمائی ہے
لگائے بھی وہ کہین پنجہ حنائی چوٹ

یہہ کشمکش ہوئی انجام کار کہل ہی گئی
اگرچہ دل نے جگر سے بہت چھپائی چوٹ

مرا قصور سہی ہان نہ چھپ سکی مجھسے
کہلی کہلی ہوئی کسنے مگر لگائی چوٹ

ہین ذوق شوق و یقین کو بہلے کیونکر
دل آیا چوٹ پہ یا دل پہ پھیر آئی چوٹ

مین گر پڑا تو کہا یہہ فریب تو نہ چلا
مین چاہتا ہون یہان رہنی کو بتائی چوٹ

ترا تو دل ہے اگر سنگلاخ ہو نادان
مثال موم کریگی ابھی رسائی چوٹ

گواہ ضبط ہی ضابط کہو کہو نہ کہو
مگر کہین نہ کہین تمنے آج کہائی چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

اسکو شفا سے ہی ضرر فکر نکر عبث عبث
دیکہنا کیون ہی چارہ گر زخم جگر عبث عبث

ہان نہ سہی بجا مگر ہونگے سعی عبث عبث
ناصحا غم غلط نکر خوف و خطر عبث عبث

شوق کا ہو گیا اثر منع نکر عبث عبث
جاتی ہین ای خرد او دہر فعل ہی گر عبث عبث

اے دل ناصبور بس پہونچی اونہین ضرر بس　　عقل کا ہے فتور بس فکر خبر عبث عبث

اے دل مضطر الامان خانہ خراب بیگمان　　تیری تپش رایگان شام و سحر عبث عبث

اوسنے کسی کی کب کہا گر کہا تو کہان سنا　　روتا ہے زار زار کیا دیدۂ تر عبث عبث

بند وہان ہین جتنی پوٹیان سخت ہین غنچہ نیان　　فکر نظارہ سازیان شوق نظر عبث عبث

ابتو نگاہین اور ہین بیطرح اونکی طور ہین　　غیرون پر اونکو غور ہین جانہ اودہر عبث عبث

دل تو عبث ملول ہے نالونسے کیا حصول ہے　　آہ تری فضول ہے گو ہے شرر عبث عبث

ہستی کا ثبات کیا محو نہو جیو دلا　　ہیچ ہے سب یہہ برملا فکر بشر عبث عبث

ساقی مہ لقا بھلا تو نہین گر ضیا فزا　　چاندنی کیون ہو خوشنما دور قمر عبث عبث

جلوۂ حسن مہوشان شورش عشق عاشقان　　سب ہین یہہ نقش بے نشان پیش نظر عبث عبث

جائیگی جائیگی وہین کوئی کہی نہین نہین　　ورنہ اوسکے ہو جبین پہر ہوی یہہ سفر عبث عبث

آہ سے گو اوڑی شرر ہیچ ہے جو نہین اثر　　گریہ بے سرشک تر لخت جگر عبث عبث

یان تو بتون سے کام ہے اور خدا کا نام ہے　　کوے صنم مقام ہے فکر دگر عبث عبث

تیر کسیکا پار ہے سینہ ہے کیا فگار ہے　　دلمین بہی یان ہے وسواس ہے خوف جگر عبث عبث

اے دل مضطر الحذر خون تو ہو چکا جگر　　شور شین کرنہ اسقدر ہے یہہ ضرر عبث عبث

دیدۂ شوق صبح شام کرتا ہے اور اپنا کام　　کہتی ہے رہ گئی تمام اہل نظر عبث عبث

گرچہ کسیکو ہو کمال آخر کار ہے زوال
عشق مین یہہ تباہ ہو یعنی غبار راہ ہون

سوچنا چاہیے مآل فکر د گر عبث عبث
یا مین نثار آہ ہون کچہہ بھی ہون عبث عبث

ایسی ہین ہین شوخیان ضابط خوش بیان کہان
لطف زبان ہی گرعیان کہتا ہون عبث عبث

ردیف جیم

پہر ہے چلا کہین کو دل بیقرار آج
آ آگئی لبون پہ مری جان زار آج

مجبور پہر کرتا ہون جبر اختیار آج
کل سے بہی کچہہ زیادہ ہوا اضطرار آج

کوئی سنے سنے نہ سنے حال زار آج
ابر و ہوا نے پہر کیا بے اختیار آج

پہر عرض حال کے کرتے ہین تفصیل وار آج
ساقی سے مانگتا ہون مئے خوشگوار آج

بجہنے کا شام تک نہین بیمار آپ کا
ہم بہی طلب ہوئے ہین سر شام سے وہان

بگڑا ہوا ہے صبح سے کچہہ حال زار آج
گذرا نہو مزاج کو کچہہ ناگوار آج +

دلکو نکالتا ہی کوئی کہینچ کہینچکر
تاریک صبح و شام ہے میری نگاہ مین

پہلو مین درد سا ہی مری بار بار آج
کیا تازہ رنگ لائی ہین لیل و نہار آج

دیوانون آمد آمد فصل بہار ہے
دامن کی دہجیان ہون گریبان کی تار آج

کس ناز سے لیئے ہین وہ بندوق ہاتھ مین — ہوتے ہین کتنے دیکہیئے عاشق شکار آج

شاید نظر پڑی ہے کسی مہ جبین پر — کیون چشم ابر صبح سے ہی اشکبار آج

دیوانے لوٹتے ہین پڑے خاک دہول مین — کہدو پریشون سی کہ دیکہین بہار آج

وعدہ کیا ہی شام کو آنے کا یار نے — کیونکر نہو سحر سے مجہے انتظار آج

سوتے سے اوٹھکے روز وہ دریافت کرتے ہین — مقتل مین کتنے جمع ہوی جان نثار آج

مردونکو آرزو ہی کہ پہر جی اوٹھین کہین — آتے ہین فاتحہ کو وہ سوئے مزار آج

یہہ عزم کرلیا ہی کہ پہونچینگے یار تک — گو روکتا رہی ہمین دربان ہزار آج

دیکہین تو کتنے شوخ بیان و ظریف ہین — اک بات کہکے اونسے سنینگے ہزار آج

کہلجایئے حال دونونکا اہل گداز پر — نالہ کرون مین نغمہ سرا ہو ہزار آج

وعدہ کیا ہی گرچہ نہ آئینگے پر کبھی — پہلو مین دلکو شام سی یان ہی فشار آج

ہل چل پڑی ہوئی ہی سحر سے تمام مین — وہ سیر کرنے شام کو نکلینگے سوار آج

وحشت یہہ کہہ رہی ہی کہ صحرا کو چل ابھی — مشتاق ہو رہا ہی ترا خار خار آج

قابو ہو کسطرحسے کمیت شکیب پر — پامال کرگیا ہے کوئی سمنے سوار آج

کیا جانے کیا ہوا دل خانہ خراب کو — کمبخت کو نہین ہے شکیب و قرار آج

مقتل مین چلکے دیکہہ تو سفاک اک نظر — بسمل تڑپ رہی ہین ترے بیشمار آج

پچھلے سے کہتے ہین وہ شب وصل بار بار — کیا مر گئے ہین پالکی والے کہار آج
بزم طرب ہی ساز کے پردے ملے زمین — کوئی غزل سنائیے لیکر ستار آج
مشاطہ پھر طلب ہی سر شام سی وہان — بجلی گرائی دیکھئے کس پر سنگھار آج
قاصد کی میرے خیر ہو یارب کہ صبح سی — دیتی جواب سا ہین شکیب و قرار آج
جاگے ہو شب ضرور نہ مانونگا مین حضور — آنکھو نمین نیند کا ہی ابھی تک خمار آج

ضابط خدنگ فکر چڑہا ہی کمان پر
لاکھون ہوئے ہین طائر مضمون شکار آج

ردیف جیم فارسی

قاتل نہ مجھپہ تیغ صفاہانیونکو جانچ — گجراتیونکو جانچ ایمانیونکو جانچ
کہتا ہی کون تجھسے کہ زندانیون کو جانچ — اپنی تو گیسوئنکی پریشانیون کو جانچ
الجھا ہی زلف مین تو پریشانیونکو جانچ — دیوانہ کیون ہوا ہی بیابانیونکو جانچ
اے چشم تر سرشک کی طغیانیون کو جانچ — عالم نہ غرق ہو کہین طوفانیون کو جانچ
علامۂ زمانہ ہون مشہور خلق ہین — مجھسے کلام کرکے [illegible] دانیون کو جانچ
تیغین ہین لاکھون خنجر سفاک بے شمار — گر چشم دل بصیر ہی [illegible] انیون کو جانچ

دشت بلا مین برہنہ پائی برہنگی
دیوانون کی بھی بیسروسامانیونکو جانچ

یکتائیونکے دعوی ہین خوبان دہر کو
تو بھی وحید عصر ہی لاثانیون کو جانچ

عمرت دراز باد کہے خیر کی نگاہ
مانند خضر اپنے بیابانیون کو جانچ

پانی کا دیکھنا نہین اہل نظر کا کام
حاضر ہو نہین ہر ایک کی تو پانیونکو جانچ

برگشتہ ہو گیا ہون یہہ میری خطا سہی
برزلف کی ہی سلسلہ جنبانیونکو جانچ

قاتل ابھی تو ہنستے ہین زخم جگر مرے
باقی ہو کچھہ نمک تو نمکدانیونکو جانچ

رہنا ہی در پہ اونکے گوارا نہین مرا
دربان ہی صلا ہی ثناخوانیونکو جانچ

قطرے بھی آنسوونکے منگائی مری ضرور
پہر شوق سے تو گوہر نیسانیونکو جانچ

کیا تاب ہی کہ سامنے اُف بھی کرے کوئی
سرمہ لگا لگا کے صفاہانیونکو جانچ

محبس مین کشمکش ہے نہایت ہی تنگ ہین
صیاد گاہ گاہ تو زندانیون کو جانچ

پہرتے ہین بوالہوس ہی ہزارون ہی در در
بیدار مغز گر ہی تو دربانیون کو جانچ

ہین ساتہہ اونکے جور و تغافل ادا و ناز
ای دل تو اپنی وسعت مہمانیونکو جانچ

للہ قتل نامہ اغیار بہیجدے
دعوی بہت ہین فلی ہی التانیونکو جانچ

کیا واسطہ تجہی کسی شیخ غریب سے
گر امتحان لینا ہی افغانیون کو جانچ

عید الضحی کے لطف ہون مقتل مین ہی کبھی
قاتل خدا کیواسطے قربانیون کو جانچ

آوارہ ہونا سہل نہین راہِ عشق مین
دیوانے پہلے خارِ بیستانیونکو جانچ

خورشید و ماہ برقِ تجلی تو ہین ضرور
عاشق کا دل بھی اور ہی نورانیونکو جانچ

جسمانیونمین کوئی بھی باقی نہین رہا
شیدا ہوا ور چاہتین روحانیونکو جانچ

لاکہون دلونمین کر لیے گہر آہِ سرد نے
دیکہ اے نگاہِ گرم زمستانیونکو جانچ

گہر سے اوٹھا تو کوچۂ قاتل کو یہہ چلا
اے دل کبھی تو اپنی بہی نادانیون کو جانچ

ہو خودنما بھی شوق سہی لیکن کسے کسے
آئینہ دیکہکر مری حیرانیون کو جانچ

آخر پس فنا بھی کفن تک نہین ملا
اب ختم ہو گئین مری عریانیون کو جانچ

نادم زبس ہوا ہون مین للہ رحم کر
اے تیغ ابکی اور گرانجانیون کو جانچ

غربت کی سختیون سے تجہے کب خبر ہوئی
بیٹھا ہوا تو گہر مین تن آسانیونکو جانچ

دفتر تو رنگ گئے ہین گناہونکی بیدریغ
عصیان نویس میری پشیمانیونکو جانچ

باقی صد ہزار جفا ہین پری نژاد
دیوانہ ہے نہ قوم نبی جانیونکو جانچ

ہنستے ہین اضطرابِ دلِ ناصبور پر
ناصح کی بھی ذرا تو سمادہانیونکو جانچ

آنکہونمین دلمین تجہکو رکہا ہی کہان کہان
پردہ نشین اگر ہے نگہبانیونکو جانچ

معلوم تجہکو بھی ہون کہ گہر کتنے ہین تباہ
آبادیون کی ساتھ ہین ویرانیونکو جانچ

ہان کرنکر شمار جراحاتِ خستہ تن
پر اپنے تیرونکے تو پرافشانیون کو جانچ

بیشک صدائے نالہ مری ہولناک ہی	الحان نغمہ سنجے بستانیونکو جانچ
ہر فصل مین برہنو نکو خلعت عطا ہوی	عریان ہین یہہ ہی چاک گریبانیونکو جانچ
پہونچا ہی تیرے پاس کسطرح بام پر	میری بھی شوق کی تو فراوانیونکو جانچ
دل مفت بھی کوئی نہین لیتا زمانہ مین	اس جنس بے بہا کی بھی ارزانیونکو جانچ
وہ بد زبانیان کہ خدا کی پناہ ہے	دربان بشر ہو نہین مری انسانیونکو جانچ
دیوار قید خانہ پہ لگتا کہین ہی پاؤن	یون ہی اوچک گیا مری جولانیونکو جانچ
اے مہر نیم روز تری کیا چمک دمک	عارض کی غور سے تو درخشانیونکو جانچ
چکر ہے شرق و غرب و جنوب و شمال مین	آوارونکی بھی بادیہ گردانیون کو جانچ
آجائے ابتو شانِ ترحم بھی جوش پر	فوجِ الم کی مجھپہ ستمرانیون کو جانچ

ہرانکیطرح

ضابط نئی زمین مین لکھی ہی یہہ کیا غزل
اہلِ زمانہ کی بھی سخندانیون کو جانچ

ردیف حای حطی

ذاتین بھی ہون عزیز جسے ہو ہوائے صبح	آغوش شب مین ہوتی ہی نشوونمای صبح
کیونکر نہو دماغ نہین میرے ہوای صبح	خورشید کی زبانسے سنی ہی ثنای صبح

بیمار غم ہے شام سی بیخود برائے صبح
لب پر ہی بار بار ہوای ہوائے صبح

ہو جائے رشک مہر شبستان مین جلوہ گر
دیکہون شروع شام سی یا رب فضای صبح

وہ رات غمزدو نکا شبستان نہ گہیر لے
سر پر کبہی تو ڈالے لیے ای شب ردائے صبح

تم کیا گئے کہ دن بہی شب تار ہو گیا
فرقت مین شام غمسے ہوا ہی بلائے صبح

سرمہ کہلا چکا ہی سواد شب فراق
مرغ سحر کبہی دی نہین سکتا صدائے صبح

یا رب نصیب دیدۂ بیمار سحر ہو
شب کو رہی فراق کا نسخہ دوائے صبح

خیرہ ہوتی ہی چشم فلک بہی شب فراق
ظلمات مین چہپائے ہوئے ہے ضیای صبح

پرتو کسیکے عارض تابان کا گر نہین ٭
پہر اور کسیجگہ سے ہوئی ہی جلائے صبح

سوز شب فراق بہی اسے داغ دل اوٹہا
خورشید کیطرح سی نہ ہو مبتلائے صبح

صبح شب وصال شب گور ہو گئی ٭
یان شام کو ادا ہوئی اپنی قضائے صبح

یا تنک سواد بخت لکہا ہی نصیب مین
شام شب فراق ملی ہی بجائے صبح

دامان روز حشر کا پردہ اوٹہا لئے
جیب شب فراق مین کب ہی قبائی صبح

مشتاق ہی رکہا شب فرقت نی عمر بہر
کسکی وفا سی ملتی ہوئی ہے وفائی صبح

ایسا ترس گیا ہون سحر کو شب فراق
پاؤن سحر تو مانگون خدا سی دعائی صبح

ہر کر شب وصال ملی ہے فلک مجہے
شل شب فراق مری گہر نہ آئے صبح

بس ہو چکی سحر دل حسرت نصیب بس ‌ ‌ ثابت ہی شام غم سے لزوم فنا سے صبح

پہونچتون کو دل بین ہو تشہ ہو کسطرح ‌ ‌ آہ شبینہ آئی دل نادان دعا سے صبح

جائیگی جلدی ہیری تشفی غم فراق ‌ ‌ صبح شب وصال فدا سے ادا سے صبح

ماہ شبینہ دنمین نظر آچکا سب مجھے ‌ ‌ خورشید حشر لاتی ہی سر پر بلا سے صبح

خورشید صبح چمکیگا یا آفتاب عشق ‌ ‌ یا رب شب وصال نہ دیکھون لقای صبح

ضابط شنا کے شعر جگا و تمام رات
سوتین وہ یان سحر کو ہی ہی صلای صبح

ردیف خای معجمہ

پہوٹے وہ آنکھ اوٹھانے جو نگاہ گستاخ ‌ ‌ ٹوٹے وہ پاؤن کہ چلتا ہو جو راہ گستاخ

نکلے کسطرح شب ہجر مین آہ گستاخ ‌ ‌ اوتری ہے روز ازل سے یہہ کلاہ گستاخ

دیکھئے ہوتی ہی نازل یہہ بلا کس کس پر ‌ ‌ سر چڑہاتی ہے بہت زلف سیاہ گستاخ

گرچہ مشتاق ہے قد خم ہے کہ دیکھے نہ ادہر ‌ ‌ پر کہین باز بھی رہتی ہے نگاہ گستاخ

گہیر ہی لیگا دہوان آہ شرر افشان کا ‌ ‌ آئی تو ایکی شب وصل نگاہ گستاخ

پرتو انگشت کہین ہو جاتی ضیای عارض ‌ ‌ شوخیون پر ہی بہت سخت [illegible] گستاخ

گرا ڈرا تا نہ کہین طرۂ سوادِ گیسو ؎
سر پہ چڑہتا نہ کبھی بخت سیاہِ گستاخ

آنکھہ شرمائی ہوئی جھینپی ہوتی چتون ہی
کہتے ہین راز شبینہ یہہ گواہِ گستاخ

دلِ عاشق ہو نہ پامال حوادث کیونکر
قابلِ عفو کہین بہی ہے گناہِ گستاخ

چاک بھی کرتا نقابونکو گریبان کی طرح
آپ کی وجہ سے ہوتی ہی نپاہِ گستاخ

اپنی بیباکی سے نادم نہین ہوتا ہی عدو
گرچہ افسانہ ہوا حال تباہِ گستاخ

رنج و غم نے دلِ عاشق پہ چڑہائی کی ہی
لوٹ لے خانۂ مفلس کو سپاہِ گستاخ

بیخودانہ دل مضطر مجھے لے آیا ہے
بخش بھی دیجئے للّٰہ گناہِ گستاخ

داغِ فرقت کی کیونکر نہ کرین دلداری
ہین کریم اونکو ہے ملحوظ رفاہِ گستاخ

دیکھہ ضابطؔ نہ کہین ضبط کا دامن چھوٹے
آنے پائے نہ لبون پر کہین آہِ گستاخ

ہان ای ہوائے آہ اولٹ دی حجاب شوخ
عارض پہ آگیا ہی کسیکے نقاب شوخ

ڈرہی بگڑ نجائے مزاجِ جناب شوخ
ورنہ ہی ہر سوال کا یان بھی جواب شوخ

افسانہ اپنی حال کا کیونکر لکھے کوئی
کہتے ہین وہ پسند نہین ہی کتاب شوخ

ہو جائین کسطرح سے نہ آمادہ فنا
آنکھین دکہا رہا ہے او بہر کر حباب شوخ

وہ پوچھتے ہین مجھکو شرارت سے بار بار
تو ای زبانِ شوخ نہ دینا جواب شوخ

قالب تہی کیا ہے تو مملو ہی دو رسی
ٹہوکر سے ہر قدم پہ قیامت بپا ہوئی
کیون رند خوش مزاج لگائین نہ مُنہ اوسی
توبہ تو پہر ہی ہوگی دریلتو یہ یار ہے
اس شیشہ کی پریکانہ مشتاق کون ہو
تدبیر کچہہ نکالینگے تسکین کی تری ٭
انکہین بدل گئین کبھی باتین بدل گئین
ہم دل شکستہ ہین نکرو بدزبانیان۔
خوگر ہوئے ہین ابتو سخن سازیون کو وہ
امیدوار ہین کبھی مایوس ہین کبھی ٭
ہمتو قدم اوٹھائین نہ ہرگز بھی نا مجا
رہجاتے ہین سکوت ہین مُنہ دیکہہ دیکہکر
کیا رنگ بیزی شفق برشکال ہے
سو بار آتے ہین وہ لب بام آج کل
چالین فلک نے سیکہین ہین کس نوجوان کی

لیتی ہی بوسہ پاؤنکے ہر دم رکاب شوخ
فتنہ بہی حشر کا ہی مگر ہمرکاب شوخ
کرتی ہی بےحجاب بتونکو شراب شوخ
ساقی نے کتر دنمین بہر دی ہی شراب شوخ
اوڑتی ہی آبگینون سی اکثر شراب شوخ
دلکو بہر تو لینے دو اے التہاب شوخ
نیرنگ ہو گیا ہی ترا انقلاب شوخ
جلکر کہین زبان سی نہ نکلے جواب شوخ
کیا انتخاب شوخ ہی کیا انتخاب شوخ
کیا کیا مزہ دکہاتا ہی لطف و عتاب شوخ
دم بہر ٹہرنے دی بہی کہین اضطراب شوخ
تقدیر کا لکہا ہے ہماری جواب شوخ
گویا تخم فلک نے بہرا ہی شہاب شوخ
کیا کیا ابہارتا ہے کسیکو شباب شوخ
پیری مین اسکے آتی ہین لطف شباب شوخ

ضابط خط جریدۂ اعمال سے نہین
دہو ڈالیگی ابہی مری چشم پرآب شعرخ

ردیف دال

ہمدم ہون چارہ گردون کی نہین تدبیر پسند
مین ہون شمشیر کو اور مجکو ہی شمشیر پسند

میری توقیر مناسب ہی کہ تحقیر پسند
سچ بتا کیا ہی تجھے ای بت بی پیر پسند

نازکی سے تری کیا کیا نہ خجل ہوتا مین
للہ الحمد کہ نالے نہین تاثیر پسند

آج بلبل سے مری بحث ہی پہر گلشن مین
دیکھئے کسکی ہو صیاد کو تقریر پسند

ناصحا غور تو انصاف سے فرمائیگا
یار سے ہو تو نہو کیون مجھے تحقیر پسند

یاری تحقیر بھی فرمائین تو عزت ہو جای
نہی جو مری اونکو نہین توقیر پسند

سلسلہ زلف گرہ گیر کا یون ہاتھ لگا
طوق گردن کو ہوا پاون کو زنجیر پسند

اسقدر شوق اسیری تھا کسی گیسو کا
تھی لڑکپن سے مجھے جنبش زنجیر پسند

لیلی زلف کا سودا ہی سراسر سر مین
کیون نہو مجکو بھلا نالۂ شبگیر پسند

عرش اعظم پہ دماغ اپنا نکیونکر ہو بھلا
سر شوریدہ جو فرمائے وہ شمشیر پسند

کیا ہی اٹکھیلی سے چلتی ہی مری گردن پر
کیون نہ آئے مجھے قاتل تری شمشیر پسند

کون سی شکل صفائی کی ہی اوس شوخ سی اب
کہ نہ تحریر مری اوسکو نہ تقریر پسند

لطف ہر ایک سخن سی ہے دوچندان پیدا
کیون نہو اوسکی مجھے لکنت تقریر پسند

کیا یہہ نقشہ ہی کہ بگڑی ہوئی صورت ہی تری
کسکی آئی دل نادان تجھے تصویر پسند

مین ہون بیچین بلاسے نہین اصلا پروا
اوسکو بیتابی ہو ایسی نہین تسخیر پسند

نور خورشید بہی تاریک نظر آتا ہے
وہ شبستان ہی مرا جو نہین تنویر پسند

کیا شکایت ہی بھلا چرخ سی سفاکی کی
وہ ستمگر تو ہمیشہ سی ہے تغیر پسند

لو سمجا دہن تنگ کا بوسہ سے کہلا
ایسے اجمال کی کیسی نہو تفسیر پسند

جنکی نظرون مین سمایا ہو غبار رہ یار
خاک پہر اونکی نگاہون مین ہو اکسیر پسند

سرکشی بزم جہان مین نہین زیبا ہرگز
شمع کیواسطے کیونکر نہو گلگیر پسند

وعدۂ قتل حقیقت مین ہوا مژدۂ وصل
ہمکو کیون اپنی نہو خوبی تقدیر پسند

واہ کیا شوق شہادت ہی تری عاشق کو
دم عیسے سی سوا ہی دم تکبیر پسند

گرم جوشی ہی یہان سرد مزاجی ہی وہان
کب بدایون کی مقابل مین ہو کشمیر پسند

ختم اب کیجے غزل گو ہی طبیعت حاضر
سمجھو ضابط نہین طولانی تقریر پسند

ردیف دال ہندی

چارہ گر ہرگز مرا پکنے نہ پائیگا کھرنڈ
یعنی ہر زخمِ کہن کھلکر مٹائیگا کھرنڈ

کاوشِ ناخن سلامت چاہتی ہی چارہ گر
زخمون پر مرہم لگانیسے نہ آئیگا کھرنڈ

کیا کبھی دیکھی نہین سفاکی مژگان یار
سوزشِ زخمِ جگر کیونکر مٹائے گا کھرنڈ

ٹوچکے پھنکا کیا پھر چھیون سے بارہا
کیا مری داغِ کہن کے منہ پر آئیگا کھرنڈ

پہر بے ہر اک زخم مین کیفیتِ ناسور ہے
جتنا بنتا جائیگا اوتنا جلائے گا کھرنڈ

آگ مین جو چیز پڑتی ہی وہ ہوجاتی ہی آگ
زخم میرے داغ کی صورت جلائے گا کھرنڈ

میری زخمون کا بندہی انگور یہ ممکن نہین
سوزشِ داغِ جگر سی جل ہی جائیگا کھرنڈ

التیامِ زخم کی بیفائدہ تدبیر ہے
ٹپکے میرے زخم پر کیا داغ کہائیگا کھرنڈ

مندمل کیا ہون جراحت چارہ سازیسی بھلا
کاوشِ ناخن کا صدمہ کب اوٹھائیگا کھرنڈ

ہے ہر اک انگور مین کھٹکا سا نوکِ خار کا
زخم بھرنے تک کیا کیا گل کہلائیگا کھرنڈ

چارہ سازیکا نتیجہ کچھہ تو ہونا چاہیے
بس یہی ہوگا کہ میرا دل دکہائیگا کھرنڈ

سوزشِ سوزِ نہان سی ہوگا جل بھنکر کباب
آگے یان زخمِ جگر پر منہ کی کھائے گا کھرنڈ

یان کبھی سرکوبی کی ہین سامان ہزارون چارہ گر
کیا مری اوبھرا ہوی چھالے مٹائیگا کھرنڈ

پھر نمک پاشِ جراحت جوشِ اشکِ سوز ہی
چارہ گر حقِ نمک کیا بھول جائیگا کھرنڈ

پھر مری داغِ کہن برسات مین آسلے ہوئی

چہوڑ ضابطہ چارہ گر کو کیا نباہیگا گہمنڈ

زاہد کو ہو ریاض و عبادات پر گہمنڈ
مجہہ رند کو ہی اوسکے عنایات پر گہمنڈ

زیب زبان ہی حرف و حکایات پر گہمنڈ
سوسن بتائی کیا کہ ہی کس بات پر گہمنڈ

ایدل کبہی نہ ملنے سی اوس بت کی شاد ہو
نادان کی کیجیو نہ ملاقات پر گہمنڈ

بعد جفا نہ لطف کی باتون مین آئیو
زیبا نہین تلافی مافات پر گہمنڈ

دولت بڑی سکوت ہی اللہ دی جسے
ای عندلیب کیون ہو خرافات پر گہمنڈ

وہ بت جواب شکوہ مین ہوتا ہی عذر خواہ
ایدل نہ کیجو عذر شکایات پر گہمنڈ

دیکہین تو کسطرح نہ وہ معقول ہوتی ہین
یان بہی ہی اپنے حسن بیانات پر گہمنڈ

ناصح نکہہ کہ طاق ہین عیاریون مین وہ
کسکو ہی اونکے لطف و عنایات پر گہمنڈ

مانا کہ اونکو غرہ ستمگاریون پہ ہے
لازم نہین خرابی عادات پر گہمنڈ

ہوسے دو گہی دعوی باطل پہ اونکو ناز
ہمکو ہے اپنی صدق جوابات پر گہمنڈ

کبر و غرور آپ کو ہر دم نچاہیئے
دیتا ہے زیب اپنی مقامات پر گہمنڈ

یون تو ہر ایک اپنی خیالون مین غرق ہی
لیکن روا نہین ہے خیالات پر گہمنڈ

نادم کبہی تو اپنی برائی پہ ہو بشر
یہہ کیا کہ ہر گہڑی ہو مباہات پر گہمنڈ

خوگر جفا کے وہ ہین تو ہم ہین وفا شعار
کیونکر نہ کیجے ایسی مساوات پر گہمنڈ

ہین دلبری کے واسطے دلداریان بہی
ناوان ہوا ہی کسکی مدارات پر گہمنڈ

دیکہین نہین کسیکی نگہ کج ادائیان
کیا جانے مدعی کو ہی کس بات پر گہمنڈ

حسن وکمال فضل خدا سے تمام ہین
ڈرہی کہ ہو نہ جائے کسی بات پر گہمنڈ

تیری مریض غم کو توکل خدا پہ ہے
ہرگز نہین شفا و اشارات پر گہمنڈ

کچہہ سنتی ہی نہین ہین کسی شیخ و شاب کی
ہی مغبچون کو رند خرابات پر گہمنڈ

ہو منعمون کو عیش کے سامان پر غرور
درویش کو ہی اپنی مقامات پر گہمنڈ

کیسا کمال ضبط ہی ضابط کو اے بتو
ہونا بجا ہے ایسی کرامات پر گہمنڈ

ردیف ذال معجمہ

خوشنما گرچہ بہت ہے تری سر کا تعویذ
پر سنوارا ہی بازو پہ نظر کا تعویذ

نا ہہ بر لائے کوئی لاکہ اثر کا تعویذ
خط کسیکا ہی مری درد جگر کا تعویذ

ابر گیسو ترا برسائے گا کیا کیا نہ بلا
برق کیطرح چمک جاتا ہی سر کا تعویذ

نہ کہین چشم حسد ہو فلک کم بین کو
چاند تارونسی نہ بنوائیے زر کا تعویذ

خواب مین دیکہہ کی شیدائی ہوئی دیوانی
عاملون سی وہ طلب کرتی ہین ڈر کا تعویذ

قتل عاشق پہ اوٹھاؤ نہ ابھی خنجر کو
باندھ تو لیجئے آسیب کمر کا تعویذ

مرگیا ہے غم فرقت مین تری رو رو کر
قبر عاشق پہ مناسب ہی گہر کا تعویذ

سر کا چکر نہ گیا چرخ ستمگر کا کبھی
باندھی ذرات پہر اشمس و قمر کا تعویذ

نامہ بر اب تو جواب خط مضطر لا دے
کہ بنا نا ہی مجھے دیدۂ تر کا تعویذ

کیسی تسخیر پریزاد نہو دیوانہ
ہمنے دیکھا ہے بہت اہل ہنر کا تعویذ

یان ہر اک امر مین ضابط ہی توکل بخدا
کسکا گنڈا ہی بہلا اور کدہر کا تعویذ

ردیف را

اوگہا سبزہ تو یہہ بہتی کہی رخسار جانان پر
کلف ہی ماہ پر یا مور چہ تخت سلیمان پر

ہوئی ہین موج زن اب کشتی گردون گردانیر
سر شک دیدہ چشمک مارتی ہین جوش طوفان پر

نہ کیون قصہ لکہون سودائے گیسوی پریشان کا
کہ ہین مضمون مسلسل نوک کلک عنبر افشان پر

مرا دامن بھی دونون ہاتھ سے پکڑا ہی صحرا مین
نہ صبر آیا مگر دست جنون چاک گریبان پر

کسیکے سلک دندان سے لڑی ہی چشم نم اپنی
ہنسا کرتے ہین اکثر اسلئے ہم ابر نیسان پر

کوئی وادی نہ تہی دیوانے کی پہر نیسی کب چہوٹا
مگر اب یاد ون بہلائے ہین کہساروں کی دامان پر

وہ بت نام خدا خود حور ہی گھر اوسکا جنت ہے — گمان سیب جنت ہی بجا سیب زنخدان پر

نمکدان ہو گئی خالی تو اوس کان ملاحت نے — شکر ڈالی ہی ہنس ہنسکر دہان چشم خندان پر

چھپائی آنکھہ کیون ہو کچھہ بھلا تحقیق تو کر لو — گمان فتنۂ محشر کیا کب چشم فتان پر

بھلا تو ہی بتا دی حور کو ہی اوس سے کیا نسبت — دیا اب چھوڑ واعظ ہمنی تیری دین جو ایمان پر

گل مضمون رنگین کہل گئے اشعار رنگین لا کہون — گلستان کا گمان ہی بلبلونکو میری دیوان پر

کفن کو نا بھی باقی چھوڑ دو گر اوسے دیکھو — بھلا ناصح گھڑی ہنستے ہو کیا چاک گریبان پر

ہمارا نالۂ پر شور سنکر رعد چلا یا — ہمیشہ ابر تر روتا ہی اپنی چشم گریان پر

تو یہہ بھی نذر ہی دست جنون صحرا کے وحشی مین — قبا ہی پوستین باقی رہی تہی جسم عریان پر

نکیون محراب کعبہ ابروی پر خم کو ہم سمجھین — یقین چاہ زمزم کیون نہو چاہ زنخدان پر

خدا کیواسطے ساقی شراب ارغوانی لا — گھٹا کعبے سے اٹھی جہوم کر چھائی گلستان پر

کیا ہی ضعف مین جو ہون منت آہ نے کیا کیا — کہ اپنی ساتھہ لیجاتی ہی بام قصر جانان پر

صبا کس رشک گل کی بو اڑا لاتی ہی گلشن مین — عنادل سر پٹکتے ہین پڑی دیوار بستان پر

ادب کا پاس ہے ورنہ تقاضا ہی یہہ وحشت کا — کہ ہان لگنی نہ پای پانون بھی دیوار زندان پر

وہ ہم سیر چمن تا گل کے نعل زیر پائی سے — ہزار دل پارۂ فولاد چلتے ہین گلستان پر

فقط ہی پاس افشا یا خیال نارضامندی — دگر نہ کچھہ نہین دشوار یان بھی کھیلنا جان پر

مری آنکھوں سے بہاتی ابر مژہ کی بجا سوجھی
محبت سے رکھا دامن جب اوسنے چشم گریان پر

چمن مین کسنے سیکے بال سکھلانیکو کھولی ہین
کہ شبنم پڑ رہی ہی اوس کیا کیا سنبلستان پر

مری زخموںکا منہ بہرنا بھی کوئی مشغلہ ٹہرا
برابر توڑلی برسون نمکدان کو نمکدان پر

الٰہی مضمون دہان یار کا ضابطہ بھلا کیونکر
اوٹھا رکھا ہی لگے شاعرون نے طاق نسیان پر

لخت دل آنکھوں سے آئے چشم پرنم دیکھکر
جمع ہون جسطرح جگنو جوشش شبنم دیکھکر

ہمدموں عشق مین نہین کچھ آپ او ہم دیکھکر
آئنہ حیران ہی وہ نور مجسم دیکھکر

دل گھٹا جاتا ہی بڑہتا آتا ہی جوش جنون
اندنون کچھ التفات یار کم کم دیکھکر

ہائے مجھہ دیوانیکو سمجھانے آتے ہی یہہ کیون
خود غلط ہین ناصح مشفق مکرم دیکھکر

دیکھکر نالان مجھے رو کر وہ فرمانے لگے
دل بہر آتا ہی کسیکو چشم پرنم دیکھکر

مشق خنجر کیلیے کیون ہی تردد آپ کو
گردن تسلیم مائل ہی خود بخود خم دیکھکر

آدمی سر کا پتلا تھا مگر ہے خود غلط
توسن عمر روان اپنا صبا دم دیکھکر

جنبش ابروی قاتل سے نکیون ہو سر قلم
لاکھہ سر قربان ہین اس خنجر کا خم دیکھکر

بے محل جانا مناسب کب ہی بزم غیر مین
انجمن آرا ہو پہلے جان عالم دیکھکر

بزم ساقی تک رسائی بھی مری ممکن نہین
دم بخود ہوتا ہون مین غیرونکو ہمدم دیکھکر

قاتلا سنگین دلی تیری مری حسرت کی آنکھہ
چشم جوہر بھی ہوئی خنجر کی پرنم دیکھکر

ق

ہاتھہ مین خنجر ہی وہ آتا ہے قاتل ہو ہمسے
سوے مقتل مجمع عشاق باہم دیکھکر

فرض سمجھا قتل ہوجانیکو سب نے مثل حج
کعبۂ ابرو کو سب کیونکر ہو خم دیکھکر

باندہ لی فوراً اگر مرنے پر اپنی شوق سے
جسطرح احرام باندہین ہین یلملم دیکھکر

ہی یہہ اک ادنی فسونسازی تمہاری چشم کی
نرگس بیمار کا آنکھون مین ہی دم دیکھکر

ختم ہے جادو نگاہی تیری آنکھون پہ صنم
آہوے تاتار بہولی خود بخود رم دیکھکر

ہان بلاشک یاس سوا کسیکا چاہئی
رو دیے لیکن ذرا چشم پرنم دیکھکر

نشتر مژگان کی **ضابط** دیکھئے سفاکیان
گر رگ جان چھوڑدی ہو لی اسیلم دیکھکر

غم ہوا دلسے مرے خوشدل ہوا غم دیکھکر
چشم تر آنسو سے آنسو چشم پرنم دیکھکر

عنبرین مویونکی زلفین ہین بلا کی پرشکن
پیچ ہے کیونکر چھٹون گیسوی پرخم دیکھکر

عقدہ موی میان نازنین کیونکر کہلے
موشگافونکا ہوا ہی ناک مین دم دیکھکر

اپنی قسمت کا لکھا دیکھا تو خالی جام تھا
چشم بھر آئی ہماری ساغر جم دیکھکر

مین ہون سودائی بھلا مین ہون پریشانی نصیب
کون آشفتہ نہین زلفونکو برہم دیکھکر

ضعف سے آنکھون مین دم سی چلتے ہین ہمدم پلک
مردم بیمار کو کرتے ہین ماتم دیکھکر

بشکل قاتل کیا ادا مجھہ سے نہ جانسے ہو سکے | اور ایک چرکا دیا آمد شد دم دیکھہ کر

دل تڑپتا ہی کسیکی بلگجی پوشاک پر | سادگی کا نوجوانی مین یہہ عالم دیکھہ کر

مجکو اپنی تیرہ بختی صاف آتی ہے نظر | عارض پر نور پر زلفونکو برہم دیکھہ کر

ہی شہید خنجر ابروی قاتل اک جہان | دم دیا لاکھون نے اس شمشیر کا دم دیکھہ کر

رات بہر کچہ سانپ سا ڈستا رہا دلکو مرے | کیا بلا نازل ہوئی گیسوی پرخم دیکھہ کر

مارگیسو کی محبت زہر قاتل ہے مگر | دیدہ و دانستہ ہمنے کہا لیا سم دیکھہ کر

خاکساری ہی شعار اپنا نہین نخوت سے ہی | چہوڑ دون کیونکر مین یہہ اکسیر اعظم دیکھہ کر

سرمہ کا دنبالا ترک چشم کافر یہہ کہو | پر نگاہ یار کے نشتر کا پرچم دیکھہ کر

ہین ہزارون نیمجان لاکھون ہین بیجان مرحبا | میری قاتل کا نرالا سب سے عالم دیکھہ کر

ای تغافل کیش تیرے کشتہ بیداد کو | اپنی بیگانے سبھی ہوتے ہین پرغم دیکھہ کر

مفلسونکی ہمکو غمخواری سے ہی کیا کیا الم | اغنیا کو محفل دنیا مین خورم دیکھہ کر

دالہ چشم پری سوی بیابان جب گیا | چوکڑی بہولے ہرن وحشت کا عالم دیکھہ کر

دوڑتا ہے دل مرا چاہ زنخدانکی طرف | جسطرح حجاج دوڑین بیر زمزم دیکھہ کر

مجھہ شکستہ دل پہ یون ہنستی ہی اوس کافر کی آنکھہ | جیسے لیلے صید بستہ کو ضیغم دیکھہ کر

کوزہ مین دریا کا ہونا ہی ہمین عین الیقین

اک نظر ضابط تمہاری چشم پرنم دیکھکر

اے پری سب کہتے ہین دیوانہ مجکو دیکھکر
اپنا بھی اب ہوگیا بیگانہ مجکو دیکھکر

یار ہوا اتنا تو اثر دیوانہ پن کا ہے مرے
خود بھی وہ ہو جاتے ہین مستانہ مجکو دیکھکر

ہون مین وہ ذی رتبہ مجنون قیس اوٹھکر مجھ سے
دیتا ہے تعظیم استادانہ مجکو دیکھکر

کرلیا یان تک تو وابستہ کسیکی زلف نے
تنگ ہوتا ہے مرا کاشانہ مجکو دیکھکر

یان تلک خود رفتگی نے میری پایا مرتبہ
اے پری ہنستا ہے اب دیوانہ مجکو دیکھکر

جسجگہ تھا ساغر و مینا اوسی جا چھوڑ کر
بند ساقی نے کیا میخانہ مجکو دیکھکر

رنج فرقت مین کسیکے اسقدر غم دست ہون
بنگیا ہے گھر مرا غمخانہ مجکو دیکھکر

اگر گر کر ہاتھ سے ساغر گرا دیتا ہے آپ
بزم مین وہ ساقی مستانہ مجکو دیکھکر

کیون نہ ممنون جنون ہون مین کہ مجھسا ایک کوئی
بے تکلف ہوگیا دیوانہ مجکو دیکھکر

رشک ہے اکثر کو دنیا مین تحیر بعض کو
فقر مین باشوکت و شاہانہ مجکو دیکھکر

بھولا وہ لیلے کا قصہ جسنے دیکھا آپ کو
یاد آیا قیس کا افسانہ مجکو دیکھکر

مین تو آبادی سے بھاگا جوش وحشت مین مگر
بھاگتا ہے کوسون آب و دانہ مجکو دیکھکر

کردیا خارج مجھے پیرمغان نے بزم سے
ناسزا اے جلسہ رندانہ مجکو دیکھکر

چشم میگون کا تصدق آنکھون کا بیمار ہون
ساقیا دے ایک تو پیمانہ مجکو دیکھکر

دل مرا جلتا رہا ایشمع ویون عمر بھر | جانگدازی سیکھا ہی پروانہ مجکو دیکھکر

اوس شہ خوبی کی عیاری تو دیکھا
ہنس پڑا باوضع دردلیشانہ مجکو دیکھکر

نثار ابر ہے انکھون کی اشکباری پر
نظر کرے نہ کبھی ہودج وعماری پر
تصور در دندان ہی جو دم گریہ
کسیکے لب کی مسیحائی آج دیکھنےلگے
خرام نازکرے اوسپہ آپ کی پاپوش
کہین اوٹھائی بھی قاتل اوہر کو تیغ نظر
اوسنکے آئی ہے انکھونمین آنسوونکی گھٹا
کسیکے خنجر ابرو کو دی جگہہ دلمین
کیاہے مجکو مرے دلنے خلق مین رسوا
گیا ہے ساتھ مری قبر مین بھی نام خدا
اوٹھا یا کوہ الم فرقت ستمگر مین
تمام دفتر کونین بھی نہ کافی ہون

فدا ہے برق مری دلکی بیقراری پر
عروج خاک نشین کا ہے خاکساری پر
گہر نثار ہین اشکونکی آبداری پر
مریض چشم کی نوبت ہی دم شماری پر
بچھائے لاکھہ اگر کبک کوہساری پر
کہ ہم تو کب سی ہین تیار جان نثاری پر
عجب بہار ہے اس ابر جوئباری پر
رکہا ہی جسنے گلا آپ سے کٹاری پر
بھروسا کیجئے اب کسکی رازداری پر
فدا ہون مین غم دلبر کی غمگساری پر
ہزار آفرین دلکی ہے بردباری پر
ہم آئین دلکی اگر مدعا نگاری پر

وہ منہ چھپائے ہین شرما کی جھوٹے وعدونسی
فدا حجاب کے قربان ہین شرمساری پر

تمہاری تیر نظر کا بھی توڑ دیکھین ہم
لگاؤ سینہ جو پائے زخم کاری پر

ہی دل سے اشک آینکی کی چشم تک قدغن
کفیل آنکھ ہوئی ہے نگاہداری پر

نکل ہی جائیگا سینہ سے آہ گرم کی ساتھ
جو آگیا دل بیتاب بیقراری پر

جلایا سوز درونی سے ہمنے دل اپنا
کباب ہوتا ہے یہہ شعلہ ہای ناری پر

کہلا یہہ ساز کہ پردی ہین جہیڑی منظور
غزل وہ گاتے ہین ضابطؔ کی ابستاری پر

ہوی ہین اب نہ صف آرا یہہ فوجداری پر
ہمیشہ لیس ہین مژگان جگر فگاری پر

برس پڑی ہے مری چشم زار زاری پر
تڑپ اوٹھا دل بیتاب بیقراری پر

بعید کیا ہی تری خوابگاہ تک پہونچین
ہماری طالع بیدار ہون جو یاری پر

طلب کیا مجھے مقتل ہین سب سے پہلے آج
فدا مین کیون نہون قاتل کی یادگاری پر

نکالے شانے نی گیسو کی بل بھی سرتا سر
ہوئی نہ اپنی کسی ڈھب گلو گذاری پر

ہی گلرخون کے تصور سی رشک گلدستہ
شرف ہی دلکو مرے موسم بہاری پر

کبھی جو وصل میسر ہوا تو فطرت سے
اوتر پڑا وہ ستمگر گلہ گذاری پر

نہ ہی نصیب خوشا بخت و حبذا طالع
ہوا ہی فیصلہ عاشق کا سنگساری پر

حضور ہو یہہ مری نذر نقد جان منظور
نظر نہ کیجئے کچھہ میری زیر باری پر

جگر کے پار ہی اور شست مین ہی تیر نظر
صد آفرین مری قاتل کی ہوشیاری پر

ہی میرے سینہ پہ زخمون سے طرفہ گل کاری
نثار ہو جئے قاتل کی دستکاری پر

جفائین دیکھنا تیری ہین ای جفا پیشہ
ہمین بھی ناز ہی اپنی وفا شعاری پر

کمند زلف مین باندھا ہی خود گلا اپنا
ہی صبر دل کو مرے جبر اختیاری پر

نگاہ مست کا نذرانہ دل کو ٹھہرایا
لگایا ساقی نے محصول آبکاری پر

جمایا تخم وفا کشت دل مین عاشق نے
گذر غریب کا ٹھہرا ہی کشتکاری پر

پری پہ میل نکرتا اگر دل ضابط
مچل گیا ہی کسی بت کی سادہ کاری پر

۴۷

جنون نثار ہی ہاتون کی دستکاری پر
بڑھی ہین جیب سی نوبت ہی دلفگاری پر

بھر آئے آنکھون مین آنسو بہے نہ جاری پر
ہین عشق پردہ نشین کی یہہ پاسداری پر

مین مانگتا ہون اجل اور کبھی آئی ہوئی
ہین قتل ہون بھی کہین غیر ہی کی باری پر

اڑا دیا سر شوریدہ تن سے اک دم مین
بنی ہے خنجر قاتل کی آبداری پر

کھچا نہ مانی سے نقشہ مر کسی صورت
جما نہ ہاتھہ مری شکل اضطراری پر

مرے گلے مین ہین فولاد کی رگین قاتل
رکھا نا بارہ نئی خنجر کشاری پر

وہ جانکے مجھے عیار بہول جاتا ہے
فدا مین بہول کے قربان یادگاری پر

جلا یا برق نہان کا بہی خرمن ہستی
پڑی جو آہ شرر بار شعلہ باری پر

بہار ایک نظر دیکہین آپ بہی آکر
چڑہا ہے چشم کا فوارہ آبشاری پر

نمونہ دیکہہ لو ہر قاش دل ہی صد پارہ
سبق مجھے بہی کیجے نوکر رکاب داری پر

سحر بہی ہوگئی شب ہجر کی کبہی نہ کبہی
رہا جو چرخ ستمگار سازگاری پر

دل و جگر تو مرے نکلے دشمن جانی
گمان تہا مجھے کیا کیا نہ انکی یاری پر

جنازہ میرا نہ اوٹھوائیو خدا کے لیئے
پیادہ آپ ہون اور مین چلون سواری پر

جفا و جور و ستم اونکے ہین سبہی آسان
شب فراق ہوی مجکو ایک بہاری پر

یہہ سوز ہے کہ سمندر کے پر بہی جلتے ہین
پڑی ہی آہ مری شعلہ ہای ناری پر

ملا ہے کوچۂ زنجیر سیر کرنے کو
پڑا ہوا ہو از بندان ہی رستگاری پر

درِ حضور پہ حاضر ہون ای شہ کونین
ق
ہی اعتراف بہی مجکو گناہ گاری پر

خطائین بخشیے ضابط کی ای شفیع امم
نظر نہ کیجیے اوسکے سیاہ کاری پہ

جہبی جاتی ہین مژگان دلمین سیرے چہپا چہپا کر
کہڑی ہین باب چشم یار پہ یہہ پاسبان ہوکر

عجب جلوہ دکہایا یار نے ہمکو نہان ہوکر
جدہر دیکہا نظر وہ صاف آتا ہی عیان ہوکر

یہ جسم زار اپنا اب تو کانٹا سا کھٹکتا ہے
چبھا نظرون پہ ہون مین آسمانکی ناتوان ہو کر

دہن گو ہے مرے لیکن ہون چپکا بیٹھا سنتا ہون
مگر تم گالیان دیتے ہو صاحب بے دہان ہو کر

نکر صیاد سے شکوہ گرفتاری کا اے بلبل
قفس قسمت مین تیری ہے فراقِ گلستان ہو کر

کچھ ایسی بات پائی ہے بیان جسکا نہین ممکن
اوڑایا ہے خموشی کا مزا خود بیزبان ہو کر

ترے آزردہ ہونیسے یقین ہے مہربانی کا
کہ آئے ہین جہان مین رنج و راحت توامان ہو کر

اثر مطلوب تھا مجکو سو اچھا تو ہوا یارب
جلایا دلکو میرے نالون نے آتش فشان ہو کر

اوڑائی خاک صحرا کی پہاڑونسے بھی سر مارا
ملا کیا نہ ہمکو عاشق بیخانمان ہو کر

مری تنگی دلکی ہو رہی ہے دیر سے شاکی
دہانِ زخم مین قاتل ترے پیکان زبان ہو کر

ہزارون ٹھوکرین کہاتی ہین غیرونکی پڑی در پر
ملا کیا رتبہ ہمکو اونکا سنگِ آستان ہو کر

نہ ہے بیداد کا شکوہ نہ حرفِ مدعا لب پر
بنا ہون بیزبان گویا مین اب اہلِ زبان ہو کر

کہڑا ہے سرو رستہ مین ابھی لایا ہے قد کو
اکڑتا نازسے تو ہے جو سروِ بوستان ہو کر

جلوداری مین حاضر برق آئی بیقرارانہ
جو نکلا نالہ پرسوز سوئے آسمان ہو کر

کسیکے ابروے خمدار دلکے پار ہوتے ہین
دیا ہے کام تیرونکا تعجب ہے کمان ہو کر

جو دیکھا بھی مجھے قاتل نے تو ترچھی نگاہون سے
تعجب ہے کہ مارا تیر نے مجکو کمان ہو کر

مزارِ کشتۂ حسرت پہ کیسی بیکسی چھائی

نہ آیا ہر قدر ضابط یہ کوئی نوحہ خوان ہوکر

نشان اوس غارت جان کا ملا ہی نشان ہوکر ‏ ‏ مکان اب ڈھونڈ پایا ہمنے اوسکا لا مکان ہوکر

سسکتا چھوڑا ہی قاتل نے مجھکو مہربان ہوکر ‏ ‏ جیا بھی ہین تو کیا جینا ہی میرا نیمجان ہوکر

جو ظاہر ہی جزو کل ہین وہ پوشیدہ ہی ہر شے مین ‏ ‏ عیان ہی وہ نہان ہوکر نہان ہی وہ عیان ہوکر

گیا دلمین جگر مین انکہہ سے تیر نظر قاتل ‏ ‏ کہا نسے دیکھنا پوچھا کہان پر یہہ کہان ہوکر

تمہاری بیدہانی کی حقیقت کہل گئی ہمپر ‏ ‏ سنین اغیار سے باتین تمہاری بے زبان ہوکر

بتون پر جان فدا ہی ہان مجھے کچھہ بھی کہو کوئی ‏ ‏ نہین ہرگز نہ نکلے گی زبانسے ابنہی ہان ہوکر

نہ چھپتمونسی خفت ہوہی مژگان قاتل سے ‏ ‏ اشارہ چشم کا ہر دم ہی دیکھو تر زبان ہوکر

بہار آئی ہی ساقی پہر شراب ارغوانی لا ‏ ‏ خدا کیواسطے پہر جور کردی مہربان ہوکر

مجھی بیٹھی بٹھائی خلق مین ناحق کیا رسوا ‏ ‏ ملا کیا اے دل نادان تجھے گرم فغان ہوکر

ہماری ضبط کی دامن پہ آئیگا برا دہبا ‏ ‏ کہین رسوا نکرنا دیدہ تر خونچکان ہوکر

مجھی اوس دشت مین چھوڑاتی ہی وحشت جہان یارب ‏ ‏ نکل جاتا ہی سر سی پہر سر کا نشان ہوکر

ہزارونکی اوٹھاتی سی بھی اوٹھہ سکتا نہین ہرگز ‏ ‏ تو تمہہ مین خوب طاقت آگئی ہی ناتوان ہوکر

اثر سے عکس کی سر رشتہ گیسو اگر دیکھی ‏ ‏ پڑی آئینہ بھی چکرین خود گرداب سان ہوکر

یہہ کیا طوفان اوٹھایا دیکھتی ہی دیکھتی ہمدم ‏ ‏ مری آنکہونکی چشمی بہ چلی ہین ندیان ہوکر

بہار آئی گلستان مین گلونکی دہوم ہی ہر سو
پہنسا ہون مین قفس مین بلبل بی آشیان ہوکر

خفا ہوتے ہین جسپر لطف بہی ہوتا اوسی پر ہے
لو اب تو مہربان ہو جائیے نامہربان ہوکر

تشفی بہی نکرنیکا گلہ بیجا ہے ای ضابط
کرے کیون دلہی تیری وہ ظالم دلستان ہوکر

ہماری پانوٗن مین الجہا گریبان وحشیان ہوکر
قدم اوٹہنے نہین دیتا جنون مین بیڑیان ہوکر

کہلے وہ تیغ جنون لاکہون تن عریان پہ ای گردون
بہار آئی مری گلزار مین دیکہو خزان ہوکر

جدا ہو تیرا بار سر تو بار منت تیغ قاتل کا
اوٹہانا ہی پڑا ای ہمنشین بیسخت جان ہوکر

مدد ای خنجر قاتل مدد اے خنجر قاتل
وبال دوش ہی مجہہ ناتوان کو سر گران ہوکر

تردد کسلئے ہی خانہ ویرانی کا ای بلبل
قفس کافی ہی رہنے کیلئے بے آشیان ہوکر

اثر غم کا نہ مرکر بہی گیا دلسے مرے ہرگز
تنا مرقد پہ اپنی چرخ نیلی سائبان ہوکر

مری قاتل ہی کہدو دیکہہ لی پہر اک نظر آکر
ابہی جان حزین تنمین ہی ہی میہمان ہوکر

کسیکے سامنی ہوگا چراغ روز سے کمتر
عبث خورشید نازان ہی چراغ آسمان ہوکر

نہ پہونچا منزل مقصود تک اپنی کبہی بیکس
ملا ہیہ قیس کو لیلے تمہارا ساربان ہوکر

ہتو عرش خدا ہوتا ہی بیشک دل مسلمان کا
نہ اسکی قدر کہو دنیا کہین نا قدردان ہوکر

ہون اپنی ضعف کا ممنون کہ ہون منظور جانانہ
نظر مین غیر کی آتا نہین مین ناتوان ہوکر

اوٹھا طوفان یہہ اشکو نکا دم گریہ مرے دلسے
کہ آنکھیں غرقِ ہوتی ہیں یہہ دیکھو کشتیاں ہوکر

بیان کس سے کریں ہم نارسائی اپنی طالع کی
نہ پہونچے اوسکی محمل تک بھی گردِ کارواں ہوکر

کوئی بیٹھا اوٹھا کرتا ہی کوئی ہنستا ہے
نکلتا ہی پرِ پرو تیر اودیوانہ جہان ہوکر

فدای یہہ جبینان ہوں مری تربت کے ظاہر
پڑی ہی چادرِ مہتاب مرقد پر کتان ہوکر

غزل اس طرح کی اک اور بھی ضابطؔ سنا دیجے
کہ سننے والی بیٹھے ہین ہمہ تن گوش جان ہوکر

ٹھہر جانا نہ طفل اشک آنکھو نمین رواں ہوکر
تنک سرطرفی نکرنا دیکھہ عالی خاندان ہوکر

ہوئی ہی اب تو یہہ حالت ہماری ناتوان ہوکر
کہ نالی بھی اوٹھتے ہین گلے ہین ہچکیاں ہوکر

نہ بیٹھا ہوں نہ سکتا ہوں نہ مرتا ہوں نہ جیتا ہوں
مرا سب حال کہنا قاصدا میری زبان ہوکر

اداکس منہ سے ہو تیری سنانکا شکر ایقاتل
دہانِ زخم دلمین ہوگئی گویا زبان ہوکر

عروج سا کنانِ دشتِ وحشت حد سے گذرا ہی
فلک پر چڑہ گیا ہر ذرہ مہر آسمان ہوکر

نیا انداز سیکھے ہین نرالا ناز ہے اون کا
سبک کیا کیا نہ غیر ونمین کیا ہمکو گران ہوکر

کسیکی جان جائیگی تمہارا کچھہ نہ بگڑے گا
بھلا سمجھے ہو کیا جی مین بتاؤ بدگمان ہوکر

ہزاروں سختیاں جھیلین غمِ ہمنے دلکو دل سمجھا
ملا یا سِ محبت ہی یہہ مشکل امتحان ہوکر

تنو نکی ڈھیر ہین ہر ہر قدم انبار ہین سر کے
بتاؤ کوئی قاتل ہین بھلا جاؤن کہاں ہوکر

ہوے سب دوست اپنے روز بد مین دشمن جانی
زبان بہی چہپتی ہے تالو مین میرے اب سنان ہوکر

ہوا گو غنچۂ گل ہنسکر گرم جہاگیا دم مین
خوشی کیا سمجہئے دنیا مین دم بہر شادمان ہوکر

بہار آئی بچے دیوانون جنون پہر جوش پر آیا
ہوائین پہر اڑینگے جیب و دامان دہجیان ہوکر

کہو کیسا ہنسایا بیمحابا اے شہ خوبی
مری زردی رخ نے تمکو کشت زعفران ہوکر

لکہے اشعار مین مضمون جفاے یار کے یکسر
زمین شعر بہی آتی نظر ہے آسمان ہوکر

یہہ اچہی ہمدمی کی ہے کہ آہ گرم سے ملکر
نکل آیا دل پرسوز بہی اپنا دہوان ہوکر

ہمارا ذکر بہی کچہہ ہمسے بڑہکر نارسا نکلا
نہ پہونچا کان تک اُسکے کبہی وہ داستان ہوکر

جفائین اتنی جہیلین ہین کہ میرے کان مین یارب
ہر اک آواز آتی ہے صداے الامان ہوکر

شب فرقت مین اے ضابط خلش کیا کیا ہی سر دم
چبہا جاتا تہا ہر نوک نگہ تنمین سنان ہوکر

رنگ لایا ہے نیا روے سیاہ شب ہجر
خال رخسار فلک بنگیا ماہ شب ہجر

تیرگی زلف کی گیسو کی درازی دیکہو
ایک سے ایک یہہ بڑہکر ہے گواہ شب ہجر

اور کیا طول سوا ہوگا شب فرقت کا
سحر حشر ہوئی مجہکو پگاہ شب ہجر

خانۂ غیر پہ پڑجائیگی اک دن بجلی
ہمدمو رائیگان جاتی نہین آہ شب ہجر

کسلیئے کلبۂ احزان مرا گہیرا ہے
کوئی بہی بیٹہنے کیا ہے نہ گناہ شب ہجر

میرے کاشانہ مین وہ رشک قمر آیا ہی
دوڑتے دوڑتے پاؤنمین پڑی ہین چھالے
حسرت ویاس الم کا ہوا عاشق پہ ہجوم
ماجراے شب غم مجہسے نہ پوچہو صاحب
سر ہو کسطرح مہم شب فرقت مجہسے
رحم آتا ہی پری رو ترے دیوانے پر
نظر یاس سے تکتا ہی فلک کو ہر دم
ایکدن کو بھی نہ چھوڑا مرا کاشانۂ غم
چرخ پر چڑھکے جلاتا ہی نہ کیا کیا مجکو
لو سر شام لٹا قافلہ امیدون کا
رشک خورشید جو آجای شبستا مین مرے
تیرگی شب فرقت سے نہ خطرہ ہے مجہے
طی ہو کسطرح یہہ فرقت کی گرفتارون سے
نہ پلک جہپکی نہ گریہ سے لگی کی میرے
دیکہتے منزل مقصود کو پونہچون کیونکر

پہر دکہلائے نہ خدا روے سیاہ سب
کاٹے کٹتی نہین کیسی ہی یہہ راہ شب ہجر
ہائے تنہا یہ چڑھائی ہی سپاہ شب ہجر
شام آفت ہی قیامت ہی پگاہ شب ہجر
کوچۂ زلف مین ہی جای پناہ شب ہجر
پاؤنمین خار ستم اور یہہ راہ شب ہجر
ہاے پوچہو نہ مرا حال تباہ شب ہجر
مین ہی کیا آگیا ہون زیر نگاہ شب ہجر
داغ ہی سینۂ سوزان کا کہ ماہ شب ہجر
ڈانکہ پڑتا ہی غضب بر سر راہ شب ہجر
ای فلک دیدنی ہو حال تباہ شب ہجر
شعلۂ آہ شرربار ہے ماہ شب ہجر
بیڑیان پاؤنکی بجاتی ہی راہ شب ہجر
کوئی سرزد نہ ہوا مجہسے گناہ شب ہجر
مجہمین طاقت نہین اور دو ہی راہ شب ہجر

روز فرقت کا ملا جامۂ صدچاک مجھے
سر شوریدہ سے اوتری جو کلاہ شب ہجر

اب نئی قافیہ کی او غزل لکھہ ضابط
شان ہو اوسین جہان اسین ہی ماہ شب ہجر

شام سے سوچتا کیا ہی تو مآل شب ہجر
حشر تک بھی نہین ہوتا ہی زوال شب ہجر

کیا اثر زلف کے سودے نے کیا ہی مجھہ پر
روز فرقت بھی ہے تاریک مثال شب ہجر

سحر وصل شب ہجر سے پیدا ہو اگر
ہو بجا چشمۂ حیوان سے مثال شب ہجر

رنج فرقت دل محزون کا اگر حصہ ہے
وصل کے دن بھی ہوتا ہی خیال شب ہجر

آہ تک بھی نہین کرسکتا ہون ڈرسے یارب
چھا گیا دل پہ مرے رعب جلال شب ہجر

دل افسردۂ عاشق مین سمائی ہی کہان
طول گیسو سی زیادہ ہی ملال شب ہجر

رنج سب کچہہ سہی پر یہ نہ اوٹھیگا مجھسے
بالیقین جان سے کہو دیگا ملال شب ہجر

ہول کیا کیا دل عشاق مین آجاتے ہین
شہر کو گونج ہے آواز شغال شب ہجر

آج بھی شب مین نہ وہ آئی تو مرجاون گا
مجکو منظور خوشی سے ہی وصال شب ہجر

نہ قضا آتی ہے یارب نہ سحر ہوتی ہے
سر سے ٹلتا ہی نہین میرے وبال شب ہجر

واعظا کیا تو سناتا ہی عذاب محشر
بارہا مینے اوٹھایا ہی ملال شب ہجر

روز روشن ہے مجھے تاریک نظر آتا ہے
دلسے جاتا ہی نہین میرے خیال شب ہجر

مجھپہ جو گذرا اسکو گذرا پہ وہ نازک دل ہی
کوئی اوسکو یہ سنا نا مرا حال شب ہجر

نیند آتے مجھے یا صبح شب غم ہو نمود
بس یہی اپنا خدا سے ہے سوال شب ہجر

کیا سیہ بختی عشاق کی تشبیہ لکھون ٭
ایک دشواری سے سوجھی ہی مثال شب ہجر

یہہ غزل ختم کرو اور لکھو ای ضابط
دل سے اب دور کرو اپنی خیال شب ہجر

ابر اوٹھا ہی گھٹا چھاتی ہی گلزارون پہ
ساقی اللہ کی رحمت ہوئی میخوارون پہ

آنکھہ پڑتی نہ اگر چاند سے رخسارون پہ
لوٹتا کبک نظر کیون مرا انگارون پہ

ہول چھائی ہی شب غم کی دل افگارون پہ
اوس پڑتی ہی سر شام سے گلزارون پہ

رنگ لائی سر مژگان مری اشک خونین
پہول کہلتے ہوئی دیکھیں ہین انہین خارون پہ

یان جنون مین بھی رہ شوق کا آداب رہی
پہول کیطرح سے رکھتا ہون قدم خارون پہ

چشم آلودہ نگاہون پہ جو مرتا ہون
رکھہ لیا ہی مجھے سفاک نے تلوارون پہ

ستر سا چشم خماری ہوئی اندہیرا ہوا
بارہا کھینچی ہے ستمگار نے تلوارون پہ

نظر فیہ کی مصداق ہی چشم صنم
چشمکین کرتی ہی نرگس تری بیمارون پہ

چین سے بیٹھے ہوئے عیش کی سامان کیجے
کیا خبر تمکو گذرتی ہی جو بیمارون پہ

شوق سے عین عنایت پہ نظر رکھتے ہین
صبر کا صاد ہوا چشم کے بیمارون پہ

اتنا گستاخ تو للّٰہ نہ ہونے دو بتو — وہ ہو کا ہوتا ہے گلوگیری کا زناروں پر

رشتۂ مہر و وفا شیخ و برہمن میں نہیں — کوئی تسبیح پہ پھولا کوئی زناروں پر

گر نہیں جنس وفا اور ہے پھر کیا لینا — مہریں ہرتال کی لگوائی ہیں بازاروں پر

اپنا سودا ہوا افشا سر بازار تو کیا — کونسی جنس نہیں چڑھتی ہے بازاروں پر

اے شب ہجر بلا کی یہ کچھاوٹ کیسی — رحم ظالم تجھے آتا نہیں بیداروں پر

مردم دیدۂ حیراں سے کہاں اٹھتا ہے — بار ہے خواب گراں ہجر کے بیداروں پر

بڑھتے جاتے ہیں جنون خیز سے دیوانوں کے — پھیلی وحشت دل وحشت کے کہساروں پر

خاک ہو کر بھی پس مرگ رہی رفعت قدر — چشمکیں مارتی ہیں ذروں سے مرے تاروں پر

زاہدا رندوں کو تحقیر کی نظروں سے نہ دیکھ — باب کھل جائینگے رحمت کے گنہگاروں پر

داغ فرقت دل ضابطؔ سے کہیں جاتا ہے
بیوفائی کا گماں کر نہ وفاداروں پر

طعن کرتے ہیں مئے عشق کے سرشاروں پر — بیخودی چھائی ہے کیا قہر کی ہشیاروں پر

ہم صفیران چمن کچھ تو ہے گلزاروں پر — آج مہریں سی لگی جاتی ہیں منقاروں پر

خاتمہ شوق کا ہے دشت کے آواروں پر — آبلے پاؤں کی کرتے ہیں فدا خاروں پر

خط کا آغاز ہے کیوں آتشیں رخساروں پر — سبزہ اُگتے کہیں دیکھا نہیں انگاروں پر

کیا صلا نغمہ سرائی کا عنادل کو ملا
غول سونے کی چڑیا کے گئے منقارون پر

درد انگیز نواؤن کی عنادل ہی بہار
پہول جہڑ جہڑ کے فدا ہوتی ہین منقارون پر

تو ہی کہدی نفس سرد کہی پہونک کی پاؤن
چلتا ہی آہ شرربار کو انگارون پر

سبزۂ خط کی نمو عارض جانان پہ نہین
جم گئی گرد نظر پہول سے رخسارون پر

پرتو قصر سے کہلتی ہی قمر کے قلعی
چاندنی لپٹی ہوئی ہی تری دیوارون پر

داغ خون سر شوریدہ سے کیا کیا ہی بہار
اک مرقع سا کہچا ہے تری دیوارون پر

جو رصرصر سے پریشان ہین جوانان چمن
سر پٹکتے ہین پری باغ کی دیوارون پر

کسطرح قصر مصفا پہ جمے پای نظر
سایہ تک چڑھ نہین سکتا تری دیوارون پر

نامہ بر مسکن قاتل کا پتا ظاہر ہے
خون کے چہاپے لگے پائیگا دیوارون پر

اپنی تار نظر شوق کو کر لینگی کمند
ناتوان ہین یہ چڑہ نہ سکینگے تری دیوارون پر

بزم جانان مین تجہہ فکر رسائی ہی فضول
دوڑتا ہی دل نادان ہی دیوارون پر

بار خاطر ہو نہ قاتل کو یہہ ہی ڈر ہی مجہے
دل جگر لپٹی ہوی نکلے ہین سوفارون پر

شکر قاتل کا مین کس منہ سے ادا کر سکتا
دہن زخم سے بوسہ دئی سوفارون پر

کچہہ تو گستاخی کی اونکو بہی سزا ملجائے
زخم دل ہنستی ہین قاتل ترے سوفارون پر

حسرتین اونکی بہی قاتل کبہی پوری ہو جائین
آنکہین زخمونکی لگی ہین ترے سوفارون پر

کاش اتنا تو کبھی پوچھتے راحت والے
گذری کیا کیا نہ مصیبت کی گرفتارون پہ

کیا تعجب ہی جو دل لیتے ہین مشتاقون کی
فتنۂ حشر فدا ہی تیری رفتارون پہ

ضبط کا پاس غ افشا کا خطر ہی ضابط
محو کیا کیا گیا کلۂ شوق سے نظارون پہ

ردیف رای ہندی

ٹھوکر لگا کے گور غریبان ہی منہ نہ موڑ
پامالی ہزار پر ارمان سی منہ نہ موڑ

آوارۂ جنون کا ٹھکانا نہین تو ہے
دیوانہ کیون ہوا ہی بیابانسی منہ نہ موڑ

دست جنون رہی ہین ابہی چند تار اور
گو ضعف ہی یہ چاک گریبانسے منہ نہ موڑ

ای نشتر ستم تری قربان ہزار جان
باقی یہی خلش ہی رگ جانسی منہ نہ موڑ

سوگند ہی تجھے مری سودے کی زلف یار
شانہ کیطرح اپنی پریشان سی منہ نہ موڑ

کیا فاتحہ کا پڑہنا بہی کوئی گناہ ہے
اتنی لیے تو گور غریبان سے منہ نہ موڑ

کافر مریض کی بہی عیادت مین ڈر نہین
ای بت خدا کو مان مسلمان سی منہ نہ موڑ

اہل سخن کا پاس بھی ہونا ضرور ہے
کل کیا کہا تا یاد ہی پیمان سے منہ نہ موڑ

ترک امید ہمت عالی روا نہین
حسرت نصیب ہی ہی ارمانسے منہ نہ موڑ

آمد شدِ نفس نے نہ پائی عدم کی راہ
غفلت کو چھوڑ چلنے کے ساماں سے منہ نہ موڑ

امید وصلِ یار خیالِ محال ہے
ممکن نہیں تو عالمِ امکان سے منہ نہ موڑ

اس شب نے طول ہو کے لبِ گور کر دیا
ای صبح اتنو شامِ غریبان سے منہ نہ موڑ

مہمان کوئی گھڑی کا ابھی ہی مریضِ عشق
ای چارہ ساز بے سر و ساماں سے منہ نہ موڑ

ضابط کے سامنے ترا پردہ یہہ رہ چکا
بس ای ردیف شعر سخندان سے منہ نہ موڑ

ردیف زای معجمہ

ہر نازنین کے دل میں ہی ای بت مقامِ ناز
تجھپر مگر خدا نے کیا اختتامِ ناز

پیشِ نظر ہے صبح سے وان انتظامِ ناز
کیا اہتمامِ ناز ہے کیا اہتمامِ ناز

ہین منتظر نگاہِ کرم کے نیازمند
ہان اسطرف بھی ساقیِ مخمور جامِ ناز

کیا کیا نیازمندون سے ہین بے نیازیان
تیری ہی دم قدم سے جہان مین ہے نامِ ناز

آیا شباب کیون نہ او شگوفے ہون او بہار
آتے ہین روز خیر سے بالائے بامِ ناز

ایسا طلب کا ہو تو ابھی جان فدا کردن
یارب مجھے پیامِ اجل کو پیامِ ناز

ہر روز صبح و شام و محوِ ادا رہین
یارب نہ ایک دن بھی دیکھا مجکو شامِ ناز

عہدِ شباب کی وہ ادایندیان کہان
سن ڈہلگیا نمود ہوئی وان بھی شام ناز

کیون بے نیازیون سے کیسکی ہو شکوہ سنج
یعنی نیاز مند ازل سے ہی رام ناز

پہر خدا ادہر بھی قدم رنجہ ہو تو
یعنی بسوئی گو غریبان خرام ناز

دیگر

دل بنا ہی بادہ آشنا ہو نکا ینناے نیاز
ساقیا لبریز ہے پر جوش صہباے نیاز

کیون نہو مہمان سرای دلمین کالای نیاز
نازوالون نے کیا ہی مجکو شیدای نیاز

کیا کہون کس کس جگہہ رہتا ہی سودای نیاز
دلمین آنکہونمین جگرمین سرمین ہے جای نیاز

خشم آلودہ نگاہین کیون نہون جا نیاز پر
یعنی ہونا چاہتی ہے ناز بالاے نیاز

کہدی کوئی اونسے قسمت اک نگاہ ناز ہی
کیا ہی ارزان آجکل ملتا ہی سودا نے نیاز

تہر گئین وان اوالطف رضا جوئی یہان
ناز پر ہے ناز اونکو ہمکو دعواے نیاز

ہم اطاعت کیش ہین ہمکو اطاعت سی ہی کام
ہون وہ بے پروا نہو کچہہ اونکو پروائی نیاز

ناز ہی خلقی طبیعت مین وہان نام خدا
یان ازل سی دلمین ہی جب و تولائی نیاز

نازکش ہین نازبرداری سی گبہراینگے کیون
راحتِ جان عاشقِ مضطر ہی ایذائی نیاز

آرزو مقبول درگاہ خداے پاک ہی
نازوالون کی نکیون ہو وہی تمنائی نیاز

نازکے انداز اونکے ہاتہہ سے جاری ہین
یان ہر شوریدہ پر یارب رہی پائی نیاز

منہ لگایا ہے دہوبن نے ناز کو انداز کو
سر رہا اونکے قدم پر پاکی ایما ہی نیاز

ناز بیجا کا نہ فرمانے رہین وہ شوق سے
بیخودانہ ہی یہان نسے شور غوغاے نیاز

ناز کا خلعت ہوا ہی قطع اونکی جسم پر
یان بھی حرز جان کی پہرے ہین تمغا ہی نیاز

میری خواہش کے موافق ہون وا آئین آگی
ناز بھی اے ناز نین لازم ہی ہمتا ہی نیاز

جا و بیجا سب بجا ہی ناز ہونا چاہیئے
کچھ گلہ مجکو نہین ہین خود ہون رسوا ے نیاز

کسطرح آئے کسی کے ناز بیجا کا خیال
سر اوٹھانے بھی نہین دیتے طاقت افزا ے نیاز

آپ سے گئے دام ادا مین گو ہما ہی ناز ہی
پہانس رکہا ہی یہان ہمنے بھی عنقا ہی نیاز

کج ادائی چرخ کجرو سے وہ سیکہین شوق سے
سیدہی چالین چل رہا ہے جادہ پیما ہی نیاز

ساقیا ہی یان دل حسرت نشان طاعت گزین
کج ادائی سے نہ ٹوٹیگا یہہ مینا ے نیاز

منہ لگاتا ہی نہین ساقی بے پروا اگر
اوبلی پڑتی ہی یہان کیا کیا نہ صہبا ہی نیاز

بے نیازی پر بھی ساقی کی ہمیشہ ناز ہی
کب سمجھتے ہین بہلا مدہوش صہبا ہی نیاز

آرزو مند ونکو دربان روک سکتے ہین کہین
سنگ در آئیگا اور جبہہ فرسا ہی نیاز

کام عرض مدعا ہی گو سماعت ہو نہو
باز آتے ہین کہین بھی حسرت آرا ہی نیاز

بے نیازی ہی کسکی بیدلی کیون ہو نیاز
کیا کرم گستر نہین ہی لطف فرما ے نیاز

ناخدا ہی ناز بیجا ہی تو بیڑا پار ہو
ہی تلاطم خیز ہر ہر موج دریا ے نیاز

آرزو مندوں مین قضا ربط ساز ما نہین ہی کہ نا
ہر سخن مین جسکے سمجہا جائے فحوائے نیاز

ردیف سین

پہنچا ہی کون میری خبر سیمتن کے پاس
نالے بہی ضعف سے نہین آتی دہن کی پاس

وحشت نے وا ادہر سے چاہی ستم ہوا
آیا جو پہر پہر کے کبہی مین وطن کی پاس

شعلہ فشانیان ہین مری بات بات مین
کوئی ٹہر سکا ہی نہ مجہ آتش سخن کی پاس

شوق برہنگی نے تماشا دکہا دیا
عریان پڑا ہی لاشۂ مضطر کفن کے پاس

ای ہمصفیر شکوۂ صیاد کیا کرون
بازو کو توڑ کر کبہی نہ چہوڑا چمن کی پاس

ہان شوق و اجتناب ادا و تمیز کہل گیا
منہ پہیرتے ہین نازسی لا کر دہن کے پاس

سنی ہین بات کے وہ جہجکنا شب وصال
ڈرتے ہوئے وہ کان لگانا دہن کی پاس

حسن طلب سمجہ کے شب وصل شرم سے
انگشت نازنین کو وہ لانا دہن کے پاس

حیران مثال دیدۂ تصویر کیون نہون
سوتا ہی کوئی رکہکی دہن کو دہن کی پاس

کیا کیا کنوئین جہکاتا ہی مجہکو نہ ای عزیز
انگلی وہ بات بات پہ رکہنا دہن کی پاس

ای چارہ ساز غم سے پہلو مین دیکہنا
تاثیر زخم ہی مرے داغ کہن کے پاس

لایا ہی جذب شوق مجھے دور سے مگر
درماندہ ہو گیا ہوں میں آکر وطن کی پاس

پیاسی سواد عشق کسی سے جہان میں
سر پھوڑنیکو جاتوں نکیون کوہکن کی پاس

آہو ہو گیا نگاہ کریں مست چشم ناز
جادوگری کی شاخ کہان ہی ہرن کی پاس

داغ فلک میں انجم و خورشید شک سے
یکہ وہ نور کا ہے تیری نور تن کی پاس

مدت کے بعد آیا تھا جانے کہانسی میں
رہنی دیا نہ وحشت دل نے وطن کی پاس

اک عمر کی ہے شیخ کی خدمت میں رائیگان
چندی بسر کرینگے چلے برہمن کی پاس

تسخیر چشم مست کی ترکیب پوچھنا
ناصح اگر گذر ہو کسی برہمن کے پاس

دم بند ہو گیا ہے نہ کس دن ہزار کا
کیسی زبان دراز ہی اوس بیدہن کی پاس

اوٹھوا کے مجکو بزم سے قدغن یہہ ہو دہان
آنے نہ پاتے غیر کوئی انجمن کے پاس

گھر کر لیا ہی غم نے پر اتنا بتو کبھی
چھو بھی نہیں گیا دل مضطر محن کی پاس

کہتی ہین اب تو وہ بھی کہ جاتی ہین اک ذرا
شعرین سنینگے ضابط شیرین سخن کی پاس

چھوڑا ہے بہ تنگی نے نہ اس خستہ تن کا پاس
یعنی لبس فنا بھی نہیں ہی کفن کا پاس

شیرین کلام کیون نکریں ہر سخن کا پاس
میری زبان کو ہی کسیکے دہن کا پاس

ہرگز رہا مجھے نکسی کے سخن کا پاس
لایا کشاں کشاں تیری بہر انجمن کی پاس

داغِ غمِ فراقِ عزیزان ندیم ہیں
غربت میں بھی رہا مجھے کیا کیا وطن کا پاس

صحرائی وحشیوں پہ نظر کیا کرے کوئی
آنکھوں نے تیری مجھ سے کرایا ہرن کا پاس

کیا کیا دھوئیں اڑائے کھلا کر کہا کس لیے
اوسکا سواد کاکل مشکیں ختن کا پاس

ترچھی نظر کے زخم بھی ترچھے ہیں دیکھ لو
چھٹتا ہے زخم دل سے کہیں بانکپن کا پاس

تیر ستم کا دل مرا ہوتا ہدف نہ یون
تو وہ نباہے رکھتا ہے ناوک فگن کا پاس

کیا پوچھے شعلہ فشان کہ وہ نازک مزاج ہیں
اک دم گیا نہ نالہ آتش فگن کا پاس

خم ہو چکی ہے گردن تسلیم قید میں
وارستگی میں چھوڑ دوں میں کیونکر رسن کا پاس

سر با ابر کیا ہیں جو نشے چھوڑ دے مگر
کیونکر نہ کیجے ساقی توبہ شکن کا پاس

پیری سے کیسے پیچ پھر رہا دم میں نہ آئے ہو
آہ رسا نہ کیجیو چرخ کہن کا پاس

دنیا کا کیا خیال کریں ہیں جو حق پرست
مردوں کو زیب دیتا نہیں پیرزن کا پاس

نیچی نظر کیے ہوئے رہنا سرا دستے
چھوٹے نہ ای ادب کہیں اوس گلبدن کا پاس

چھوڑا کبھی نہ دامن صحرا کو ہاتھ سے
مجھکو جنون میں بھی رہا پیرہن کا پاس

دامان دشت و کوہ کی پروا ہے کردن جنون
مجنوں کو تھا ہی لحاظ مجھے کوہکن کا پاس

پیری خبر ضرور رہے اسے غیرت پری
لازم ہے ہوشیار کو دیوانہ پن کا پاس

دامن کا کیا خیال گریبان کا کیا لحاظ
دیوانہ کو ضرور ہے دیوانہ پن کا پاس

چہرہ کو نمک جو سودۂ الماس ہی گران
دیکھو نہ چھوڑیو مری داغ کہن کا پاس

ہی یہہ گمان کہ ٹانکی دو بٹہ پہ وہ کہین
سورج کو کسطرح نہو اپنی کرن کا پاس

گر جاتا ضعف سی نہ دل زار کب تلک
قوت کیتی رہا تری سیب ذقن کا پاس

ای اہل بزم شمع صفت ہون زبان دراز
لیکن خموش رکہتا ہی غنچہ دہن کا پاس

حاضر ہی گرچہ طبع روان پر خموش ہو
ضابطؔ ضرور ہی تجھے اہل سخن کا پاس

ردیف طا

اضطراب دل ہوا غارتگر سامان ضبط
چھوٹتا ہی دست استقلال سی دامان ضبط

کہیل ہی میری نظر مین بازی میدان ضبط
گو ہی بیتابی ہی دلمین ہاتھہ مین چوگان ضبط

غیرت برق تپان ہی رشک سیماب ہہی
ای دل مضطر یہی تہا آپکا پیمان ضبط

شوق کو کس مرتبہ ہی اشتیاق اضطراب
دلمین آتا ہی مری کیا کیا کچھہ ارمان ضبط

شقۂ وحشت ہوا جاری کہ وادی مین پہرون
باتون بہی دیکھنی پاتی ہی یہی فرمان ضبط

آہ کا ہر دم تقاضا ہی کہ دی رخصت مجہی
صبر کہتا ہی کہ یہہ ہرگز نہین شایان ضبط

دست بیدرد عشق سی تاراج ہی اقلیم دل
اندنون کوئی یہان ہوتا نہین پرسان ضبط

شوق کہتا ہی خیالِ پردہ داری کب تلک
پاس رسوائی کسیکا ہی مگر خواہان ضبط

ناشگفتہ غنچۂ مقصود گو مدت سے ہے
گل کھلائیگا کبھی اپنا بہارستان ضبط

کہدیا جب سے کسی نے ضبط کرنا چاہیے
سیکھتا پھرتا ہون مین ہر ایک سی ارکان ضبط

کاٹ دو نونکا دل مضطر کہلا جاتا ہی اب
یان حریفِ تیغ بیتابی ہوا سو یان ضبط

ذکرِ شوق و مدعا کیونکر زبان پر آسکے
پاسبان مہرِ خاموشی ہوا دربان ضبط

جب تلک ہی ضبط مین ہون مین ہون جب تک ضبط ہے
ضبط میری جان ہی او مین ہوا ہون جان ضبط

آج عرض مدعا کرتے ہین کوئی کچھ کہے
ناشکیبا کو کہین ملتا بھی ہی پایان ضبط

کسطرح حسرت نکل پائے دلِ مایوس کی
ہمصفیرو چھوڑتا ہی ہی کہین زندان ضبط

اس توقع پر کھلی رہتی ہی چشم آرزو
کب گہر بنتا ہی دیکھین قطرۂ نیسان ضبط

گرم بازاری ہی بے صبری کی عالم گیر اب
ایک ضابطے مین فقط ہم دیکھتے ہین شان ضبط

ردیف قاف

ہی نشانِ کوی دلبر دھوپ سونیکا ورق
دیکھ لینا ای کبوتر دھوپ سونیکا ورق

ای فلک ہوتی ہی کیونکر دھوپ سونیکا ورق
آفتاب اونکا ہی زیور دھوپ سونیکا ورق

فیض سایہ سی کسیکے قصر نور افروز کے — جابجا پہیلی ہی ہنکر دہوپ سونیکا ورق

قوت دلکو ضیائی عارض پر نور سے — ہوگئی ہی پہر مضطر دہوپ سونیکا ورق

ضعف ہی صحرا مین کہتا ہون سمجہکر راتدن — چاندنی چاندی کا پتہر دہوپ سونیکا ورق

بادۂ احمر کے مخمورونکو آتی ہی نظر — دیکہہ کی جا ہی پیکر دہوپ سونیکا ورق

آستانہ سی تجلی کے کف پا ہی عیان — ہوگیا خورشید پتہر دہوپ سونیکا ورق

کلک قدرت نے لکہا جلوہ ترا کیا کیا جلی — ہی شعاع مہر مسطر دہوپ سونیکا ورق

رنگ لائی ہی کف رنگین قاتل کی ضیا — دیکہتا ہون زیر خنجر دہوپ سونیکا ورق

تو جواب نامہ لانیکے اثر سے ہوگیا — سایۂ بال کبوتر دہوپ سونیکا ورق

کان کی حلقہ مین گوہر کی چمک سے کہل گیا — جلوہ گر ہی ایک جا پر دہوپ سونیکا ورق

غیرت خورشید تابان سر کا ہر تعویذ ہے — کیون نہو اسکی سراسر دہوپ سونیکا ورق

پہر گیا نظرون مین جلوہ زیور محبوب کا — ہوگئی ہمکو مقرر دہوپ سونیکا ورق

ہی تجلی حسن کی پیش نظر اٹہون پہر — کیون نہو عاشق کا بستر دہوپ سونیکا ورق

پہر دے پیچہی ترا دربان جو رہنی دی مجہے — سمجہو نہین بیشک ستمگر دہوپ سونیکا ورق

جلوۂ زیور مین اوسکے نور ہی خورشید کا — ہوگئی مجکو برابر دہوپ سونیکا ورق

دولت داغ جنون دیوانونکو حاصل ہوئی — ہی یہان ای صبا زر دہوپ سونیکا ورق

دل غنی ہی گوہر صاف سر شک چشم سے | ہی یہ بینش دیدۂ تر دہوپ سونیکا ورق

قبر ہو روشن جو آئین فاتحہ پڑہنیکو وہ | ہو مری مرقد کی چادر دہوپ سونیکا ورق

جلوہ گر ہی یار دلمین منہ پہ رونق کیون نہو | برج مین سورج ہی یا ہر دہوپ سونیکا ورق

کیا کہون صل علی ضابط تجلی نعت کی
ہوگئی ہی زیر ممبر دہوپ سونیکا ورق

ردیف کاف

ضبط کب تک مین کرون بند ہوا لاکب تک | جور گردون سی رہو مین تہ و بالا کب تک

دل مضطر کو بتو مینے سنبھالا کب تک | شکوہ جور زبان سی نہ نکالا کب تک

دل عاشق سے نکالیگا نہ بہالا کب تک | قاتلا ظلم یہہ دنیا سی نرالا کب تک

ہدف تیر جفا روز رہا کرتا ہے | ہان بچیگا یہہ ترا چاہنی والا کب تک

آخر کار لب گور تلک جا پہونچا | راز پوشیدہ کو منہ سے نہ نکالا کب تک

روز رہتا ہی تصور تری چوٹی کا جسے | دیکھو لہراتا ہی سینہ پہ یہہ کالا کب تک

ایکدم مین سحر سیری ہوئی جاتی ہے | شمع ہستی کا رہا اپنی اوجالا کب تک

سر اوٹھاؤنگا قدم سی نہ سحر تک شب وصل | سر کیگا آپکے منہ سی نہ دوشالا کب تک

منتظر ایک نظر مست کا ہون جو برسی ہین
مجھہ تلک آئیگا ساقی یہہ پیالا کب تک

ساغر دل مری حسرت سی ہی لبریز مدام
دیکھتے اپنا یہہ خالی ہو پیالا کب تک

سبزۂ خط کبھی نکل آئیگا کوئی دن مین
ماہ عارض پہ نہ آجائیگا ہالا کب تک

سچ بتا پہر خدا کیلئے مری تسکین نکر
چارہ گر زخم رہیگا مرا آلا کب تک

فتنۂ روز قیامت ہی تری ہر ٹھوکر
حشر برپا نکرے گا قد بالا کب تک

دل بیتاب ستاتا ہی اٹھی ہر دم
ایسے دشمن سی رہیگا مجھی پالا کب تک

شوق کی راہ مین چلنا ہی تو چل ای نادان
خار کو تلوون سی یون تو نکالا کب تک

طول قصّہ ہی مری بادیہ پیمائی کا
دیکھیے ختم ہو اپنا یہہ رسالا کب تک

حسرت کی بالی نے ڈالا کہو نکو کیا حلقہ بگوش
بجلی ڈالیگا نہ یہہ سونیکا بالا کب تک

یاد آتا ہی کسیکا گل عارض ہر دم
داغ گلزار مین دیگا مجھی لالا کب تک

خار کو نوک سی چہیڑونگا رہ غربت مین
چلنے دیگا نہ مجھی پاؤنکا چھالا کب تک

ہان لگا اوسکا غبار کف پا ای نرگس
دیکھین رہتا ہی تری آنکھہ مین جالا کب تک

کھینچ لایا ہی مجھے شوق اسیری یا نتک
ہان کھلیگا در زندان کا نہ تالا کب تک

نخل مژگان تو ہوئی غرقۂ طوفان سرشک
دیکھون لبریز رہی چشم کا تھالا کب تک

کہکے صیاد نے یہہ قتل عنادل چھوڑا
خون بلبل سی بہرون گل کا مین تھالا کب تک

آنکھوں میں آگیا دم پر نہ پلک جھپکائے
دیکھتا تجکو رہا دیکھنے والا کب تک

آخر اک روز مری لاش بھی پھنکوائی گی
اوسنے دروازے سے اپنے مجھو ٹالا کب تک

خار کی نوک سلامت ہی تو کچھ خوف نہیں
ہاں نہ ٹوٹیگا مری پاؤں کا چھالا کب تک

غم کا کھانا تجھے کھا جائیگا اکدن ضابط
آپ سمجھینگے اسے منہ کا نوالا کب تک

ردیف لام

مست کیطرح اوٹھا کعبہ سے کالا بادل
میکشو مژدہ کہ وہ جھوم کے آیا بادل

اشک خونیں کا مری آنکھوں میں امڈا بادل
شام فرقت ہی شفق سے سنہرا بادل

وقت ساقی مخمور میں آیا بادل
ہوگیا دیدۂ مشتاق کا جالا بادل

آہ کے ساتھ مری اشک مسلسل امڈے
جیسے ہو تیز ہوا میں تہ و بالا بادل

رہن می شیخ کی دستار ہی میخانہ میں
ابکی وہ زہد شکن جھوم کی آیا بادل

ساری برسات اگر آنکھ نکھولی گہر کر
دیدۂ تر سا مگر پھر بھی نہ برسا بادل

زہر برسات میں ساقی ہی فراق مینا
ہوگیا ہے دہن مار کا چھالا بادل

رنگ دکھلاتا ہی کیا روپ نئے لالا کر
ابکی برسات میں آیا ہے کنہیا بادل

زاہدونکے می گلرنگ سی تر دامن ہین ٭
ساقیا چاہیی برسات ہین بادہ کی سبیل
میری سیری کے لیے ہین ناہون وہ مینوش حریص
شیشۂ دل ہین اوتاری ہی پری شیشی کی
ہجر ساقی ہین جو بیتاب نہ تھا دل اوسکا
آنے دی حجلۂ مینا سے عروس می کو
ساقیا جلد اوٹھا کشتی می کا لنگر
عرش پر کیون نہو برسا نمین رندون کا دماغ
جھومتے ہین در میخانہ پہ برسات ہین مست
آبرو کیا مری نظرونمین ہے ابر ترکی
دیدۂ تر کے سر شکونمین یہہ طغیانی ہے
لطف ہر چیز کا ہی ساقی ہے کے دم سی ورنہ
جھوٹی باتون کی ہوس پھر ہوئی توبہ توبہ
ابر گیسو نے دل زار مرا گھیر لیا
قطرۂ ابر ہے بدست صبوحی کش ہین

آئی برسات کہ ضابطہ کی خبر لی آئی
چار سو دل پہ غم و یاس کا چھایا بادل

نام لے لے کے جو ہی کو تو پکارا قاتل
قتل کرنے کا نیا طرز نکالا قاتل

اسکا ہر پیچ ہی یا موت کا پہندا قاتل
مل چکا مجھسا کوئی چاہنے والا قاتل

دم آخر تو نکل جائے ہوس بسمل کی
اور کیا کہکے دم نزع بہکتا قاتل

تنگ لایا دل بسمل میں ہجوم حسرت
گرمیاں کر کے کیا کشتوں کو ٹھنڈا قاتل

آرزو خاک میں سینے ہی ملائی دل کی
سر چڑھائی ہی بہت زلف چلیپا قاتل

اوچھوں کے وار بھی اوچھے ہی ہوا کرتے ہیں
سٹ گیا ساتھ مرے حرف نہ لا قاتل

سخت جان میں تو بسکہ ست ہی ماشاللہ
کوئی بیدردی کا چھوٹے نہ طریقا قاتل

ایک ہی وار میں جو رنگ اوڑا یا کسنے
یعنی پس پس کے ہوا خون تمنا قاتل

کب میسر تھا سر خاک نشین کو یہ عروج
سیر سے ہی سر پہ بھی خون تمنا قاتل

دیکھہ تو کسکے کلیجے میں چبھا ہی ناوک
پورا قاتل ہی تو کر وار بھی پورا قاتل

زیر خنجر کبھی گردن نہ ہلی سر نہ ہلا
مجھسے بسمل کے لئے چاہئے تجھسا قاتل

ہاتھہ کو کسکے ملا ہے یدطولی قاتل

نیزہ تیرا ہوا سعراج کا زینا قاتل

کسکے دلکو ہے تری تیر کا لپکا قاتل

شرط ہی جان کے دینے کو سلیقا قاتل

کھل ہی سکتا تھا نہ ہستی مین فنا کا عقدہ
حل کیا تیغ نے تیری یہہ معما قاتل

زخم خنجر کو نہ کیونکر مین جگر مین رکھہ لون
ہاتھہ سی تیری ملا ہے یہی تمغا قاتل

جنب ہو لطف اثر شوق شہادت ایدل
کہ فدا ہونیکا کرنا ہو تقاضا قاتل

بار جان اب تن لاغر سے نہین اوٹھتا ہی
اس بری وقت مین ایذا سی چھوڑا گیا قاتل

کیون نہ سوجانسی بسمل ہون فدا خنجر پر
چھیڑ دیتا ہے جلے دلکا یہہ چھالا قاتل

تیری دامن پہ پڑین خون کی چھینٹین جو مذبح
میری تقدیر مین لکھا تھا یہہ دھبا قاتل

ریش تازہ نے جگر مین بھی کیا گھر اپنا
زخم دل کا ابھی چھوٹا تھا نہ پہاہا قاتل

مر گئے پر بھی مرا شوق تصدق نہ گیا
کہ مری خاک سی بنتا ہے بگولا قاتل

یہہ سمان بزم طرب مین بھی نہ دیکھا ہوگا
رقص بسمل سی ہے مقتل تہ و بالا قاتل

حسرتین دلکی لہو ہو کی بہتین مقتل مین
بحر خون کا تن بسمل ہے سفینا قاتل

ضعف مین زخم دل زار سی ٹپکا نہ لہو
قطرہ خون ہوا جمکے سویدا قاتل

ناتوانی کا پس مرگ بھی باقی ہے اثر
خاک ضبط سی اوٹھیگا نہ بگولا قاتل

دیکھکر مجمع جانباز یہہ بہڑکا قاتل
الٹا مقتل سے پھرا بسکہ تھا لڑکا قاتل

اپنی جانباز کو اتنا تو نہ ڈہر کا قاتل
فیصلہ کر بھی دی سر سی مری ڈہر کا قاتل

کس مسرت سی کیتے وار نہ پہڑکا قاتل
زخم کچہہ ایسے ہنسی اپنی کہ پہڑکا قاتل

صرفہ اک وار مین کب شان ہی خونخوار یکی
بسمل زار کو آنا تو نہ پہڑکا قاتل

یہہ تغافل بہی ہٹا نیکے لیئے کافی ہی
جان نثار و نسی بہت رہتا ہی پہڑکا قاتل

اوچہے وارون پہ تیری زخم مری ہنستی ہین
قتل کر شوق سے دم کو تو نہ پہڑکا قاتل

پاس آداب کہون یا اثر ضعف کہون
طائر روح دم ذبح نہ پہڑکا قاتل

قتل عشاق کوئی کہیل نہین کہیل نہین
بسملون کو تہ خنجر تو نہ پہڑکا قاتل

زور ہے خنجر سفاک سے مشتاقون کا
دل تو دہڑکا تہا جگر بہی مرا پہڑکا قاتل

چاٹ کیا ہی تری خنجر کی لگی ہی اسکو
خون رگ رگ مین اوبل کر مری پہڑکا قاتل

دونون جانب سے مساوات ملاقات رہی
تیغ اودہر چمکی ادہر دل مرا پہڑکا قاتل

ضعف سی کس مین تڑپنے کی سکت باقی ہی
کون کہتا ہی کہ بسمل ترا پہڑکا قاتل

جانثارون مین ریاکار ملے جاتے ہین
آج مقتل مین ذرا تیغ تو کہڑکا قاتل

رخصت جان حزین صبح شب وصل ہوئی
دیکہو اندہیر ہوا نور کا تڑکا قاتل

دامن تیغ سی مقتل مین ہوا یا پاکر
شعلۂ شوق شہادت مرا پہڑکا قاتل

قابل دید سبک رقص ہین بسمل تیرے
جستین کیا صاف ہین بتا ہی نہ کہڑکا قاتل

بیدہڑک منہ سی دم ذبح نکل جاتے ہین
طرز نالون مین ہی مجذوب کی بڑکا قاتل

کس تحمل سے شہید آپ کی جنت کو چلے
ہوتا تھا نالۂ پرشور کا کڑکا قاتل

بیخ کن گلبن امید کا بند نہو
شہ رگ جان حزین ریشہ ہی خنجر کا قاتل

ظلمت بخت ذرا سایہ فگن ہوجانا
ورنہ اپنا ہی شب وصل کا کھٹکا قاتل

جان لینے ہی کو آیا تھا شب وصل مگر
پچھلے سے کہتا ہی اب ہوگیا تڑکا قاتل

امتحان سخت ہی کمبخت گران جانی کا
ہین یہان سہم گیا وان اودہر کا قاتل

بے ثمر نخل اسے کوئی بھی کہہ سکتا ہے
سر مرا پھل ہی ترے نیزہ کی چھڑ کا قاتل

خون ضابطہ سی ہی مقتل کے زمین تردامن
سینہ پرستا ہی ترے تیر و تبر سے جھڑکا قاتل

جو نہ سمجھ دیکھ لیا چاہئے اچھا قاتل
جان ابھی دیتی ہین فرمائیے اچھا قاتل

بیٹھا قتل کیے جاتے اچھا قاتل
منہ خدا کو بھی نہ دکھلاتے اچھا قاتل

مرتا ہی حسرت دیدار رہی جاتی ہے
اب تو شیدا سے نہ شرمائیے اچھا قاتل

اپنی کوشش تو مجکو پڑا رہنے دے بیگور و کفن
لاشین مقتل سے نہ اوٹھوائیے اچھا قاتل

ہائے مدت سے تمنا ہی گلے ملنے کی
اک ذرا تیغ اوٹھا لائیے اچھا قاتل

بسمل ناز تڑپتے ہین ابھی مقتل مین
ٹھنڈے ہو لین تو چلا جائیے اچھا قاتل

جمع لاکھون ہین یہان شوق شہادت والے
کچھ کرم اپنے بھی فرمائیے اچھا قاتل

قتل کے جرم کا محشر مین طلب ہوگا جواب
وان بھی تو یون ہی مکر جائیے اچھا قاتل

ہے ابھی گور غریبان مین پتا مدفن کا
یہہ نشان اور مٹا جائے اچھا قاتل

رہگذر سی ہی ترے گنج شہیدان نزدیک
دو قدم اور چلا آئے اچھا قاتل

فرد جان باز ہو نہین تو بھی ہی قاتل یکتا
اچھی بسمل کے لیئے چاہیئے اچھا قاتل

تیر ہی قبضہ مین بسمل بھی ہی تلوار بھی ہی
ایک اک وار کو ترسائے اچھا قاتل

سخت جان ہون مرا مشکل سی گلا ہوگا جدا
بر سر رحم نہ آجائے اچھا قاتل

شوق رگ رگ مین بھرا ہی مری کٹ جانیکا
دشنے دو چار لیئے آئے اچھا قاتل

گرچہ ہی شوق شہادت پہ ہون راضی جینا
نیم جان ہی مجھے تڑپائے اچھا قاتل

ہل بھی سکتا ہون و دم ذبح کہین ضعف سی مین
دست شیدا بھی نہ بند ہوائے اچھا قاتل

آج جانبازونکا جھرمٹ ہی بڑا مقتل مین
کہہ دیتا ہون سنبھل جائے اچھا قاتل

ایک کر وار کی مشتاق ہین یہہ اور سبھی
بسملون کی بھی خوشی چاہیئے اچھا قاتل

خاک بھی ڈال ہزارون مین فدائی ایسے
میری مرنیکا نہ غم کھائے اچھا قاتل

وار وہ چاہتی اک وار مین دو ٹکڑی ہون
زخم بسمل کو نہ ہنسوائے اچھا قاتل

ہی تری سنگدلی شہرۂ آفاق بہت
ذبح کرنے مین نہ گھبرائے اچھا قاتل

حسرت آلودہ نگاہین تو خطرناک نہین
چشم بسمل سے نہ ڈر جائے اچھا قاتل

تو ہے دمباز تو مشتاق بھی نادان نہین
جھوٹ تھے وعدو نسے نہ بہلاکے اچھا قاتل

جان نثارونکو جو زیبا ہے طلب مقتل ہین
اپنی ضایع کبھی ہوا سئے اچھا قاتل

تو اگر تیغ بکف جھپ کے لپکتا قاتل
خود لہو شیشہ گردنسے چھلکتا قاتل

جان لیتا جو بجھے کاش پھڑکتا قاتل
دم آخر مین نظر بھر کے نہ تکتا قاتل

دم ہے تیر پہ کیونکر نہ پھڑکتا قاتل
لوٹکر دلکو جگر مین جو کھٹکتا قاتل

بسکہ تھی خون شہیدان مین محبت کی بو
پھل تیری تیغ کا کیونکر نہ مہکتا قاتل

رقص بسمل کا تماشا تو کوئی کھیل نہین
بسکہ کم سن تھا نہ کسطرح جھجکتا قاتل

کشتونکی تشنگی تیغ نہ بجھتی ہرگز
آب خنجر جو گلے مین نہ ٹپکتا قاتل

نکلی کب تیغ ہلالی فلک مقتل پر
کوکب طالع بسمل ہے چمکتا قاتل

صاف خنجر مین تیری دیدۂ جوہر بنتا
خون کا قطرہ جو بسمل کے چھلکتا قاتل

ڈہونڈھتا پھرتا ہی کیون تیری پیکان ہر سو
دیکھ تو کیا ہی سری دلمین کھٹکتا قاتل

جان گئی ساتھ تیری لطف گیا جانکی ساتھ
خاک مقتل مین تیرا کشتہ پھڑکتا قاتل

نالہ نسے نغمۂ بلبل کی صدا آتی ہے
کیا ہی بلبل ہی تہ تیغ چہکتا قاتل

حسرت زخم نکلجاتی دل بسمل کی
ہاتھ تیرا جو دم ذبح بہکتا قاتل

شوق دیدار نے گستاخ بنایا مجھکو — کسطرح سر نہ تہ تیغ سرکتا قاتل

صاف آتا ہے نظر جسمین قضا کا چہرہ — ابکی خنجر ہی وہ لایا ہی جھلکتا قاتل

جانتے ہے مجمع جانبازین کسکی ہی تلاش — ڈھونڈھتا پھرتا ہی مقتل مین تکتا قاتل

لاکھہ جانسے ہین فدا وہ بھی تری خنجر پہ — جنکے خون ریزیکا طرہ ہی لٹکتا قاتل

مرتبہ تیری ستمگاریکا پاتا نہ کبھی — گرچہ دو ہاتھہ فلک اور اچکتا قاتل

دیکہتا کب ہون تجھے مین نظر حسرت سے — ہو گیا ہے تیرہ خنجر سے مجھے سکتا قاتل

روز کی مشق سے ہو جائینگی سب چوٹین صاف — ہاتھہ پڑتا ہی ابھی تیرا بہکتا قاتل

شوق خون ریزی کی نشہ نے کیا متوالا — پاؤن کیطرح پڑا ہاتھہ بہکتا قاتل

کچھہ نکچھہ آج لگایا ہی بدآموزون نے — غیظ سے چہرہ ہی بیرنگ دمکتا قاتل

کچھہ اثر غیر کے خونکا ہی تری خنجر مین — ورنہ کیون زخم جگر میرا ٹپکتا قاتل

روح فردوس کو بسمل کی معطر جائے — دامن تیغ ہو خوشبو سے مہکتا قاتل

خون کی چھینٹین نہ پڑین اتنی لیئے پکڑا تھا — ورنہ بسمل تری دامن کو جھٹکتا قاتل

آخری وقت بھی آنکھون کا چرانا نگیا — اور کیا تھا جو دم قتل جھپکتا قاتل

زندہ ہو جاؤن جو قصہ بھی شادی میرا — مر ہی جاؤنگا اگر چھوڑا سسکتا قاتل

اور کی آئی ہوئی اپنی ہی سر پر رکھہ لی — ایسی کیا موت تھی بسمل جو جھجکتا قاتل

موت آئی ہوئی پہر آج ٹلی جاتی ہے — تیر بسمل رہا جاتا ہے پہر تکتا قاتل

آنکہہ ہر زخم کی بجہاتی اگر ضابطہ کے
دم آخر تجہے کس شوق سے تکتا قاتل

ردیف میم

یاد بلائے جاتے تہی دن میں سو سو بار ہم — یاد ہی ہم ہیں کہ واں پاتے نہیں اب بار ہم

دیکہکر آنکہیں کسی کی ہو گئے بیمار ہم — چارہ گر کہتے نہیں ہیں اور کچہہ آزار ہم

بزم جاناں میں نہیں معلوم کیسا لطف ہے — جاتے ہیں پہر گو وہاں بہی گئے سو بار ہم

اس تمنا میں غلط جانیں بلائینگے وہ کب — رہتے ہیں دیوار کے نیچے ہی سایہ وار ہم

سوچکر دلمیں مبادا ہو خلل آرام میں — نالے بہی کرتے نہیں اونکے پس دیوار ہم

تمکو بہی عزت ہماری آپ تو معلوم ہے — پر ہوئے رسوا محبت میں سر بازار ہم

لے ہی لیگا کوئی تو آخر کبہی یہہ سوچکر — بیچتے پہرتے ہیں دلکو اب سر بازار ہم

نکہت زلف معنبر سے معطر ہے دماغ — کیا کریں عطار تیرا نافہ تاتار ہم

ناتوانی میں اثر اعجاز کا پاتے ہیں صاف — مرتے ہیں سو بار دنمیں جیتے ہیں سو بار ہم

کوئی جاتا نہیں جو ہونا ہے سو ہو جاتے ہیں پہر — ناصحا ہاتہوں سے دلکے ہو گئے ناچار ہم

کیا گنہ ہمنے کیا تھا زار ہو کر کس لیے
آسمانکی آنکھہ مین کھٹکتے مثال خار ہم

تھے فقط تیری نگاہِ لطف کے امیدوار
ایک ہی ساغر مین ساقی ہو گئے سرشار ہم

اپنی مطلب کی پریزادونسے کہہ لیتے ہین سب
جنکے دیوانہ نہایت ہو گئے ہشیار ہم

منتظر رہتے ہین شب بھر جو کسی خوش چشم کے
رکھتے ہین مانند اختر دیدۂ بیدار ہم

ایکدن دیکھا تھا جیب کراونکی نرگسکی طرف
پاتے ہین اس جرم بیضابطہ سزائے دار ہم

عشق سے اتنے ہوئے ہین ناتوان و زار ہم
تھامتے ہین آہ کرتے ہین جگر سو بار ہم

نذر دین دستِ جنونکو کیا جگر افگار ہم
مثل گل کہتے گریبان مین نہین اک تار ہم

عشق ہے ایمان ہمارا ہم ہین کافر عشق کے
کیا ہوا اظہار جو سنتے ہین تیری پندار ہم

تبکدے مین کچھ نہین پائی خدائی کی سی بات
جاتے ہین سوئے حرم اب توڑ کر زنار ہم

گر نہین جیب و گریبان غم نہین ہوتا کبھی
رکھتے ہین سینہ پر اپنے زخم دامندار ہم

نازکا اندازکا عشوہ کا غمزہ کا بھلا
اک دل بیکس ہے کس کسکا اوٹھائین بار ہم

لوٹتے ہین دست و پا کنجا ہی جی اڑتی ہین ہوش
دیکھہ پاتے ہین کہین جو خانۂ خمار ہم

خاک پای یار کا کحل البصر لائینگے اب
تیری آنکھون کے لیے اے نرگس بیمار ہم

نقارہ مژگان سایہ گستر جب سے دل پر ہو گیا
چنتے ہین آنکھوسے اپنے دشت کا ہر خار ہم

ہی خیالِ آبرو دیوانہ پن مین بھی مگر
پھاڑ کر جیب و گریبان کرتے ہین رفو ستا ہم

دولتِ دیدارِ جانان خواب مین حاصل ہوئی
چشمِ خفتہ کو بھی کہینگے دیدۂ بیدار ہم

یار اولٹا ہوگیا اولٹا زمانہ ہوگیا
کیا عجب ہی پاؤن پر باندھین اگر دستار ہم

دست و پا شل ہوگئے تیرے ہجرِ عشق مین
ایسے دریا سے خدایا ہوگئی بس پار ہم

کہتے ہین تیرِ نظر سے زخم ہوتا ہی نہین
دیکھ لین وہ خستہ دل ہم ہین جگر افگار ہم

دی ہی بیٹھا دل کسیکو ہو نہ مانا ایک بھی
کیا کہین ضابط کو سمجھاتے رہی سو بار ہم

اونکی زیب دینی مین دلکو قمر سے ہم
بدلین نہ اپنی رات کو ہرگز سحر سے ہم

آخر شبِ وصال بچھوسے خطر سے ہم
کیا کیا نہ ہولناک تھی مرغِ سحر سے ہم

حیرت مین ہین آیا مزاج نزاکت اثر سے ہم
الشوق دیکھتے اوسی کسکی نظر سے ہم

ٹھنڈا کیا نہ دل نفسِ سرد نے کبھی
جل جل گئے ہین سوزشِ زخمِ جگر سے ہم

منت اوٹھائین چارہ گرونکی کہان دماغ
باز آئے چارہ سازی زخمِ جگر سے ہم

بنتی ہین اہلِ دو رہین برکت کیواسطے
پیہا ہوا اوتارتے ہین جو زخمِ جگر سے ہم

ہوتا ہی اور سوزِ نہان دلمین مشتعل
ہر چند چھینٹے دیتے ہین خونِ جگر سے ہم

کچھ التہاب قلب او نہین کبھی ہی اندرون
کیا کیا خجل ہین آہِ رسا کی اثر سے ہم

رخِ پُر صفائی حسن نے بہی دی کہین
اپنی برائیون پہ ہمین بہی عبور ہو
چڑھ چڑھ گئے فلک پہ چڑہی جب نگاہ پر
کیا بیخودی ہوئی ہی کہ یہہ بہی خبر نہین
تیلی قفس کی باندہینگے ای بلبل حزین
پرواز مرغ روح فلک سیر کیون نہو
ای دل ہوای شوق اسیرین اوڑ چکے
اوج فلک سیر ہی شاہین فکر کا
بازو کو توڑ توڑ کے جہگڑا اپنا چکے
گردش فلک ملی ہے تجھے کسکے نصیب سی
کہائینگے ٹہوکرین ہمی ہین کی پڑی ہوے
مجبور ہوگئے دلِ خانہ خراب سے
اک اور بار سر پہ دواؤ نکامول لین
ای اضطراب شوق یہہ تعجیل مرحبا
ور پردہ اب تلک دلِ دشمن کی تاک ہے

کب دیکھ سکتے ہین اونہین اپنی نظر سے ہم
دیکہینگے اپنے آپ کو اونکی نظر سے ہم
مل مل گئے ہین خاک مین گر کر نظر سے ہم
خود رفتہ کسکے شوق مین ہین عمر بہر سے ہم
ایک ایک شتہ رگِ گل برگ تر سے ہم
شہپر اوڑای لیتی ہین تیرون کے پر سے ہم
کہو بیٹھے کب کے طاقت پرواز پر سے ہم
پابند ہمصفیر نہین بال و پر سے ہم
آزاد ہوگئے ہین غم بال و پر سے ہم
چکر مین رہتے ہین تری دوران سر سے ہم
جاتے ہین کہانکو اوٹھ کی تری رہگذر سے ہم
کیا جانتی نہ تھے اونہین کچھ پیشتر سے ہم
ای چارہ گر معاف ہین اس درد سر سے ہم
خط دیکے پہونچے پہلے وہان نامہ بر سے ہم
مرتے ہین آپ کی نگہِ خشم گر سے ہم

پابند پا دست نگے ہون وہ ثابت قدم نہین | حاضر ہین راہِ شوق مین چلنے کو سر سے ہم

ضابط خطر نہین نہین تارِ جسم سے
ٹھنڈا کرین نچوڑ کے دامانِ تر سے ہم

پاؤن کا ہوش ہے نہ خبر دار سر سے ہم | کیا بیخبر ہوئے ہین خود اپنی خبر سے ہم

اپنی خبر نہین ہیہ رہے بے خبر سے ہم | جاتا ہی کسطرف لیئے آئے کدہر سے ہم

آئینہ جمال نے حیران بنا دیا | ہوشِ رمیدہ آپ مین لائین کدہر سے ہم

لائی کشان کشان کششِ دام تا قفس | ہر چند لپٹے جاتے تھے شاخِ شجر سے ہم

کیا کیا نہ محوِ شفقتِ صیاد ہو گئے | پکڑے گئے بھی یاد نہین کس شجر سے ہم

پر کھینچتے وہ بھی کنجِ قفس مین کسی جگہہ | لائے نہ اپنی شاخِ نشیمن شجر سے ہم

صیاد چھوڑنے سے ترے کب رہا ہوتے | سو بار آئین دام مین اوڑ کر شجر سے ہم

سرسبز ندہ نسیم نہ زحمت کشِ سموم | لینگے خزانین بے سروبرگی شجر سے ہم

مژدہ خزانین سنتے ہین فصلِ بہار کے | بلبل زبان قاصدِ برگِ شجر سے ہم

وہ دن خدا کرے شبِ یلدا تمام ہو | دیکھین فروغِ مہر کو چشمِ سحر سے ہم

ہی آفتاب ہمسے چھپے گا کہان تلک | رو رو جزا نکالینگے جیبِ سحر سے ہم

بزمِ جہان مین ہستی نابود کیا ہوئی | کچھ جھلملا رہے ہین چراغِ سحر سے ہم

کہو یا ہی آپ کو تو لا ہے کمال محو
تو ہی نگاہ مین ہی اوٹھاتین جدہر نظر
دیکھین ہمین نہ کوئی یہہ ہو جائین ناتوان
سیاح ہین وہان کی بھی کچھہ سیر چاہیے
موہوم نازکی ہی تو معدوم ضعف ہی
بہ جائینگے ابھی عرق شرم نکلے آپ
الفاظ شعر سلک گہر ہون تو کیا عجب
لکھتا ہے مدحت دروندان مداد سے
مقتل مین سخت جانون پہ خنجر کو جانچ لو
یہہ بیخودی ہی آپ کو اپنی خبر نہین
درپیش وہ سفر ہے شناسا جہان نہین
ہی وصل مین فراق سے کاہش کہین سوا
دربان کو ور گذر جو نہین ہی نہین سہی
کیا کیا لبس فنا بھی ہین نازک دماغیان
کیا صاف طینتونکو علائق سے فکر ہو

ہمسے نیچر ہی محو ہماری خبر سے ہم
خوش خوش ہین اپنی دیدۂ جلوہ نگر سے ہم
ترکیب سیکھہ لینگے تمہاری کمر سے ہم
راہین عدم کی پوچھینگے اونکی کمر سے ہم
ہمسے کمر چھپی ہے چھپے ہین کمر سے ہم
دانتونکی تاب لکھتے ہین سلک گہر سے ہم
ہین گلتیان کئے ہوئے آپ گہر سے ہم
پانی نچوڑ سمجھے ہین سلک گہر سے ہم
آئین اودہر سے آپ بھی پہونچین ادہر سے ہم
اپنی تلاش مین ہی رہی عمر بہر سے ہم
نکلے ہین خالی ہاتھہ لئے اپنی گہر سے ہم
نکلتے ہین راہ موت کی پچھلے پہر سے ہم
سر پھوڑنا بھی ہوے ہین کیا سنگ در سے ہم
صدمہ اوٹھا رہے ہین پڑے بوجھ گر سے ہم
کچھہ قدر آئینہ نہین پلٹے گہر سے ہم

نازک مزاجیون کے ہین پہرے کہڑے ہوئے
ای بت گذر کرین تری دلین کدہر سے ہم

زاہد سیاہکار ہون پہ نہ ہنس ناروا نہین
دہو ڈالینگے کتاب عمل چشم تر سے ہم

آخر نظر کسیکی ہوئی غارت جگر
بچتے بہت رہے نگہ عشوہ گر سے ہم

پہٹ پہٹ گیا گہٹا کا جگر جوش اشک سے
روئے ہین شب ہجر کے بہت ابر تر سے ہم

راہ عدم تو اپنی ہی ادنی اسی اک شلنگ
کیون مضمحل رہین غم طول سفر سے ہم

ہوتی ہے برہمی طبیعت نسیم سے
سیکہے ہین پیچ و تاب کسیکی کمر سے ہم

ہول شب فراق سے تا شام ہجر تا ہم
ڈہلتے ہین مثل سایہ پڑی دوپہر سے ہم

برباد کوئے یار ہین مشت غبار رہو
رہتے ہین اپنا کام نسیم سحر سے ہم

کس روز غنچہ دل حسرت زدہ کہلا
شرمندہ کب ہوئے ہین نسیم سحر سے ہم

افسردگی سے ضعف مین ضابطہ یہ حال ہے
کٹ جائین تیغ موج نسیم سحر سے ہم

ردیف نون

جلوہ طور کا نشان مجکو تو بتا کہ یون
شعلہ حسن برق سوز ایک نظر دکہا کہ یون

مجہسے کہی کوئی اگر کیسے نہ اوٹہ سکیگا تو
بولی زبان حال سے راہ کی نقش پا کہ یون

پوچھا یہ اوسنے سچ بتا و لسی شکیب کیون گیا
نالۂ جان گزا مرا منہ سے نکل گیا کہ یون

نامہ جب اوسکو لکھ چکا فکر تھی پہونچے کسطرح
بھر کے ہوائے شوق مین آپ ہی اوڑ گیا کہ یون

اندھا بنا دیا جب مجھے اوسکو دکھا دیا جب مجھے
شوق نظارہ تھا غضب طرز سکھا دیا کہ یون

چشم کرم کی اک نظر کیجے آپ بھی ادہر
پھر نہ امید کیجیو کہنے لگی حیا کہ یون

مرتا ہون تم پہ گر کہا بولے کہ سچ تو ہی بھلا
یون تو نہ باور آئیگا مرکے ہمین دکھا کہ یون

آتی ہے کسطرح قضا پوچھا تھا مین جا بجا
آخر کار بول اوٹھی اوسکی ہر اک ادا کہ یون

پاتا ذرا بھی گر توان ضعف سے اپنے پوچھتا
دم کے نکلنے کی سبیل تو ہی مجھے بتا کہ یون

خیرہ نگاہ ہوگئی حسن نظارہ سوز سے
شوق تو دیکھنے کا تھا دیکھا تو کیا ہوا کہ یون

کسطرح بام پر چڑھون فکر تھی مجھ نزار کو
سایۂ قصر یار نے صاف بتا دیا کہ یون

تابش مہر نیمروز تو نے یہ کیا غضب کیا
جلوۂ عارض صنم نظرون مین پھر گیا کہ یون

فقرہ یہ چل گیا مرا صاعقہ کسطرح گرا
سنکے نہ تاب اوٹھین رہی پردہ اوٹھا دیا کہ یون

مستون پہ بھی کرم کبھی ساقی ہو وقت میکشی
سنتے ہی بس شریر نے جام گرا دیا کہ یون

کہتے ہین اسطرح مین جو شعر نکلتے ہی نہین
ضابط خوشنوا نہین یہ تو غزل سنا کہ یون

اس آرزو مین کہ انکی خیال کرتے ہین
ہزار بار ہم اظہار حال کرتے ہین

ملین نہ آپ تو ہم انتقال کرتے ہین
کسیطرح ہو غرض اب وصال کرتے ہین

وہان یار ہین سب قیل و قال کرتے ہین
اگر نہین ہے تو کیسے سقال کرتے ہین

یہہ باغبان قضا بھی کمال کرتے ہین
کہین نہال کہین پائمال کرتے ہین

تلاش یار سکر ہین عدم تلک پہونچے
یہہ ممکنات کو شاع محال کرتے ہین

کسیکا تیر نظر دلکے پار ہوتا ہے
اگرچہ سینہ صد چاک ڈہال کرتے ہین

کمند گیسوی خمدار سی چہٹین کیونکر
یہہ پیچ وہ ہین کہ جینا وبال کرتے ہین

ہزار بات کی اک بات اب جہ سیکہے ہین
کہ آپ چپ ہین ہزارون سوال کرتی ہین

وہ می پرست ہو نمین بھی کہ بعد مرنیکے
کلال خاک سی جام سفال کرتے ہین

کمال شئے کا سبب ہی زوال شی کے لئے
عبث غرور یہہ اہل کمال کرتے ہین

جو وصل ہو تو تردد ہی روز فرقت کا
شب فراق ہین فکر وصال کرتے ہین

جو دیکہین خواب ہین شبکو وہ طرہ مشکین
تو اپنی روز سیہ کو خیال کرتے ہین

تمہاری چشم کے بیمار اب کہان جائین
نظر جگہہ نہین آتی خیال کرتے ہین

ق

چمن ہین آنکہین دکہاتی ہی نرگس شہلا
گئی جو دشت ہین چشمک غزال کرتے ہین

ہم آج روبرو انکے سنین وہ یا نہ سنین
بیان وشعق تمام وکمال کرتے ہین

وہ قتل کرتے ہین عالم کو چشم جادو سی
طلسم دیکہو کہ سحر حلال کرتے ہین

بدل کے قافیہ ضابط سناؤ اوغزل
پسند آپکی سب بول چال کرتے ہین

بیان گریۂ چشم پُرآب کرتے ہین
ہم ابر تر کو خجالت مآب کرتے ہین

وہ مُنہ چھپاتے ہین ہمسے حجاب کرتے ہین
مری یہہ صفت ہین اونکی نقاب کرتی ہین

یہہ دیکھتا ہی وہ کیسے حجاب کرتے ہین
ہم اپنی آنکھون کو اب نذر خواب کرتی ہین

بلایا شبکو تو بولے کہ وقت خواب ہی یہہ
کہا جو انکو تو عذر حجاب کرتے ہین

چھکا دے پہر بھی کبھی آب تیغ اے قاتل
دہان زخم ابھی آب آب کرتے ہین

ہے خلق عام تو خلقی مزاج عالی ہین
خصوصیت سے وہ مجھپر عتاب کرتی ہین

نہ چاہئے تھو نسے جو کچھہ تین پانچ تب جانے
یہہ محتسب بھی ہمین سی حساب کرتی ہین

یہہ کسطرح ہو کہ تنہا سفر کو جانے دین
ہم اپنی جان تری ہمرکاب کرتے ہین

جو آئین دوش پہ گیسو تو ہو بلا نازل
کمر پہ پہونچین تو کیا پیچ و تاب کرتی ہین

خفا جو دیکھا تو بس طفل اشک چل نکلے
وہ شورشون پہ ہین یہہ آب و تاب کرتی ہین

زبان وہ لال ہے جو وصف غیر کرتی ہے
وہ دل ہین قلب کہ جو انقلاب کرتے ہین

جفا مین طاق ہو تم ہین وفا مین یکتا ہون
غرضکہ دو تونکو سب انتخاب کرتے ہین

نصیب خاک مدینہ ہو مرے ضابط کو

یہی سوال لبرا ہی لوتراب کرتے ہین

دلمین وہ زخم ہین مرے جنکا نشان نہین
اسواسطے کہ تیر نگہ مین سنان نہین

پھکتا ہون سوز غم سے لبون پر فغان نہین
اوس آگ سی جلا ہون کہ جسمین دہوان نہین

پہونچا ہی دود آہ مرا آسمان تلک
کیونکر کہون کہ آتش غم مین دہوان نہین

دلمین جفا اوٹھانے کی حسرت رہی مری
افسوس ہی کہ پیر فلک بھی جوان نہین

کہتے ہین اتنو وہ بھی مجھے دیکھہ دیکھکر
قابل جفا اوٹھانے کے یہہ ناتوان نہین

کسواسطے وبال مجھے سر ہو دوش پر
خنجر کی نذر ہوگا جو وقف سنان نہین

کسدن بلاسے تازہ نہین میرے سر ہوئی
کب دوش پر وہ کاکل عنبر فشان نہین

کیون چھیڑتا ہی دلکے پہپولونکو چارہ گر
دیدی ہماری کونسے دم خونچکان نہین

روینگے اپنی دیدہ گریان پس فنا
جز نالہ اور کوئی مرا نوحہ خوان نہین

دلمین چبھی ہی نوک مژہ چارہ گر مرے
برچھی نہین ہے تیر نہین ہی سنان نہین

مدت سی سر بکف ہون تمنائی قتل مین
پر کیا کرون کہ خنجر قاتل روان نہین

کیونکر گلون سی شوق عنادل وہ کہہ سکے
سوسن زبانکی شکل ہے لیکن زبان نہین

کیا کیا زبان درازیان اوسنی نہ مجھسے کین
چپ تھا مگر مین ایسا کہ گویا زبان نہین

کیونکر اوسے شکر ہو قاتل کی تیغ کا
ہرگز دہان زخم مین دیکھو زبان نہین

فرقت سہی پہ طعنۂ اغیار کیون سہون
خاموش کیون ہون کیا مرے منہ مین زبان نہین

کیا منفعل کیا سگِ جانان سے ضعف نے
لاغر ہون اسقدر کہ کوئی استخوان نہین

کہا بہجواے ہما جو سگِ یار سے بچے
فاضل تو میرے پاس کوئی استخوان نہین

مسجد صنم کدہ حرم و دیر چار سو
پہرتا ہون مین تلاش مین تیری کہان نہین

بیداد چرخ کا نہ گلہ ہے فقط مجہے
کسکی زبان پہ تذکرۂ الامان نہین

بند آنکہین ہوگئین ہین تصور کسیکا ہے
نیند آنکہون مین نہین مری اے قصہ خوان نہین

تیری بیان سے اور بہی اُڑتی ہے میری نیند
خاموش ہو کہ تاب مجہے قصہ خوان نہین

خنجر کو بار بار لگاتا ہے کس لیے
میرا گلوے خستہ ہے قاتل فسان نہین

وصفِ دہان تنگ کہون کسکے سامنے
میری سمجھ مین ایسا کوئی نکتہ دان نہین

سینہ مین احتیاط سے رکہے نکیون اسے
دل کسکو دیجیے کہ کوئی قدردان نہین

جوش جنون مین حسرت پا کیا نکل سکے
صحرا کے خار خار مین ضابط سنان نہین

گر اسی صورت کوئی دم بہر بہی گریان ہوگئین
دیکہا آنکہونکو میری نم کہ طوفان ہوگئین

بر حذر اس مرتبہ شبہای ہجران ہوگئین
گہر کی شمعین دیدۂ غول بیابان ہوگئین

جن پہ شکلین عاشق خستہ جگر کی تہین رقم
ہای وہ سب صلیبان شکلِ گریبان ہوگئین

وہ چمن مین کیا گیا گویا بہارین کہل گئین
قمریان سب دوس سہی قد کی ثنا خوان ہوگئین

اشکونسے برسات ہے گرمی ہے آہِ گرم سے
ٹہنڈی سانسین جمع ہو ہو کر زمستان ہوگئین

شورشِ الفت نے یہہ تبہ دیا دیا آخر مجھے
ہڈیان تک ہمدموں صرفِ نمکدان ہوگئین

مشتعل ہوتی گئین سینہ سے روکا جسقدر
میری آہین بہی چراغِ زیرِ دامان ہوگئین

حسن کی گرمی ہے اوس گل کی جبین صاف پر
بوندین جو آئین پسینے کی وہ افشان ہوگئین

جوشِ اشکِ شور ڈ کیا کیا نمک چہرکا مگر
میری آنکھین ہیرے زخمونکو نمکدان ہوگئین

کسطرح پانی سے مجہہ لاغر کا نقشہ کہیچ سکے
ہڈیان تک جوڑ بندونسے پریشان ہوگئین

زلفین بھی اوسکی فسونگر ہین کہ سو سو پیچ سے
مار پیچان بنگئین یا سنبلستان ہوگئین

بند دلبستہ سادگی آرایشِ گیسو مین ہے
جمع جتنی آرزوئین تہین پریشان ہوگئین

جوش پر گو ہے جنون لیکن قدم اوٹھتا نہین
دہجیان جہہ زار کی دامن کی جولان ہوگئین

عشوہ و ناز و کرشمہ عاشقِ رنجور کو
آپکی کیا کیا ادائین آفت جان ہوگئین

سامنے ہے وہ پری پردے پر نظر آتا نہین
جوش گریہ سے نگاہین نذرِ طوفان ہوگئین

ایسے ہنون تلو دنین جہکر ہوتے ہین سر نمود
سیر کہتین لوگین کانٹونکی بھی پیکان ہوگئین

مچہلیونکی طرح سے کاٹا ہے فرقت مین گلا
موجین دریا کی مجہے تیغِ صفاہان ہوگئین

کس دندانسے مری ردنے پہ جب وہ ہنس پڑے
بوندین ہیر آنسونکی صاف نیسان ہوگئین

ہی مرقم مین تری تصویر جو خنجر بکف
ایسا ہے بس او سب تصویرین حیران ہو گئین

ہائی مجھہ دل بستہ کی نکلی نہ کوئی آرزو
حسرتین میری طرح محبوس زندان ہو گئین

روتے روتے لعل لب کی یاد مین تہرا گئین
میری آنکھین دیکھلو لعل بدخشان ہو گئین

مین وہ دیوانہ ہون ای ضابط تکلف برطرف
سنکے افسانہ مرا مشتاق پریان ہو گئین

آہ کس روز تپ ہجر مری تن مین نہین
کب ہوا ایسا کہ بجلی مری خرمن مین نہین

بے حقیقت ہوا جو داغ مری تہمین نہین
قدر کب ہوتی ہی اوس گل کی جو گلشن مین نہین

اب ہی کسواسطے ای دست جنون یہہ کاوش
تار بھی چاک سے چھوٹا مری دامن مین نہین

مین ہون وحشی مری عریانی کا کب عیب چھپا
اتنی وسعت تو کہین دشت کی دامن مین نہین

سیل گریہ کی سمائی ہو کہان دیدۂ تر
پاٹ دریا کے برابر مرے دامن مین نہین

خار صحرا سے مجھے کیا ہی ندامت ہوگی
ایک دو تار بھی باقی مرے دامن مین نہین

نکلے کسطرح تمنا سر شوریدہ کی
اتنے پتھر تو مگر کوہ کے دامن مین نہین

دم الجھتا ہی گلا گھٹتا ہی ای دست جنون
پھانسی سی کم یہہ گریبان مری گردن مین نہین

پای خم پر نہین کب مینے رکھا سر اپنا
ہاتھہ کس روز مرا شیشہ کی گردن مین نہین

عاجزی سے نے مری باقی نرکھی گنجایش
کینہ رکھنے کا ٹھکانا دل دشمن مین نہین

بخیہ گر کیسے مری زخم جگر کا ہو رفو
کہ رہا سانس کا ڈورا بھی مرے تن مین نہین

جسم کے بدلے کفن دفن ہوا ہے میرا
زار ایسا ہون کہ مردہ مرا مدفن مین نہین

اگر زبان کی لکہون تشبیہ تو ناقص ہو سخن
نطق مطلق کبھی برگ گل سوسن مین نہین

بسمل زار کو پیاسا تو نہ تڑپا قاتل
آب کیا اتنی ہی تلوار کے آہن مین نہین

ہنس کے صیاد نے بلبل سے قفس مین یہہ کہا
ایک تنکا بھی رہا تیری نشیمن مین نہین

ہڈیان تک غم ہجران مین گہلا دین ساری
جل بجھا ایسا رہا کچھہ بھی مری تن مین نہین

بخیہ گر میری یہہ سب زخم سلینگے کیونکر
اسقدر طول تری رشتۂ سوزن مین نہین

زخم عشاق کی سینے کی نہاری ضابط
دیکہلو تار نظر دیدۂ سوزن مین نہین

کونسی دن دم خنجر رگ گردن مین نہین
کب مرا جامہ کفن ہوگی مری تن مین نہین

اشک جبتک ہین وطن جان ہے مری تنمین مقیم
گہر سی پردیس کو جاتا کوئی ساجن مین نہین

ایک قاتل کے سوا دوسرے مرنے سے
کونسا ہے وہ بشر جو مری شیون مین نہین

ٹکٹکی باندھ کی تکتا ہے تری منہ کیطرف
چشم مشتاق تو دیوار کی روزن مین نہین

صاف سورج کی شعاعین ہین افق سے ظاہر
جلوہ گستر بت بی مہر یہہ چلمن مین نہین

دیدۂ تر نے ڈبایا مرا گہر بار تمام
کونسا دن ہی کہ دریا مری آنگن مین نہین

شیخ کی پگڑی مین طرہ نہ وفا کا نکلا
رشتۂ الفت کا ہی زنار برہمن مین نہین

تیری ملت سی ہوا دونون کا مشرب واحد
مذہبی بحث ہی شیخ و برہمن مین نہین

قیس فرہاد کی مانند نہ بن دیوانہ
عشق کا لطف سمجھ لے کہ شری پن مین نہین

شیوۂ جور جفا بھی روش بکر و دغا
کونسا ہی وہ ہنر جو بت پرفن مین نہین

اپنا سامان سفر بے سروسامانی ہے
مال کی میری سمائی کفِ رہزن مین نہین

کیسے بھاتی نہ فضا دشت کی دیوانونکو
گل نہین غنچہ نہین ہی کہ چمن بن مین نہین

دود آہ دلِ سوزان نہ لبون پر آیا
دیکھو اندھیر دھوان تک مرے گلخن مین نہین

گھر نہ صیاد کا چھوڑونگا قفس سے چھٹکر
مین وہ بلبل ہون نشیمن مرا گلشن مین نہین

کسطرح چشم زمانہ کو چمک دکھلاتے
برق کی چال اگر آپ کے توسن مین نہین

کیسا آوارہ ہوا دیکھو مرا طفل سرشک
ایک لحظہ بھی سکونت کبھی مسکن مین نہین

بیقراری مری دلکی ادا سے معلوم ہو گیا
ہاتھ ڈالا کبھی سیماب کی معدن مین نہین

گر پڑی آنکھ سے دیکھا نہ کسی نے تو بتا
تازگی کیون گل رخسار کی جوبن مین نہین

ہو چکی اپنی شفا چارہ گرو بس ضابط
درد کی میرے دوا نسخۂ مخزن مین نہین

عریانی مین پایا ہی جو دامان بیابان
اترنگا نہ سر سے مرے احسان بیابان

کھاتی خلش خار مغیلان بیابان
ہر آبلۂ پا ہے ثنا خوان بیابان

وحشت کی بدولت مجھے خالق نے دکھایا
مدت سے مری دل میں تھا ارمان بیابان

اب میرے گریبان میں تو باقی نہ رہا تار
ہے دست جنون ادھر ادھر دامان بیابان

مجھ زار کا مدفن بھی ہوا دشت بلا میں
اس خار سے چھوٹے گا نہ دامان بیابان

ای دست جنون میرا گریبان یہ نہیں ہے
پڑ رہے نہ اوڑھا کہیں دامان بیابان

جاتا ہوں جہاں وحشت بلا ساتھ ہے میرے
دامن سے بندھا ہے مرے دامان بیابان

صحرا میں کسی کوہ پہ جاتا ہوں کبھی میں
وحشت سے فزون تنگ ہے میدان بیابان

وحشت زدہ جاتے تو کہاں جائے تباہ
عرصہ ہے قیامت کا کہ میدان بیابان

پڑ رہے ہیں گریبان کے کف پا میں ہیں چھالے
مجکو ہے مہیا سفر سامان بیابان

جانے کے لیے دشت کے سامان نہیں درکار
سب کچھ ہے بیابان میں سامان بیابان

صحرا سے خطرناک ہے انسان ہمیشہ
میرے ہی سبب سے یہ بڑھی شان بیابان

وحشت یہی کہتی ہے کہ گھر بار اجاڑو
آباد کرو خانہ ویران بیابان

آنکھوں پہ کسیکی دل وحشی کی نظر ہے
مانوس نہ کیسے ہوں غزالان بیابان

ویرانہ ہو صحرا جو نکل جاؤں کہیں میں
وحشی ہوں میں ایسا کہ بنا جان بیابان

وحشت یہ مجھے عارض و گیسو سے ہوئی ہے
حیران بیابان ہوں پشیمان بیابان

صحرا سے پہاڑون پہ مجھے لیگئی وحشت / سمجھا نہ مجھے لائق شایان بیابان

پھیلا سکے کہان وحشت دل پاؤن خدایا / وسعت نہین رکھتا ہی یہ زندان بیابان

بن بن کے ہدف تیر ستم کہاتی ہین اتنے / سینہ پہ ہوا میرے نیستان بیابان

کانٹون نے رکہی میرے قدم اپنی سرون پر / سمجھا ہے مجھے تازہ کوئی مہمان بیابان

ضابط کو چمن مین ہوئی پہر یاد بگولے / دیکہیگا وہ پہر سرو خرامان بیابان

عشق گیسو مین عجب طرح بسر کرتے ہین / پیچتے پیچتے ہر رات سحر کرتے ہین

آبلہ پا بہی بڑا کام مگر کرتے ہین / خار کی خشک زبانین تر کرتے ہین

رائگان نعمت مری لخت جگر کرتے ہین / دیکھو اندہیر یہہ کیا دیدۂ تر کرتے ہین

چرخ گو مجکو ستاتا ہی مگر اوسکو بہی / نالے ہر روز مری زیر و زبر کرتے ہین

بولنا کب ہی گوارا اونہین مجہسے لیکن / جہڑکیان دیتی ہین وہ بات اگر کرتے ہین

دلمین بہرتے ہین اونگین تیرے پہر طفل سرشک / خانۂ چشم کو پہر مد نظر کرتے ہین

کرتے ہر دم ہین تظلم سے خزان کے فریاد / غل ہوا سے یہہ نہین برگ شجر کرتے ہین

گو مری سنگ شکن نالۂ سوزان ہین مگر / نار کی سی بت کافر کی حذر کرتے ہین

گم گیا فکر مضامین کمر مین خود مین / کب وہ پہرتے ہین عدم کا جو سفر کرتے ہین

وصل کی شب جو میسر کبھی ہو جاتی ہے
شور و غل شام سے کیا کیا نہ گجر کرتے ہین

چشم جانان کی ثنا خوانی کا ثمرہ دیکھو
صاد شعرون پہ مرے اہل نظر کرتے ہین

گوش نگے بجاتے ہین افسوس شب فرقت ہین
مجھ پہ کیا کیا نہ ستم مرغ سحر کرتے ہین

بسملونکو ترے قاتل رہا ہی دعوی ہے ابھی
یعنی پھر آرزوی زخم دگر کرتے ہین

ساقی کیا بچتا تھا ساغر مے غیر کے ہاتھ
آپ بہک سکا مجھے دست نگر کرتے ہین

صدا نہین ہمسے ہوتی اب تو یہانتک ہے کہ ہم
صلح کی بات جو کرتے ہین تو شر کرتے ہین

اور اک بھی سفاک کہ کس حسرت سے
تیری خنجر پہ نظر زخم جگر کرتے ہین

جانرہ رشک ارم کب وہ کرینگے آکر
نالے ہر روز مرے گھر کو سفر کرتے ہین

آہ سوزانسے جتاتے ہین او نہین دلکا حال
تار برقی کے ذریعہ سے خبر کرتے ہین

اور کی آئی ہوئی اپنے سر و نپر لیلین
موت سے کب ترے جانباز حذر کرتے ہین

شیشہ دلمین پرے یاد او تارے ضابط
نقش تسخیر تصور سے مگر کرتے ہین

نکرے ہین آئینہ دسکے مقرر لاکھون
تجھسے بیٹھے ہین مرے دلمین ستمگر لاکھون

ابر نیسان کا کوئی قطرہ گہر بنتا ہے
ابر اشک آنکھونسے برساتا ہے گوہر لاکھون

لایا کوئی بھی نہ افسوس جواب نامہ
لاکھون قاصد گئے بھیجے ہین کبوتر لاکھون

ہان جیسے چاہیئے دید یجئے وہ کہتے ہین ۔ دلگی لینے کو دنیا مین ہین دلبر لاکہون

کون لیجائیگا نامہ دل مضطر اپنا ۔ ذبح ہوتے ہین وہان روز کبوتر لاکہون

کچھہ تو ہی بات جو دل اوسکو دیا ہی ناصح ۔ یون تو دنیا مین ہا کرتی ہین دلبر لاکہون

حکم منظوری قاتل نہوا پر نہوا * ۔ ہمنے خونابۂ دلسی ہی لکھے محضر لاکہون

کسکی قسمت مین تھی دیکھین شرف پابوسی ۔ آزماتے ہین تری در پہ مقدر لاکہون

جھوٹی باتون سی چھپایا یہہ شرارت دیکھو ۔ تہمتین اوسنی رکھین رات مرے سر لاکہون

بستیان اوجڑین ہین آباد ہوئی ویرانے ۔ حسن ظالم نی بگاڑی ہین بنے گہر لاکہون

جان نثارون کی سزا خوب نکالی قاتل ۔ ٹہوکرین کہاتی ہین مقتل مین پڑے سر لاکہون

ایک دو تین نہین چار نہین پانچ نہین ۔ دیکھہ لے تو بھی کہ مشتاق ہین در پر لاکہون

دیکھنی والا ہو کوئی تو اوسی دکھلاتین ۔ ہمتو سینہ مین نہان رکھتی ہین جوہر لاکہون

صاف عبرت کی جگہہ ثروت دنیا دیکھی ۔ لیگئے دست تہی مثل سکندر لاکہون

فصل گل آتی چلو دیکھین بہار صحرا ۔ جابجا سبزۂ نورس کی ہین بستر لاکہون

ہم وہ آوارہ ہین پہنچین نہ کبھی منزل تک ۔ راہ بتلاتین اگر خضر سے رہبر لاکہون

سجدہ ظلم تو اونکا سا نہ دیکہا نہ سنا
ضابطہ ان آنکہون سے دیکھین ہین ستمگر لاکہون

ظلم کرتی ہین تری پلکین ستمگر لاکھون
کھچتی ہین ایک تن زار پہ خنجر لاکھون

پیچ دیتی ہین وہ گیسوی معنبر لاکھون
کوچہ زلف مین کرتا ہون مین چکر لاکھون

چارہ گر کاوش مژگان نہ کبھی جائیگی
ٹوٹ کر رہ گئی دلمین مرے نشتر لاکھون

تیری سودائی گیسو کو ستہی جاتا ہی
لڑکے برساتی ہین سر پر مرے پتھر لاکھون

دل جلی فصل بہاری ہین ہین مجھسے وہ بھی
داغ کھائی ہوئی نکلے ہین گل تر لاکھون

کوئی قاتل سی یہہ کہدی کہ جنازی اوٹھوا دے
چل بسے آج تری عاشق مضطر لاکھون

دست قاتل مین نمکدان کو جو خالی دیکھا
کھل گئے زخم جگر سینہ مین ہنسکر لاکھون

چشم مشتاق ہر اک روزن دیوار مین ہی
شوق دیدار نے پیدا کئے منظر لاکھون

شیخ جی آپکا اسلام کھلا رندون پر
کعبہ دلمین نہان ہین بت کافر لاکھون

پھانس رکھتی ہی ہر اک طرحسی عشاق کی دل
پیچ کرتی ہی تیری زلف معنبر لاکھون

روز گھستی ہین مرے سنگ جبین ساقی سے
بدلے جاتی ہین دریا رکے پتھر لاکھون

آج ہر بات سی پیدا ہے رکاوٹ اونکی
فقرے ملتی ہین بدآموز مقرر لاکھون

کیا مری طرح فلک وحشت دل رکھتا ہی
رات دن شام و سحر کھاتا ہی چکر لاکھون

عشق کا دشت ہی اک سیر یہان کیا گنتی
اسی وادی مین کئے خاک اوڑا کر لاکھون

گالیان کھاتے ہین وہی ہان وہی کوسے جائین
تحفہ جاتے ہین جنہین روز برابر لاکھون

رہگئے طالب دیدار ہزارون درویش
ہوگئے اپنی نصیبون کی سکندر لاکہون

پیک بھی ڈالئے للہ نہین کی منہ پر
بیچے جاتے ہین جنہین پان بنا کر لاکہون

شاعر چرب زبان دیکہا نہ ضابط سا کوئی
یون تو دنیا مین ہین کہنے کو سخنور لاکہون

سیر مین کسدن مری خاک پر دلدار نہین
سایہ سان کب مین کسی کی پس دیوار نہین

آنکہہ جب سے تری دیکہی ہی عجب حال ہوا
سخت بیمار ہون لیکن کوئی آزار نہین

کچہہ عجب وضع سے پر پرو ترا دیوانہ ہے
چشم بد دور گریبان مین کوئی تار نہین

راز دل کہتا کسی سے وہ عیاذاً باللہ
تیرا دیوانہ پری اتنا تو ہشیار نہین

آپکے فقرہ ہر اکطرح سمجہہ لیتا ہے
ایسا نادان بہی نہین بندہ جو ہشیار نہین

در فرقت نے تری چہوڑا نہ ہوتی پر بہی مجہے
کیون وفا مین یہہ تو تو وفادار نہین

ہمدمون طول شب ہجر بیان ہو کیونکر
کیا کرون اتنی مری عمر وفادار نہین

کون مستغنی ہوا عشق کے الطاف سے یون
ایک مین ہون کہ مجہے موت بہی درکار نہین

اپنے مشتاقون کی دلداری بہی لازم ہی حضور
کیا مناسب ہی جو فرماتے ہو ہر بار نہین

بوسہ لینے کا گمان تہا جو مرے قاتل کو
اسلیے زخم کے منہ مین لب سوفار نہین

دشمن جان ہی ہمت عالی میری
کہ خدا سے مین بتونکا بہی طلبگار نہین

چشم مشتاق کی حسرت کا نکلنا معلوم کہ رکھا اوسنے کوئی روزن دیوار نہین

پھر پھرا کر تری دروازہ پر آیا ضابط
چھوڑا مرکز کو کبھی صورت پرکار نہین

سرسی دم بھر جو جدا زانوی دلدار نہین
یا وہی ہم ہین کہ دم تک بھی ہمین بار نہین

بانگ غلغال سے آتی ہی صدا صور کی صاف
حشر برپا ہی قیامت ہی یہہ رفتار نہین

نکلا پہلو مین مری جان کا کہونے والا
جینا معلوم ہوا دل ہی جو غمخوار نہین

شام سی سوز ہا آتی ہی شب وصل وہ شوخ
آج بھی بخت ہمارا ہوا بیدار نہین

بیڑیان آتی مین زنجیر طلب ہوتی ہی
زلف چہونے سی مین ایسا تو گنہگار نہین

اب نہ شرما کہ مرا حال یہانتک پہونچا
قابل دید ہون پر لائق دیدار نہین

ہمنشین خیر جو گذرا سو بلا سے گذرا
ماجرا ے شب غم قابل اظہار نہین

چارہ گر بھی مرا نکلا ترے خنجر کا شہید
کیسی غمخواری مری کون دل افگار نہین

چشم مشتاق تو پہرین اثر کرتی ہے
اوسکی دیوار مجھے مانع دیدار نہین

یہانتک ہی حجاب تا ادب کا جو نہ پاس آجاتا
ورنہ کچھ سد سکندر تری دیوار نہین

مختصر عرض کرون مین بھی کچھ اپنا احوال
ہو اگر خاطر نازک پہ تری بار نہین

دم فنا ہو گئے لاکھون کی اسی حسرت مین
خیر سے زیب کمر وان ابھی تلوار نہین

کوچۂ یار مین پامال رہی خاک مری	مرکے بھی عشق نے چھوڑا مجھی بیکار نہین

ہے سیہ نامۂ اعمال بھی مثل شب ہجر
کوئی ضابط سا زمانہ مین سیہ کار نہین

شب فرقت ہی نہ ہو جانا گنہگار کہین	دیکھ جھپکے نہ پلک دیدۂ بیدار کہین
آنچ آئے کہین کم ظرفی کا دھبہ تجھپر	ہونے پاوے نہ کہین دیدۂ خونبار کہین
گرچہ سو بار تری بزم سے اوٹھوائے گئے	باز آتے ہین مگر طالب دیدار کہین
فتنۂ روز قیامت ہی لگا قدمون سے	حشر برپا نکرے آپکی رفتار کہین
کسطرح زخم جگر کا مری بخیہ ہوتا	جیب و دامان ڈھونڈھے نہ ملا تار کہین
کیون نہین ہر بار بھلا جاکے اوٹھاتا خفت	کھینچ کر شوق اگر لیگیا سو بار کہین
مجھسے دیوانہ کو سمجھاتے ہو ماشاء اللہ	ناصحا آپ سا دیکھا نہین ہشیار کہین
ہر قدم کوئے بتان مین یہہ رہا حال مرا	کہین دیوانہ بنا اور مین ہشیار کہین
ہوش سمجھے ہین پریرو مری بیہوشی کو	لطف جب ہوگا جو ہوجاؤنگا ہشیار کہین
آج ہر بات مین کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین	کیا کسی اور کا کر آتے ہو اقرار کہین
تیر کھا کر جو مین تڑپا تو کہا جھنجلا کر	بے ادب ٹوٹ تو جائیگا مرا سوفار کہین

ابھی کھل جائیگی پریشانی ضابط اون پر

کہدے گر کان مین کچھ طرۂ طرار کہین

مین کسی پردہ نشین کا ہون گرفتار کہین
کھل بھی سکتا ہی کسی پر مرا اسرار کہین

کب سلجھتے ہین بھلا گیسوی خمدار کہین
کھول سکتا ہی کوئی عقدۂ دشوار کہین

چشم تر مین مری چھاتی ہے گھٹا اشکون کی
ہان برس بھی چکے یہہ ابر گہربار کہین

جان دی دیکھے لیے جاتے ہین لاکھون مشتاق
مفت لٹتی ہے چہلو دولت دیدار کہین

حال سنکر وہ ہوئے اور زیادہ برہم
نہ کھلے ہوتے الٰہی لب اظہار کہین

آنکھہ سے ترچھی نگہون نکلے نظر قاتل کی
سیدھی کھچتی ہے بھلا میان سے تلوار کہین

چال کسکی ہی یہہ چلتا ہے تدرو کوہی
بھول جانا نہ نگہ اپنی بھی رفتار کہین

خواب مین دیکھی ہے وہ زلف سعنبر جبسے
سر شوریدہ کہین اور ہی دستار کہین

دیدۂ تر ترے اشکون نے کیا تر دامن
ابر آتا ہی کہین ہوتی ہی بوچھار کہین

شور محشر ہے گو لاکہہ برس تک سر پر
بخت خفتہ مرا ہوتا بھی ہی بیدار کہین

تا قیامت سر شوریدہ اوٹھاؤن نہ کبھی
مجھکو ملجائے اگر سنگ در یار کہین

کیا غضب سجے یہان تفرقہ پرداز ہوئے
دو ہی فقرہ و نمین ہوا مین کہین اور یار کہین

آج دربانون پہ قدغن ہے کہ ہشیار رہو
آنے پائے نہ یہان ضابط عیار کہین

نرم کرنے کی بتون کے کوئی تدبیر نہین — بے اثر نالہ ہوا آہ مین تاثیر نہین

اپنی گردن کا ہمین چھوٹنا معلوم ہوا — پیچ گیسو کے مگر حلقۂ زنجیر نہین

کیا مین آوارہ بھلا جادۂ صحرا بھولون — اٹھا پر پیچ مگر کوچۂ زنجیر نہین

سلسلہ زلف کا ہرگز نہ اسیرونکو ملے — در زندان مین بھی اسواسطے زنجیر نہین

چھوڑدون کیسی بھلا آپکی زلفون کا خیال — چھوڑتی پائونکو میری کبھی زنجیر نہین

ہون تو پابند مگر پھرتا ہون صحرا صحرا — کم تری زلف سی کچھ طول مین زنجیر نہین

پاس آداب جنون مین بھی نچھوڑا ہرگز — کھڑکھڑاتی در دلدار کی زنجیر نہین

کسطرح حال دل زار مین ظاہر کرتا — تاب تقریر نہین طاقت تحریر نہین

کاٹتے ریشون کو جیسی پائی قلم مین یکسر — قصۂ دشت نوردی ہوا تحریر نہین

مین تو کیا ہون وہان دم بند ہے لسانونکا — کھولنے دیتی ہے لب شوخئ تقریر نہین

کیا کہون مین کہ ہوئی میری زبانکو قینچی — لو ابھی کھولے بھی بیٹھے لب تقریر نہین

سنتے ہی جان فدا ہوتی ہے صبح شب وصل — نغمۂ مرغ سحر کب دم تکبیر نہین

لو سنو میرے زبان پر ہین معانی روشن — ہے یہ وہ شمع جسے حاجت گلگیر نہین

نرم جانا نہین زبان شمع کی ہو کیونکر شوخ — عذر گستاخی سے کھلتے لب گلگیر نہین

چھوڑا صیاد نے **ضابط** کو تڑپتا بسمل

ہان مگر قایل فتراک یہہ نخچیر نہین

سامنے انکہہ کے وہ چاندسی تصویر نہین
اسلئے دیدۂ بے نور مین تنویر نہین

لازم ابرو مین کبھی اسے بت بی پیر نہین
بل کا آجانا اگر جوہر شمشیر نہین

جسنے دیکھا وہ فدا آپکی صورت پہ ہوا
نقش تسخیر ہے یہہ چاندسی تصویر نہین

نقش کیا کہینچے مصور ہمہ تن آہ ہون مین
کہینچ سکتا ہی ہوا کی کوئی تصویر نہین

صید کر مجہکو بھی صیاد سے مینے جو کہا
ہنسکے بولا مری ترکش مین کوئی تیر نہین

مجہسے کہتا ہی ستمگر یہہ دکہادے مجہکو
تیر ہی دلمین تو رہا چبہہ کی کوئی تیر نہین

دل خستہ نے جہپار کہا اک یکا ناوک
آج کہتا ہی کوئی تیر نہین تیر نہین

نیچی نظرین کیے بیٹھے ہین چڑہائی ابرو
دو کمانین کہنچین پر ایک چلا تیر نہین

چارہ گر دیکھکے کہتے ہین مریض غم کو
یہہ مرض وہ ہی کہ جسکی کوئی تدبیر نہین

ضعف سے جان نکلتی نہین دم گہٹتا ہی
نالہ مجہہ زار کا کس روز گلوگیر نہین

فخر کرتے ہین پریزاد مرے ملنے سے
آپ کے سامنے گو بندہ کی توقیر نہین

میان کے منہ سے زبان خشک نکالی ہی کیون
خون کی پیاسی اگر آپ کی شمشیر نہین

مین وہ مجنون ہون کہ ہرگز نہ ہون اک جگہہ
ملک اپنی نہین کچہہ نجد مین جاگیر نہین

چارہ گر ہوش مین آ کر عبث کرتا ہے
وہ مرض ہی کہ جو منت کش تدبیر نہین

کیون وہ برگشتہ رہا کرتے ہین مجھسے ضابط
مژۂ یار اگر روکش تقدیر نہین

ہی دہوان شعلہ فشان نالۂ شبگیر نہین
ہان شبستان مرا شرمندۂ تنویر نہین

سلسلہ مین جو تری زلف گرہ گیر نہین
دیکہا سبز کبھی دانۂ زنجیر نہین

ٹیڑہی چالین مری طالع سے نگ سیکہین ہین
کجروی ذاتی تو تجہمین فلک پیر نہین

راستی اب کہان کیونکر نہ کجی چال مین ہو
نوجوانی کی اوسنگین فلک پیر نہین

منتظر ایک نظر کا یہہ زمانہ کیون ہی
آنکہہ مین اوسکے اگر سرمۂ تسخیر نہین

دل بجہا رہتا ہی کیا نکلین بھنا مین روشن
شمع خاموش مین ہوتی کہین تنویر نہین

کچہہ لگایا ہی بد آموزنے اون سے ورنہ
وہ بولائین مجہے ایسی مری تقدیر نہین

مرا کیا ذکر ہے مذکور بھی سیر اپہولا
اور کیا ہی یہہ اگر شومی تقدیر نہین

دیکہو محذوف ازل سے ہی مقدر میرا
یعنی کاتب نے لکہی سہو سے تقدیر نہین

بیگناہی جو دم قتل بیان کی تو کہا
ہی یہی جرم کہ تیری کوئی تقصیر نہین

لوٹلیا اپنا کسیکا ہی غبار کف پا
خاک بھی دیدۂ مشتاق مین اکسیر نہین

خانہ ویرانی مین کیا کیا نہ سعادت پائی
وہ ملا گھر کہ جسے حاجت تعمیر نہین

رات دن عالم حیرت مین رہا مین بیخود
میرا وہ خواب ہی جسکی کوئی تعبیر نہین

گرچہ عصیان ہین سوا پہ ہی کرم اوسکا وسیع ۔ جرم اپنا کبھی رحمت کش تعذیر نہین

ضابطہ اب شعر سنائین کسی غالب مین کہان
مومن وہ ذوق نہین درد نہین میر نہین

کیون نہون پہنی ہری داغ کہن برساتمین ۔ ہر جگہہ سبز ہوتے ہین چمن برسات مین
لاشہ عاشق نہ عریان دشت غربت مین رہا ۔ چادر آب روان کا ہی کفن برسات مین
شامیانہ قبر عاشق پر ہوا ابر سیاہ ۔ چادر آب روان کا ہی کفن برسات مین
بیعت دست سبو کا زاہدونکو شوق ہی ۔ ایکی وہ آئی گہٹا توبہ شکن برسات مین
جامہ عریانی گریہ سے جو بہیگا گیا ہوا ۔ بہیگ جاتا ہی سبہی کا پیرہن برساتمین
جسکو اولجہایا نہ چہوڑا پیچ سے اپنی کبہی ۔ موج دریا بہی ہی زلف پرشکن برساتمین
کوئی متوالا ہی مستانہ کیسکی چال ہے ۔ میکشونکا دیکہہ ساقی بانکپن برساتمین
دشت غربت مین سوار وینکی بن پڑتا نہین ۔ یاد آتا ہی مجہے کیا کیا وطن برسات مین
دور ساقی ہی کیسکی کجروی چلتی نہین ۔ ابر چہایا چہپ گیا چرخ کہن برساتمین
جوش گریہ مین نہ دلسے نکلو ای نالو بہلا ۔ چہوڑتا ہی کوئی بہی اپنا وطن برسات مین
دور ساغر کا چلے یان جہوم کر آئی گہٹا ۔ مے برسنے کا ہی ایساقی چلن برساتمین
لونہا کر بال کہولی بوندین شکین منہ چہپا ۔ اوبہ پہیتی ہی کہ ہے سورج گہن برساتمین

مین ہون تنہا اور محیطِ چرخ ہی ابرِ سیاہ
دلمین گہر آئین نکیون رنج و محن برسات مین

آگ بہرکاتے ہین ضابط دیکتی ہی ابر تر
کیا غضب تا ہوتی ہی آتش فگن برسات مین

وصفِ جوشِ گریہ مین کہولا دہن برساتمین
تر زبان کیونکر نہون وقتِ سخن برساتمین

لطف جب ہے ساقی توبہ شکن برساتمین
بادۂ گلگون ہو بہرِ انجمن برسات مین

زلف سر کا عارضِ تابان دکہاروتا ہو نمین
سانپ بہی منہ ہو اوگل دیتا ہی من برساتمین

صوفیانِ باصفا ہین دخترِ رز کی تاکمین
ابر بہی ہے ساقی توبہ شکن برسات مین

جامہ زیبونکو ہوا پوشاک رنگین کا خیال
رنگ لایا ہی نیا چرخِ کہن برسات مین

ابر کا ٹکڑا ہر اک تیزاب کا پہایا ہوا
خشک ہون کیونکر مری داغِ کہن برساتمین

لکہا ہی ابر کے رو کش ہوتے دیکہو ذرا
چشم گریان نبگئی داغ کہن برسات مین

دیدۂ ابرِ سیہ تر چشم ساغر خشک ہی
ساقیا مستونکی ہین نشّے ہرن برساتمین

سنبل گیسو چہا گیا چارونطرف ابرِ سیاہ
بنگیا ہی آسمان مشکِ ختن برساتمین

ابر گہر آیا منگانا کشتی مے چاہیے
ساحلِ ساغر ہو ساقی موج زن برساتمین

چاند چہپ جاتا ہی بادل مین چمک جاتا ہی یہہ
جام ہو جاتا ہے ماہِ انجمن برسات مین

ابرِ گیسو مین کسی کے نقرئی موباف ہی
یا ہی بادل مین یہہ سورج کی کرن برساتمین

سبز پوشاکین پہنکر مست حسن نازنین	جو بنون پر ہین عروسان چمن برساتین
جام ہی رقاص بیکش ہین براتی ابر چتر	ساقی وہ دولہا ہی صراحی ہی دولہن برساتین

شعر تر مین لطف ہوتا ہی سنو ضابط کہو
چاہئے ہی مجمع اہل سخن برسات مین

مین ہون دیوانہ وہ ہشیار کہ کچھہ بھی نہین	مجکو سب کچھہ ہی خبر اونکو خبر کچھہ بھی نہین
کسطرح کہئے محبت مین اثر کچھہ بھی نہین	کیون خفا مجھسے وہ رہتے ہین اگر کچھہ بھی نہین
شکل آئینہ صفا ہونا صفائی کیا ہے	عیب اپنا جو نہ دیکھا تو ہنر کچھہ بھی نہین
مثل آئینہ ہماری ہے محبت اوسنے	یعنی سب کچھہ ہی ادہر اور ادہر کچھہ بھی نہین
قصہ ہستی کا ہوا ختم کہ پیری آئی	رات بھر کی یہہ کہانی تہی سحر کچھہ بھی نہین
ہان اگرچہ خورشید قیامت سے ہوا	شب غم چاک گریبان سحر کچھہ بھی نہین
تیرہ رہتا ہی مری بخت کی صورت ہر دم	وہ شبستان ہی جہان شام و سحر کچھہ بھی نہین
منہ لگائی ہی مسی سرمہ بھی منظور ہوا	کیسے باور ہو انہین مد نظر کچھہ بھی نہین
قتل عالم کا ارادہ تو کیا ہے لیکن	تیغ کیا چیز سے وان زیب کمر کچھہ بھی نہین
گرہ ذرا سے نہ جدا ہے تو نزاکت سے زرد	بار خون سر پہ نہ لو خوف کمر کچھہ بھی نہین
چاندنی بجلی کی مانند جلاتی ہے مجھے	دور ساغر جو نہو دور قمر کچھہ بھی نہین

تیرگی شب فرقت ہے سوا ہر لحظہ
اے فلک سیر لیے شمس و قمر کچھ بھی نہین

بڑہتا جاتا ہے مرا نخل تمنا لیکن
شجر خشک کی مانند ثمر کچھ بھی نہین

فائدہ اوسمین ہو کیا زر جو سنے کہتی ہو
نقد دل مفت کوئی لے تو ضرر کچھ بھی نہین

اپنا بھی روز سیہ دیکھہ نہ پایا ضابط
دیدۂ اہل بصیرت مین نظر کچھ بھی نہین

گرچہ ہی ناز کرم غیر کو پر کچھ بھی نہین
سیل ار دہر ہی کے کرشمے مین ادہر کچھ بھی نہین

ہستی عالم فانی کی خبر کچھ بھی نہین
یون تو سب کچھ ہی حقیقت مین مگر کچھ بھی نہین

پھول مین گلزار جہان مین وہ درخت بیکار
جو نہ پہولے نہ پہلے ایسا شجر کچھ بھی نہین

لڑکے سمجھے مین جو پھینکو مرے سر پہ پتھر
پھل ہی بالای شجر زیر شجر کچھ بھی نہین

لاکھ اور ایک کی نسبت سی تفاوت ہی سوا
دشت وحشت جو ملی مجکو تو گہر کچھ بھی نہین

گاہ بیگاہ مرے اشک دوان کیا ہر مین
کبھی دریا کو ہوا خوف سفر کچھ بھی نہین

سیل گریہ سر مژگان جو گیا کیا ڈر ہے
لب ساحل کو ہی طوفان سے خطر کچھ بھی نہین

اک تماشا ہی عدم کارگہ ہستی مین
ہمکو اتبک تو کہلے کہنہ لشر کچھ بھی نہین

ڈوب جائیگی کوئی دم مین یہ چپک کہا کر
کشتی چرخ تو ای دیدۂ تر کچھ بھی نہین

دعوت چشم ہو جو دل صد پارہ تو کیا
نذر مژگان جو نہین لخت جگر کچھ بھی نہین

لاکھون بسمل ہین تہ بام ہزارون گشتے
آنکھین لڑتی ہین مگر اونکو خبر کچھہ بھی نہین

لذت درد نے بیتاب کیا ہے قاتل
آرزو اپنی بجز زخم دگر کچھہ بھی نہین

عرش پر پہونچا تو کیا خاک سرافراز ہوا
آستانہ سی تری سر کا وہ سر کچھہ بھی نہین

یاد جانبازونکی خلوت مین ہوا کرتی ہے
اپنی ضابطہ کی مگر اونکو خبر کچھہ بھی نہین

بی سبب ہرگز شب یلدا مین یہہ ظلمت نہین
ہان سواد بخت گھری ہی شب فرقت نہین

غمزدونکو جان دیدینی مین کچھہ دقت نہین
پر ہجوم رنج و غم سے اتنی بھی فرصت نہین

روشناس ساکنان وادی غربت نہین
جب تلک رہی جنون مین غازۂ وحشت نہین

راہ غربت مین نہ بیٹھا توڑکر پاون کو مین
یان بندھا کسدن کمر پر دامن وحشت نہین

کیون نگر جاے نگاہونسے وہ آوارہ بھلا
جسکی ہٹی طوطیاے دیدۂ وحشت نہین

جادۂ غربت کو چھوڑون کیا وطنکی یاد مین
ہان جنون مجکو نہین سودا نہین وحشت نہین

پنجۂ مژگان جنون کا ہی کشادہ اندرون
آنکھونمین کس روز چاک پردۂ وحشت نہین

رہتی ہین چشم بتان کی نظرین کوسون مجسی دور
دیدۂ آہوی وحشت مین بھی یہہ وحشت نہین

اور جانب سی نظر پھیری تو کی نیچی نگاہ
وان حیا کا آنکھہ سی پردہ ہی جو وحشت نہین

دیکھتے ہی بھاگ جاتین غزالون کی طرح
اور فرماتے ہین یان تجہسے مجہے وحشت نہین

وادی ایمن کے جادی کیون نہون پیش نظر
پاستے بند ہوش کی فکر ونسی دیوانون کو کیا
دست بردہ نالہ سے سر دم اولٹ جاتا ہی صبا
خواہش دنیا فرومایہ کو ہوتی ہے بتو
لات مارون گنج قارون پر جو ہاتھہ آئی مرے
دلکو استغنا ہر زداغ جنون سے ہو گیا

کب یہان چشم جنون مین سرمہ وحشت نہین
مسلک غربت نہین تو چارہ وحشت نہین
دل غبار آئینہ ہے کب شیشہ ساعت نہین
بندہ لطف محبت سایل دولت نہین
ہمت عالی سے بندہ طالب دولت نہین
ہین فرومایہ نہین ہون حاجت دولت نہین

باعث رسوائی ضابط زمانہ مین ہے کون
نالہ پرشور جو نقارہ شہرت نہین

گر نہو رنج والم دلکو مری راحت نہین
وان خود آرائی سے اونکو ایکدم مہلت نہین
نارسا اپنا ہی طالع ہے وگرنہ غیر سے
چارہ فرمائے جنون جب تک کرم فرما نہو
شکوہ کرنے کیلئے اونسے برا منہ چاہیے
کشمکش سے دم گھٹا جاتا ہی الجھن ہی مجھے
ضعف نہین کیونکر اوٹھا لیتا نہ بار زندگی

وصل کی شب کا مزا کیا جو شب فرقت نہین
یان ہجوم یاس حسرت سے کبھی فرصت نہین
تخلیہ کسدن نہین کس رات وان خلوت نہین
آبلون کی خار سے ملتی کبھی فرقت نہین
یان تو اونکے سامنے دم لینے کی طاقت نہین
جوش پر آہ رسا ہی دلمین یان طاقت نہین
ناتوانی زور پر ہی مجھہ مین گو طاقت نہین

لو اوڑایا طنز و تشنیع مضحکہ مین غیر نے | اوس سے کیا کہتی جسسے کچھہ بات کی غیرت نہین
پینہ کی بوندین ہوگئی ہین آگ کی چنگاریان | ابر رحمت ساقیا کیا جو تری رحمت نہین
جلوۂ آئینۂ عارض ہے دلمین یار کا | کنج عزلت کب مرا معمورۂ حیرت نہین
محو حیرانی زمانہ پرتو عارض سے ہے | نقش تصویر کیصورت کسے حیرت نہین
دلمین رہتا ہی جمیلون کا تصور روز و شب | کب مرا معمور ہر دم گوشۂ عزلت نہین
ضعف سی گرتا ہے دل ہمت سے اوٹھتا ہی قدم | ہمت عالی سے ہین درماندۂ غربت نہین
مبتلای رنج رکھتی ہو خدا ناترس ہو | ای بتو جان حزین سرمایۂ کلفت نہین

ہے گرفتار جنون قید علایق سی بری
یعنی ضابط کو سر و سامان کی کچھہ حاجت نہین

وصل کی شب کسطرح کہتی شب فرقت نہین | وان حیا مانع ہی گستاخی کی یان جرأت نہین
زلف و خال و خط کی جھگڑونسے کبھی فرصت نہین | رات بھر کسدن مری سر پر نئی آفت نہین
کھیل ہے بازیچہ گاہ دہر مین مرگ و حیات | دیکھتی سب کچھہ ہین لیکن دیدۂ عبرت نہین
ہی دل وابستہ گیسو مین جو ڈسے کی گرہ | میرا عقدہ کھول سکتا ناخن فطرت نہین
بیخود ذوق می حیرت رہے ہیکش مدام | ساقیا محو مذاق بادۂ عشرت نہین
دل مرا ہی یا خم صہبای حزن و یاس ہی | یعنی اس شیشہ نے دیکھی ہی می عشرت نہین

ہان فقط میری لئے جام مے غم کا ہے دور
کیا خم گردون مین باقی بادۂ عشرت نہین

بیعت دست سبو پیر مغان کے ہاتھ ہی
دسترس کیا ہو بھلا مجھہ مین تو یہہ قدرت نہین

موج صہبا ہجر ساقی مین ہوئی تیغ روان
کیا مجھے آب بقا مین سم کی خاصیت نہین

دلمین ہی بیدردی قاتل کی کیا کیا آرزو
سنگدلی پر مجھو ہوتی لذت حسرت نہین

چارہ گر کیون ٹانکتا ہی میری زخم آرزو
کیا ابھی دیکھی صفائی دشنۂ حسرت نہین

مفت ہی بوسہ لب سوفار قاتل کا چلو
جان دیدینا تو کچھ ایسی بڑی قیمت نہین

مین ہون عریان ازل بار گریبان سی سبک
اے جنون اک تار کا شرمندۂ منت نہین

خانۂ دلمین ہی درد و حسرت و یاس و الم
کلبۂ احزان مین کس کس کی بہلا دعوت نہین

لخت دل ٹکڑی جگر کے نذر مژگان ہو چکے
دیدۂ تر اب یہان سرمایۂ دعوت نہین

تلوے کھلاتے ہین زخم خار کھانے کے لیے [?]
اے جنون زندان غم سی یان ابھی رخصت نہین

ایک دل ہی ای بتو دو مشکلین دشوار ہین
صبر کی طاقت کہان فریاد کی رخصت نہین

آپہنچی ہی جان ضابط پر جفا سی تنگ ہی
ای بتو ترک وفا کرنا مگر عادت نہین

تیری جلوہ کو عجب شان سی ہم دیکھتے ہین
دور بیٹھے ہوی چہرا نسے ہم تکتے ہین

کج ادائی کا گلہ گرچہ نہین کچھ ہمکو
دور لیکن ہین تری شان سے ہم کہتی ہین

پانون پھیلائیگا ای چاک کہانتک اپنا ۔ تا بہ دامان گریبان سے ہم دیکھتے ہین
سر پر آتی ہوتی ہر روز بلائین لاکہون ۔ ہر خم زلف پریشان سے ہم دیکھتے ہین
تیری دز دیدہ نگاہون کا ہدف رہتا ہے ۔ ربط دلکو اسی پیکان سے ہم دیکھتے ہین
کسلیئے منہ کو چھپاتے ہو ہر اک حیلہ سے ۔ کیسے کیسے تمہین ارمان سے ہم دیکھتے ہین
فطرتین خوب سمجھتے ہین نہ اوڑتی ہمسے ۔ کیا سمجھتے ہو کہ نادان سے ہم دیکھتے ہین
قتل کرتا ہے کبھی گاہ جلاتا ہے مجھے ۔ قدرت حق بت ذیشان سے ہم دیکھتے ہین
تہمتین لاکہون برستی ہین ہر اک بات مین وان ۔ چپکے بیٹھے ہوئے حیران سے ہم دیکھتے ہین
کل تلک تو نہ رکاوٹ کی کوئی صورت تہی ۔ آج کچھ حشر کے سامان سے ہم دیکھتے ہین

کیا ہی ضابط مضطر یہ خدا جانے تہو
ہاتھ دہوئے جو اوسی جانسے ہم دیکھتے ہین

خود گران اسلیئے سمجھے ہین وہ بار دامن ۔ خاکسارونکی نہ مٹی ہو غبار دامن
کسطرح اونکو دکہاؤن مین بہار دامن ۔ ای جنون اپنا تن زار ہے خار دامن
چشم خونبار سے افشان ہی الو خارون سے ۔ تیری دیوانو نہین کیا کیا ہی بہار دامن
ہین وہ ذی مرتبہ مجنون ہون نہی رفعت قدر ۔ سر کے کانٹون نے لیئے مری تار دامن
تیری نفرت سے زمانہ کو ہے نفرت مجھسے ۔ خاک بھی میری بیابان کو ہی بار دامن

رنگ لائی ہین بنا کیا ہی سرشک خونین
سوز فرقت مین ہین کمبخت شرار دامن

دشت سے نبھی کسی صیاد کی بہندی سیکھے
لاکہون دیوانہ کیے روز شکار دامن

دہجیان ہو گئی پر ہے وہی ثابت قدمی
خار سے پوچھے کوئی حال تار دامن

کوئے قاتل ہی شہیدان وفا کا مسکن
دشت غربت مین ہوا گرچہ مزار دامن

اے جنون تیری بدولت یہہ بہارین دیکہین
میرے سی کسکو ملے نقش و نگار دامن

مست کیطرح سر اک گام پہ گرجاتا ہے
بے پیئے کا ہے نرالا یہہ خمار دامن

زاہد میری طرحسے ابھی تر دامن ہو
عاصیونکا نہین آسان فشار دامن

گردشین چرخ ستمگار اوڑا دین کسکی
کسکا دیکہا ہی دم رقص حصار دامن

فصل گل آئی بہری دامن گلچین گل سے
بوئے گل پہرتی ہی اترائی سوار دامن

ہمنشین بہری مری سر مین ہوا ہی صحرا
سوزن خار سے سینہ ہی فگار دامن

دہجیان اتنی اوڑائین کہ نظر آتی ہے
تا بہ صحرا ترے کوچہ سے قطار دامن

کیا غضب تونے کیا دیکہہ تو اے سیل سرشک
بہیک کر بڑہ گیا کچہہ اور بخار دامن

فرزدہ وحشت کا سناتی ہی زبان کانٹونکی
کہل گئے شوق سے کیا کیا نہ کنار دامن

دہجیان اسکے اوڑین پر رہون اے دست جنون
آنکہونکو پونچہہ لیا یہہ نہین کار دامن

ایک سے لاکہہ تصدق مین جنون کے پاے
بلکہ تعداد سے باہر ہے شمار دامن

بعد مدت ہوئی فرمائش شائق ضابط
دھجیاں کرکے دکھا دیجیے تارِ دامن

اے جنون گرچہ اوتارا مرا بارِ دامن
بیڑیاں پاؤں کی ہیں ضعف سے تارِ دامن

چاک سے پائی ہے غربت میں بہارِ دامن
ارمغان بھیجیے احباب کو تارِ دامن

دھجیاں کانٹوں نے صحرا کے اوڑائیں ایسی
کہ گریبان مرا ہوتا ہے نثارِ دامن

ہیں وہ بیکس یوں چھپا ہے مرے پیراہن میں
شیشۂ دامن ہے رگِ شیشہ ہے تارِ دامن

پہاڑا گلا زمیں پر دشت میں اوڑکر پہونچا
بادِ صرصر نے بھی پایا نہ قرارِ دامن

سخت معیوب تکلف ہے گریبانوں کا
اے پری ہے ترے دیوانوں کو عارِ دامن

خار صحرا نے ہزاروں کیے ہیں پرزے
ہو نہ دیوانہ تری کیا ہے شمارِ دامن

گرد رہتی ہیں عنادل ترے دیوانوں کے
بیخزاں نام خدا پائی بہارِ دامن

کبھی دستار بناتے ہیں کبھی پیراہن
خار کی نظروں میں کیا کیا ہے وقارِ دامن

ہاتھ کیا ہاتھ نہ پرزے جو گریبان کو کرے
پاؤں کیا پاؤں نہ پہنچائے جو خارِ دامن

آنکھ کیا آنکھ نہ برسائے اگر ابر سرشک
اشک کیا اشک نہ ہو جائے نثارِ دامن

گل وہ کیا گل ہے نہ دے داغ دلِ بلبل پر
خار کیا خار نہ ہو جائے جو خارِ دامن

سرو ہی سر ہے کہ سودائی گیسو ہو جائے
جسم وہ جسم گران جس پہ ہو بارِ دامن

ہاتھہ وہ ہاتھہ کہ پھاڑے ہی جو گریبان کفن
پنجہ وہ پنجہ کہ رکھے جو نہ تا بر دامن

ہستی کیا ہستی ہے سو بار ملی مٹی مین
خاک کیا خاک ہون کسکا ہون غبار دامن

عشق وہ عشق ہے باقی نرہے ننگ کا نام
شوق وہ شوق کہ چھوڑے بھی نہ تار دامن

چاک وہ چاک تصدق ہو گریبان جسپر
خار وہ خار فدا جسپہ فگار دامن

جذب وہ جذب جو کھینچے تری پیکانون کو
تیر وہ تیر مرے دلمین ہو خار دامن

مے وہی مے ہے حیا کا جو نہ پردہ رکھے
نشہ وہ نشہ اوتارے ترا بار دامن

دل وہی دل ہے رہے جسمین تمنا تیری
سر وہی سر جسے بہاتی ہو کنار دامن

چل بسا وحشی مرحوم توانا للہ
ضابطہ اب کسکو دکہاؤ نہین بہار دامن

اس سرزمین سے کے ہین نہ کسی آسمان کے ہین
جن پر فدا ہوا ہون وہ جانی کہان کے ہین

مضمون عجیب شکوہ جور بتان کے ہین
مہر سکوت حرف ہماری زبان کے ہین

محتاج زخم دل نہ ہماری نشان کے ہین
جو تیر بیخطا ہین انہین کی کمان کے ہین

کیا سخت معرکے بھی مرے امتحان کے ہین
طوطی اوڑے ہوے تری زاغ کمان کے ہین

پہلو ہین بات بات مین امید و یاس کی
فقرے بنے ہوے یہہ کسیکی زبان کے ہین

فرماتے ہین مرے دل خستہ کو دیکھکر
ہم رہنے والے کیا اسی اوجڑے مکان کے ہین

باقی مگر امید کرم بھی نہین رہی
شیرین کلامیون سے تلخ ہوا جہان
اوٹھتے ہو بار بار جگر تھام تھام کر
کیا کیا لکھون مین خط مین زبانی کہون مین کیا
نالون کی طرح سے ہی جگر دوز ہر سخن
کھل کھل گئے ہین شوق سے آغوش کیطرح
ہی کچھ نہ کچھ ضرور کہ بگڑی ہین شام سے
سوز نہان کے کتنے ہین شاہد کھلے ہوئی
تازہ کئے ہوئی ہین مذاق جفا ہو دوست
کیون مجھسے بدگمان ہو خدا کیلئے تو
قائل اگر سنان جگر دوز کے نہین
فرقت کے صدمے رشک کے غم یاس کے قلق
بخت سیاہ پر شب تاریک ہجر ہے
آوارہ دوڑتے ہین نہ کیا کیا تمام رات
ظاہر فلک پہ چرم کے ہوا خون بیگناہ

مانا کہ شکوہ سنج نہ جور بتان کے ہین
چرچے دہن دہن مین وہ نہین کی زبانکے ہین
کیا ولولے ہین دلمین ارادے کہان کے ہین
ارمان تو نامہ بر عمر دلمین جہان کے ہین
یہہ فیض یہہ اثر ہے مجھے کسکی زبان کے ہین
سو بار بھی نہ زخم جگر ہنستے ٹانکے ہین
کیا کیا نہ واہمے مجھے اپنی گمان کے ہین
چھالے مری دہن کے ہین شعلے زبان کے ہین
مجکو عزیز دلسے ستم آسمان کے ہین
فقرے چلے ہوئی یہہ کسی مہربان کے ہین
کھٹکے دہان زخم مین کسکی زبانکے ہین
نیرنگ ہی نئے ستم آسمان کے ہین
سانئے سواد کاکل عنبر فشان کے ہین
دھوکے رہ ثواب نما کہکشان کے ہین
کچھ رنگ اور ہی شفق آسمان کی ہین

راہی عدم کا ہوتا ہے بیمار آپ کا
جادی کہلے ہوی نفس ناتوان کے ہین

پیر مغان نے پیر فلک سے گلہ کیا
شکوی کہان فلک سے بخت جوان کے ہین

اور ونکی طرح کہتے گا سمجھو نہ جان نثار
ہان قول جانکی ساتھہ ہماری زبان کے ہین

خونخوار تیغ کا ابھی رشتہ کہلا ہے
ڈہ ڈہیے چل رہی نفس ناتوان کے ہین

ہر اک جانتا ہی مجھی سے خطاب ہے
انداز اور ہی ترہی حسن بیان کی ہین

دو ایک خط کی ساتھہ لیے جاے نامہ بر
ٹکڑی ہزار ہا دل حسرت نشان کے ہین

ساقی کہان تشنج ہنگام جان کنی
خمیازہ کش خمار می امتحان کے ہین

کیا خونفشانیان ہین عنادل کی جلوہ گر
پیرایہ بہار گلستان کہان کے ہین

لوٹے ہوی دلون کا خریدار کون ہو
ایسی ہی کیا یہ ہوتے ہین کسکی دکان کے ہین

دست سبو نہ گردن مینا نہ پاے خم
کیا ہتکنڈی چڑہی ہوی پیر مغان کے ہین

سیدہی چلے ہین پیر فلک پر یہ تیر سے
ناتو نہین مجہہ ضعیف کے تیور جوان کی ہین

کیا ہنما ہی شوق عدم کو ہے چلا
کچہہ تو بتا کہ آج ارادی کہان کے ہین

دو ہا وحشت دل دیوانہ نے کہان
جس راہ مین ہین بہی نہ سنگ نشان کے ہین

سنئے صدا ہی آہ کہین پر بلند ہے
نالے جگر گداز یہ کسی نیمجان کے ہین

نام خدا بتون سے کہان بچ سکے کوئی
دعوی اجارہ گیری کون و مکان کی ہین

تو ہے وفا شعار جفا دوست نازکش | اے دل نہ ڈر وہ ایسے ستمگر کہانکے ہین

رنگینئ زبان بھی ضابطہ پہ ختم ہے
طرز بیان کہلے ہوئے اہل زبانکے ہین

کیا طرز نیا دید کا یہہ پا گئین آنکھین	جلوہ ترا ہر چیز مین دکھلا گئین آنکھین
عارض کی صفا دیکھہ کے پتھرا گئین آنکھین	اب مجھسے نہ چھپئے مری گویا گئین آنکھین
کچھہ بھی نہ کیا وصل مین اونسے گلہ ہجر	کیا پاس محبت ہی کہ شرما گئین آنکھین
خوش چشمونکے دیدار کا انجام نہ سوجھا	بس ایک نظر دیکھکے اترا گئین آنکھین
اس لطف کے قربان کہ فرماتے ہین مجھسے	کیون اتنا تو رویا کہ ترا آگئین آنکھین
کب تاب ہو نظارۂ خورشید لقا کی	چہرہ پہ نظر پڑتے ہی تہرا گئین آنکھین
رونا بھی کوئی جرم ہے اے حضرت دربان	ہوتی در دلدار پہ برسا گئین آنکھین
غیرونسے سر بزم اشارے نہین اچھے	کیا مجھسے چھپاتے ہو مری پا گئین آنکھین
تاریک جہان کسکی جدائی سے ہوا ہے	آنکھونسے چھپا کون کہ پتھرا گئین آنکھین
ہر لحظہ مرے سامنے صورت ہے کسیکی	وہ اپنا تصور ہے کہ شرما گئین آنکھین
گردش ہے تیری چشم کی پیغام اجل ہے	مین خوب سمجھتا ہون جو فرما گئین آنکھین
ناگاہ جو دیکھا تو نظر پھیری بگڑ کر	یاد ان کی طرح راہ سے کترا گئین آنکھین

کیا حسرت دیدار ہے نرگس کو کسیکی
یہہ ٹکٹکی باندہی ہے کہ پتہرا گئین آنکہین

دیتے ہو جواب گلہ آنکہون کو چرا کر
گو آپ نہ قائل ہون پہ شرما گئین آنکہین

جلوہ نظر آیا نہ کہین ماہ لقا کا
ہر روزن دیوار سے ٹکرا گئین آنکہین

تاکا تہا نہ کس کس نے وفادار سمجھکر
آخر دل محزون کو مری کہا گئین آنکہین

کی مجھسے رقابت پہ مری شوق نے ضابط
دیدار سے حیرت زدہ ترسا گئین آنکہین

ہزارون اس ادا پر اونکی قربان ہوتے جاتے ہین
کہ قتل بیگنہ سے وہ پشیمان ہوتے جاتے ہین

سب اعضا منتشر یان ضعف سے آپ ہوتے جاتے ہین
ہین جتنا جمع کرتا ہون پریشان ہوتے جاتے ہین

دگرگون خیر کچھہ اپنا تو سامان ہوتے جاتے ہین
بشکل داغ اپنے دل کے ارمان ہوتے جاتے ہین

غضب ہے دیکھنے والے بھی حیران ہوتے جاتے ہین
کہ وہ اغیار سے دست و گریبان ہوتے جاتے ہین

جگر کے چارہ گر کچھہ داغ پنہان ہوتے جاتے ہین
مگر دل کے جراحت پھر نمایان ہوتے جاتے ہین

بتو نسبت کج ادائی کا گلہ ہی کیون کرتے ہو
کہ وہ اپنی کیے سے خود پشیمان ہوتے جاتے ہین

نہی ہین جانکر انجان یہہ کیسا تغافل ہے
سمجھتے جاتے ہین جتنا وہ نادان ہوتے جاتے ہین

حیا و خود نمائی کی بھی جھگڑے آفت جان ہین
ابھرتی ہین دہنگین وہ نگہبان ہوتے جاتے ہین

اوٹھا کر ناز ہمنے نازوالا کر دیا اون کو
اب اپنی ناز کرنے پر وہ نازان ہوتے جاتے ہین

زمانہ دل شکستونکی بھی جمعیت کا آپہونچا
کسیکے دوش پر گیسو پریشان ہوتے جاتے ہین

تعالی اللہ اپنی طرف ریش دلکی گنجایش
کسیکے ہاتھ سے خالی نمکدان ہوتے جاتے ہین

ہمی عادت پہ نخوئین وہ ہم اچہی جو کو کیون چہوڑین
برا کہتی ہین وہ ہم ثناخوان ہوتے جاتے ہین

تری کوچہ کی آوارون نے کیا راہین نکالی ہین
گلستانکو اگر جائین بیابان ہوتے جاتے ہین

مری خون جگر پینے سے کیا کیا آبرو پائی
سرشک دیدہ بھی لعل بدخشان ہوتے جاتی ہین

پہنچو اضعف نے آنکہو نہین آنسو لیین آہونکو
یہہ معمورہ مری کیا کیا نہ ویران ہوتے جاتی ہین

تصرّف مصحف رخ کا زمانہ مین ہوا جاری
ہزارون کافر بدخو مسلمان ہوتے جاتے ہین

نہو دست جنون اتنا تو راہ شوق کا ناصح
کہ پہندے ہر قدم تار گریبان ہوتے جاتی ہین

نہو ایفای وعدہ گو یہہ دلداری تو ہی ظاہر
ہزارون وار چلتے چلتے پیمان ہوتے جاتے ہین

جنون زنجیر سے پہر فصل گل کی آمد آمد ہے
مری دیوانہ ہونیکے سامان ہوتے جاتی ہین

یہان شوق اسیری باعث وارستگی ٹہرا
کہلے بندون ہزارون قید زندان ہوتے جاتی ہین

ہوی ہین غیر سے صدق وہ ہر جل عزیزونکو
کہ غیر و آشنائی عہد و پیمان ہوتے جاتے ہین

بہار بیخزان پائی مری سینہ کی داغون نے
خدا کے فضل سے رشک گلستان ہوتے جاتے ہین

تری دیوانے کیا کیا شوق سی پہرتی ہین وادی مین
فدای خار صحرا جیب و دامان ہوتے جاتے ہین

لبون تک آ نہین سکتے ہین نالی ناتوانی ہی
مری سینہ مین گہٹ کر آفت جان ہوتے جاتی ہین

کبھی تو جھونٹھہ سچ کا امتحان فرماتی صاحب
ہزارون بوالہوس سر و زخواہان ہوجاتی ہین

بھی حسرت ہی مر گر ناز کیہا میری قاتل نے
گذرگاہ ہو نمین کیا گنج شہیدان ہوجاتی ہین

سر شک و تسے جراحت کو ملا ہے مشغلہ تازہ
مین جتنا رو تا جاتا ہون وہ خندان ہوجاتی ہین

نشان کیون کرملے آوارگان دشت غربت کا
بگولونکی طرح برباد انسان ہوجاتے ہین

پھر کچھ ہے کبھی مشتاقونکی اب تو رحم کر ظالم
حریف گنبد گردون گردان ہوجاتی ہین

فراز کشتگان کرتی قاتل کا نشان کیون ہو
کہ پامال خرام نازجانان ہوجاتے ہین

ہمارا جذب کامل ابتوای سفاک باور ہو
جگر سے تیر جو کھینچے پر افشان ہوجاتے ہین

کبھی خنجر لگاتے ہین کبھی ناوک چلاتے ہین
ہماری درد دل کے خوب درمان ہوجاتی ہین

سرشک دیدہ مین خونابہ دل کب ہی شامل ہے
پر اب لخت جگر بھی نذر مژگان ہوجاتی ہین

خلاصی پاگئی جو اوٹھہ گئی دنیائی فانی سے
جو بس ماندہ رہی ہین قید ارمان ہوجاتی ہین

گلستانمین بہار وحشت افزا آتی جاتی ہی
گلو تنکی پرزے پرزے پھر گریبان ہوجاتی ہین

ہر اک امید آغشتہ بخون کیونکر نہو جائے
فدای آرزوی دل پرارمان ہوجاتے ہین

تمہاری کا جذب شوق خستگی قابل تماشا ہی
کہ سقتل مین جدا تیر و نسی پیکان ہوجاتی ہین

ہیمی زلف پیچان سایہ افگن ہوگئی شاید
پریشان تختہ ہای سنبلستان ہوجاتی ہین

ذرا آنے پائی بزم یار مین کوئی یہہ قدغن ہی
معین دھوریو نپر اونکی دربان ہوجاتی ہین

سواد کاکل مشکیں بلائے جان عاشق ہے
اگر گیسوئے معنبر عنبر افشان ہوتے جاتے ہین

وہی کاوش پس مردن وہی دست جنون باقی
کفن پرزے ہوئے مردونکے عریان ہوتے جاتی ہین

جدا کیسو سے ایدل شب دیجور صحرا مین
تو ہم صورت غول بیابان ہوتے جاتی ہین

اگر لطف سخن چاہو غزل ضابطہ کی سن لیجیے
ردیف و قافیہ دست و گریبان ہوتے جاتی ہین

تو بتا دی کہ تجھے پیار کرون یا نکرون
کچھہ علاج دل بیمار کرون یا نکرون

سو گئے ہین وہ انہین پیار کرون یا نکرون
بخت خوابیدہ کو بیدار کرون یا نکرون

عذر اونہین شوق مجھے کیا ہی کشاکش ہی بہم
کچھہ کسی بات پہ اصرار کرون یا نکرون

بسکہ نازک ہے طبیعت بھی ہی نازک اوسکی
نالے ایدل پس دیوار کرون یا نکرون

کافر عشق ہون اتنا تو بتا دی لے شیخ
رشتہ سبحہ سے زنار کرون یا نکرون

کوئی کہتا ہے کہ یہہ چاہیے چالاکیون سے
کچھہ بھی تدبیر گنہگار کرون یا نکرون

اپنے جلنے کا خطر اونکی طرف خوف اثر
ہمدمون آہ شرربار کرون یا نکرون

ہوتا ہے شوق طبیعت کا تقاضا کیا کیا
شرم کہتی ہے کہ اظہار کرون یا نکرون

اونکو حیران رکاوٹ مین مروت نے رکھا
سوچتے ہین کہ مین انکار کرون یا نکرون

مول لینے کوئی آیا ہے دل مضطر کو
اب بھی مین نذر خریدار کرون یا نکرون

بیخودی مین کوئی تقصیر اگر ہو جائے	کہتے اوستی بھی مین انکار کرون یا نکرون
مین تو دیوانہ ہون کوئی ہے بیتاد مجھکو	اپنا سودا سر بازار کرون یا نکرون
اشک امڈی ہین یہہ ڈرتا ہون نہ پردہ کہلجائے	ضبط اسے دیدۂ خونبار کرون یا نکرون
وان طلب دلکی ہے یان دل ہی نہین پہلو مین	سخت حیران ہون کہ انکار کرون یا نکرون
کیا کرون آئی ہے پہر توبہ شکن فصل بہار	رہن مے خرقہ و دستار کرون یا نکرون

دیگر

جرم ناکردہ گنہگار ہون مین	جو سزا دیجیے سزاوار ہون مین
آپ کا طالب دیدار ہون مین	یہہ خطا ہے تو گنہگار ہون مین
ہون مین اک مست ازل ای ساقی	جانے کس نشہ مین سرشار ہون مین
گو خودی بیچنے کو آیا ہون +	بیخودی کا پہ خریدار ہون مین
مرغ کے صیاد نے کچہہ لی نہ خبر	دام مین کب سے گرفتار ہون مین
خار صحرا مین نہ اولجھا ایسے ضعف	کیا گریبان کا کوئی تار ہون مین
رشک کرتے ہین اسیران چمن +	گو ابھی تازہ گرفتار ہون مین
اپنی مرکز کو نہ چھوڑونگا کبھی +	گشت مین صورت پرکار ہون مین

وہ نہ آتے ہین نہ آتی ہے اجل — کس مصیبت مین گرفتار ہون مین

اک نظر دیکھ لے رشک عیسے — چشم بیمار کا بیمار ہون مین

کیف مے سے نہین مست ساقی — اور ہی نشہ مین سرشار ہون مین

مہر خاموشی ہے لب پر اپنے — کیونکہ گنجینۂ اسرار ہون مین

بات بگڑے نہین اپنی ضابط — وہ ہین نادان تو ہشیار ہون مین

سمجھ کر فطرتین ساری خود اپنا تو نہین رہتی ہین — وگرنہ ای بتو ہم بھی تو انسانون نہین رہتے ہین

بہار آئی ہے کیا کیا جشن دیوانون نہین رہتے ہین — گلستانون نہین رہتی ہین بیابانون نہین رہتے ہین

خلش کے طور بھی کچھ اور غمزگانون نہین رہتے ہین — یہ وہ نشتر ہین کہ جنکے یان جانون نہین رہتے ہین

انہین نام خدا جمعیت خاطر مبارک ہو — بلا گردان گیسو کو پریشانون مین رہتے ہین

ہمیشہ سچ سمجھتے ہین کسیکے جھوٹے وعدونکو — عقیدت کیش ہندی محو پیمانون مین رہتے ہین

رہی قسمت سے خالی جام اپنے دور ساقی مین — مگر نقش خط تقدیر پیمانون مین رہتے ہین

ٹھکانا کیا بتائین بادہ آشامونکا اے ساقی — ترا منہ دیکھنے والے ہین میخانون مین رہتے ہین

رہائی ہو چکی اپنی پر پرزادونکے پھندے سے — کہ مضمون تک بھی بندش ہو کے دیوانون نہین رہتے ہین

کوئی ایسے بھی ہونگے آرزوئین جنکی پوری ہون — جہان مین ایک ہم ہی ہین کہ ارمانون نہین رہتے ہین

جہانمین فیض جاری ہوگیا باد بہاری کا | گلونکی ڈہیر گلچینونکی دامانونمین رہتی ہین

ذرا گیسو سنوارو ملگئے ہین اژدہے کافر | لپٹکر صورت ضحاک یہہ شانونمین رہتی ہین

چلین اب حسرت دیدار لیکر کنج مرقد مین | بیابانونمین دیوانے وہ ایوانونمین رہتی ہین

گل عارض ہین اوسکے ہی تجلی شمع ایمن کی | ہزارون بلبل ناشاد پروانونمین رہتی ہین

نگاہ ناز کی قیمت ادا ہو کب غریبون سے | دل و جان و دین و ایمان نذر بیعانونمین رہتی ہین

جواہر نے عروج بخت پایا خاکساری سے | نکلکر معدنون سی آپکے کانونمین رہتی ہین

کوئی جانے تو کیا جانے مذاق بیسروبرگی | کہ پابند علایق محو سامانونمین رہتی ہین

کرم دست جنونکا ہی نہین اک تار بھی باقی | پشیمانون کی بیشک سر گریبانونمین رہتی ہین

بتو بہر خدا اتنا ستانا بھی نہین اچہا | خدا کے بندی ہین ہم بھی مسلمانونمین رہتی ہین

کسیکے زلف و عارض کا کیا ہی مسئلہ واضح | بہم شیر و شکر کافر مسلمانون مین رہتی ہین

کرم ہی یہہ بھی اپنی چارہ سازونکا نہی قسمت | ہری زخمونکی مرہم تک نمکدانون مین رہتی ہین

خدا کیواسطے ای شیخ جی یہہ کونسی ملت ہی | بتون کی سلسلے جاری مسلمانونمین رہتی ہین

بڑہی ہین بیڑیان ٹہنڈی ہوئی ہین بیلیان اونکی | نہ ہی قسمت کہ تبتک بھی وہ نادانونمین رہتی ہین

کسی الزام دین یہہ بھی ہی خوبی اپنی قسمت کی | بیگانے ہین جہانمین جو وہ بیگانونمین رہتی ہین

بہلا ان تہکنت والونسے عرض مدعا کیون ہو | کبھی نخوت مین رہتی ہین کبھی شانونمین رہتی ہین

شرر افشانیان آہونکی دیوانون ہین برہم	اُنہین سے نور کی شعشے شبستانونمین رہتے ہین
دل صد پارہ عشاق ہین گیسو کا گہر ٹہرا	کہ اکثر ٹوٹ کی کچہہ بال بہی شانونمین رہتے ہین
خود آرائی سے کچہہ امید وابستونکو ہوتی ہی	کہ گیسوی پریشان ہر گہڑی شانونمین رہتے ہین
زبانون پر سبق تیہر ہین دامانونمین دیوانون	تمہاری فکر مین لڑکے دبستانونمین رہتے ہین

نہین کچہہ بحث ناخمون سی کہین یا نہ سمجہین وہ
تمہارے تذکری ضابط سخندانونمین رہتے ہین

مطلع غزل ناتمام

منتظر قاتل کا کتنی دیر سی مقتل مین ہون	مر چکون یارب کہین جلدی کہ کچہہ توکل مین ہون

مطلع غزل ناتمام

قفس مین کب اسیران چمن فریاد کرتے ہین	اسیر ہین بہی شکر منت صیاد کرتے ہین

ردیف واو

فدائی کون ہی مین ہون کہ غیر جان تو لو	ابہی تو کہلتا ہی دونون کا امتحان تو لو

کبھی تو بات ہماری بھی کوئی مان تو لو
عدو سے جان فدا کرنے پر زبان تو لو

جواب ہم ملک الموت کو بھی دیں لینگے
عیادت دل بیمار جی مین ٹھان تو لو

تمہاری ہمت عالی نتونگی ناصح
کھری نہو جئے بے سود کچھ زیان تو لو

کسے سے کیسی کو نہ ہو جیتے بد ظن
جو کوئی بات سنو پہلے اوسکو چھان تو لو

عبث تلاش ہدف مشق تیر ناز کو ہے
ہمارا سینہ خدنگو نسے پہلے چھان تو لو

ملیگا بعد نشان جستجو سے کامل سے
نیاریون کی طرح خوب خاک چھان تو لو

کوئی سکھے تو مجھہ آوارہ سی وہ دن ہو کہین
بلاتے ہو جو کسیکو کہین مکان تو لو

فدا سے جان گرامی ہزار جان سے ہین
ہماری غارت جان پر کہین کمان تو لو

تمہاری تیر کا افلاک توڑ کیا جانین
خدنگ تا بہ بناگوش آج تان تو لو

نجاؤ باغ کو تنہا حریف تاک مین ہین
تم اپنی ساتھہ کوئی ایک دو جوان تو لو

یہہ مانا ہمنے بڑی گرم رو ہوا سے نالو
ٹھہر کے سانس کبھی زیر آسمان تو لو

تمہین وثوق ہو بیمار کوئی ہے کہ نہین
گواہ چشم سخن گو ہی تم بیان تو لو

مین کب یہہ کہتا ہون یاور نکیجے اوسکا سخن
سوا جہہ مین عدو کے مرا بیان تو لو

کسینے سچ کہا ہرگز نہین ہین آوارہ
کہان ملا وہ سے مجھے کچھہ بتا نشان تو لو

دہن دریدہ اگر ہو تو کیا ہوا رنجور
کسیکے تیر کی منہ مین کبھی زبان تو لو

حیات کتنی ہے میری قضا ہی دیکھی ہوئی
نیازمندونسے یہہ بےنیازیان کیسی
کسیکے سایۂ دامن مین تم امان تو لو
خدا کو مانیئے منت کسی کی مان تو لو

نہ ضبط کیجیے اتنا کہ جان پر بنجائے
خدا کیواسطے **ضابط** کسیکی مان تو لو

گہر تو آتا ہے نظر صورت زندان مجکو
ہے تقاضائے جنون سوئے بیابان مجکو

ایسجنون وحشت مین سر خار کے چہبہ چلے نیسے
یاد آئی خلش نشتر مژگان مجکو

زورق چرخ برین جسسے ہو غارت دم مین
میری آنکہون نے دکہایا ہے وہ طوفان مجکو

تیرگی آنکہونمین چہائی ہے ترے جانے سے
صبح ہے ہوئی شام غریبان مجکو

دلمین ہے درد تپ ہجر ہے سارے تن مین
اپنے اچہے نظر آتے نہین سامان مجکو

تنہی سر چڑہکے مری دلمین یہہ لہر آتی ہے
زلف پر پیچ ہوئی اسقدر پیچان مجکو

لشکر یاس والم ہے مری ہمراہ رکاب
ہان سمجہتا نہ کوئی بے سر و سامان مجکو

چہا رہی ہے مری آنکہونمین یہہ زلف شبگون
خار آتے ہین نظر سنبل و ریحان مجکو

گرم آہونمین دم سرد بہی نکلے مل کر
ایکدم سے ہوئے گرما و زمستان مجکو

سیکہہ لے آکے کوئی مجہسے جنون کا قصہ
قیس آتا ہے نظر طفل دبستان مجکو

باتین سنکر لب جانبخش کی مین زندہ ہوا
ملگیا باتون مین لو چشمۂ حیوان مجکو

دیکھکر اوسکی غزہ پر گئی ابرو پہ نظر تیر ناکا تھا ملی تیغ صفاہان مجھکو

لو گداتی ہین ملی سلطنت ہفت اقلیم سنگ در اونکا ہوا تخت سلیمان مجھکو

سنگ اسود سی بتو ہی وہان مومن کی نجات خال ہندو ہی یہان رہزن ایمان مجھکو

پھر جنون تازہ ہوا سنکے صدای بلبل زخمہ زن ہو گیا یہہ مرغ خوش الحان مجھکو

پاس تک تیری چلا آون یہہ طاقت ہی کہان مینے مانا کہ نہ روکے ترا دربان مجھکو

دل یہہ کہتا ہی کہ ہے ضبط فغان اولی تر گریہ کہتا ہی کہ دی رخصت طوفان مجھکو

مجھسے کہتا ہی سنا اور غزل ای ضابط

اب تو وہ بت بھی سمجھتا ہی سخندان مجھکو

کسکے آئینہ رخ نے کیا حیران مجھکو نہجان سمجھا کوئی اور کوئی بیجان مجھکو

نگاہ نخشب ہین کبھی لیگیا کنعان مجھکو کیا جھکاتا ہی کنوئین چاہ زنخدان مجھکو

داغ روشن ہین جنون کو مری سر سی پاتک کیا سمجھہ پایا ہے کچھ آپ نے ارزان مجھکو

مجھسے نا رفتہ گران سے جنبی ہو جو حضور کہ تن زار پہ اپنی ہے گران جان مجھکو

ناتوانی نے کیا ہی یہہ مجھے کاہیدہ کیا یہہ دانائی ہی سمجھا ہی جو نادان مجھکو

آپ چالاکی سے کرتے ہین تجاہل مجھسے درد دل کا تری آتا نہین درمان مجھکو

چارہ گر دیکھہ کے جھہ زار کو یہہ کہتا ہے

آدمیت کی نہ کچھہ بات کبھی مجھسے ہوئی
یون تو کہنی کو سبھی کہتے ہین انسان مجھکو

رخصت جان حزین تن سی ہی سر دم قاتل
اک نظر دیکھنے کا اور ہی ارمان مجھکو

صاف تعبیر ہے خنجر سے قلم سر ہوگا
خواب مین آ گئے نظر ابرو ی جانان مجھکو

صفحۂ دشت پہ لکہا ہی جنون کا قصہ
ہی قلم کے لیے درکار نیستان مجھکو

زخم دل پر مری ہنس ہنسکے نمک ملتا ہی
غنچۂ گل بھی ہی خرقت مین نمکدان مجھکو

حافظ مصحف رخسار ہین گیسوی صنم
اب تو ہندو نظر آتے ہین مسلمان مجھکو

آہ تک بھی دل محزون سی نہ نکلی باہر
دل سے حاصل ہوئی کیفیت زندان مجھکو

چشم کا فر کا اشارہ ہی وہ کہا تو جب گر
لو پلے مژگان کہ بتاؤ تو رگ جان مجھکو

المدد دست جنون وقت مددگاری ہے
ہو گیا طوق گلو اب تو گریبان مجھکو

جا ملے تن بھی ہی بہاری تن لاغر مر سے
اپنا دامن بھی ہوا کوہ کا دامان مجھکو

نی بھی [illegible] ہنسا
عشق گیسو نے کیا ہی یہہ پریشان مجھکو

بات کچھہ بن نہ پڑی وصف دہن مین قایل
ڈھونڈھنے سے نہ ملا چشمۂ حیوان مجھکو

ہی بگو لے کی طرح گشت بیابان مجھکو
گردش بخت ہوئی گردش دوران مجھکو

لطف دیتی ہین نہ کیا کیا لب جانان مجھکو
باتون باتون مین ملے لعل بدخشان مجھکو

جسمین عنقاے تصور کا بھی گذری نہ خیال
وحشتِ دل نے وکہایا وہ بیابان مجکو

بڑہ گئی وحشت دل پہر مجہے صحرا صحرا
شہر بھی اب نظر آتا ہے بیابان مجکو

جان دینے پہ رضامندی قاتل ٹہری
سخت مشکل تھی مگر ہوگئی آسان مجکو

فرصتِ آہ نہین طاقت فریاد نہین
آفت جان ہوا ہی غمِ پنہان مجکو

یا عزیزو کا مجہے وردہی اب شام وسحر
اشک خونین نے دیا سبحہ مرجان مجکو

رات ساری مجہے گیسو کے تصور مین کٹی
نیند آئی تو ہوا خوابِ پریشان مجکو

ایجنون گہر سے بیابان کو نجاون کیونکر
جی سے بھائی خلش خار مغیلان مجکو

کوئی تدبیر نہین غمسے رہائی کے مری
موت کا بھی تو گوارا نہین احسان مجکو

ضد یہہ کرتے ہین کہے جاؤ جنونکا قصہ
چین دیتی ہی نہین طفل دبستان مجکو

بیڑیان اونکی نہ ہین پا ہی ہوس اپنا ٹہا
پاس آداب مگر ہوگیا جولان مجکو

دل کہان ڈہونڈون کہان پاون جگر ہمنفسو
تنکے چنواتی ہی گیا یا عزیزان مجکو

قتل کرتی ہے اشارے سے مجہے تیغ نظر
زندہ کر لیتے ہین دم مین لب جانان مجکو

آرزو منکے مری دفن ہین لاکہون کشتے
اپنا سینہ ہی ہوا گور غریبان مجکو

میری آنکہونمین لیسا ہے یہہ سوادِ گیسو
کہ نظر آتا ہے دن رات شبستان مجکو

اپنی شیدا سے بتاؤ کہ تغافل کیسا
غیر جلسہ مین کیا تمنے پشیمان مجکو

استخوان کا تن لاغر سے تقاضا ہے یہی | کب چبا ئینگے سگ یار کے دندان مجکو

ایک دنی سا ہی یہہ زلف کے سودیکا اثر | ہر طرف آئے نظر ات شعبے پیچان مجکو

ہر پری رو کی زبان پر ہے مرا شعر و سخن | جمع کرنیکی ضرورت نہین دیوان مجکو

بادشاہی سے بھی ضابطہ مین زیادہ سمجھون
لیکن غلامی مین جو اپنی شہ جیلان مجکو

ماہ اوس عارض تابان کو نہ کہنا دیکھو | صاف روشن ہی وہ مہتاب مین دھبا دیکھو

سیکڑون تیر نہان ہین مرا سینا دیکھو | چارہ گر زخم جگر دیکھکے سینا دیکھو

جان نثاری کا ہماری ابھی دعوی دیکھو | جان لو ہان لب جانبخش سے فرما دیکھو

اپنا ہر اشک ہی اشک دُر یکتا دیکھو | ابر نیسان ہی کہان دیدۂ ترسا دیکھو

دیکھکر آئینہ حیران نہو بس صاحب | آئینہ آپ ہوا محو تماشا دیکھو

فتنۂ روز قیامت ہی نمونہ اوس کا | قد بالا کو نہ ظاہر مین ذرا سا دیکھو

چشم خورشید کہان اور کہان چشم صنم | صاف اندہا ہی جو ہو دیدۂ بینا دیکھو

اوسکے ہر عضو مین اک حسن جدا گانہ ہی | قدرت حق کا تماشا ہے سراپا دیکھو

آیہ وکسکی تمہین جان کی لالے پڑ جائین | ناصحا کوسے ستمگر مین ذرا جا دیکھو

اوسکی تصویر مصور سے کہنچے کیا معنی | دلکے آئینہ مین عکس رخ زیبا دیکھو

دیکھتا ہوں شب فرقت مین بلائین کیا کیا
اپنی تقدیر دکھائیگی نہ کیا کیا دیکھو

صورتِ چشم ہی گو اوسمین نگر سونکہان
دیدۂ نرگسِ شہلا مین ہی جالا دیکھو

اسے بتو قتل کرو چاہو جلاؤ مجکو
پر خدائی کا نکرنا کہین دعوے دیکھو

چشم نرگس ہے نگہ تیر کمان ابرو کی
ہم بھی اب دلکو نہاتی مین نشانا دیکھو

آخرِ کار نہ سنبھلا دلِ نادان ضابط
ہمنے سو مرتبہ ہر چند سنبھالا دیکھو

رکھتا ہی کیا مقابلہ کی اوس سے تاب تو
ہوا کے منہ کو سامنے آ آفتاب تو

پھر کیجو عندلیب سوال و جواب تو
پہلے تلاش دہونے کو منہ کر گلاب تو

کرتا عبث ہی پہلو سے اب اجتناب تو
جب جاےمین قلب سی ہو کری انقلاب تو

سر پر ہمارے کرچکی نازل عذاب تو
اب زلف کر رہی ہی عبث پیچ و تاب تو

واعظ شبِ فراق کا دیکھے جو خواب تو
روزِ جزا کا پہر نہ سنائے عذاب تو

اک اشک بھری آنکھ کا یہ نینی تال ہے
روئیگا اسکے سامنے پتھر سحاب تو

ساغر ہے ماہتاب صنم آفتاب ہے
لا دور ساقیا تہی قربان شتاب تو

ابر سیہ ہی برق ہے باران ہی ساقیا
دو چار جام ابتو پلا بے حساب تو

ہر ماہ جوشِ اشک نے ساون بنا دیا
آنکھوں مین دیکھ لے مری شکلِ حباب تو

رندونسے کیا حصول کسی شیخ و شاب کو
ای محتسب بتا یہہ حساب و کتاب تو

عشاق ہین زمانہ کے ہین بھی تو وہ ہون
معشوقون مین جہانکے جو ہی انتخاب تو

دعوی جو ہی تو سامنے ہو رشک گل کی گل
کر عندلیب ہمسے سوال و جواب تو

گر واعظ کہتے رندون مین جاتا ہی واعظا
سد پہلے ریش پہ کرلے خضاب تو

پہر منع گر کریگا تو چہوڑینگے ہم شراب
پی دیکہہ پہلے ناصحا جام شراب تو

سودائی دیکہہ پہستے نہ نچو نمین زلف کے
بیٹھے بیٹھائے سر پہ نہ لینا عذاب تو

لاریب بیمثال ہون اہل وفا مین مین
بیشک جفا شعار و نمین ہی لاجواب تو

آخر کچہہ انتہا مری ناکامیون کی ہے
کہتا ہے کون تجہسے کہ کر کامیاب تو

آتی ہے خاک آنکہو نمین میری بجای اشک
اب ای دہان زخم نکر آب آب تو

ہوجای شق جو آہ کرون دم مین افلاک
یہہ خوب جان لے کہ ہی مثل حباب تو

کم تہا مگر جدائی کا صدمہ دیا جو رشک
مرجاؤ نمین تو غیر پہ کیجیو عتاب تو

ہے کون جان نثار بہلا یہہ تو جان لے
فرما تو قتل کرنیکا قاتل خطاب تو

روتا ہے کون خلق سے پوشیدہ ابر بین
کسکے جگر کا آبلہ ہے اے حباب تو

ٹپکا ہی خون آنکہونسے دامن پہ بیگمان
چہرکا جسے بتاتا ہے رنگ شہاب تو

جلتی تہا ہم رات نہ حسرت سے حشر تک
پروانے کو جو شمع نکرتی کباب تو

ضابط کچہہ اب تو لطف اوٹھا ضبط تا کجا
پائیگا حشر تک بھی نہ عہد شباب تو

جہا نہین کشتۂ حسرت کی مدفن کا نشان کیون ہو
نہو گلزار مین بلبل تو شاخِ آشیان کیون ہو

دکہا کر سیان یون وکش سوز نہان کیون ہو
کوئی بجلی سی کہدو وہ ہماری ہمعنان کیون ہو

سخن رس ہو اگر ناصح تو تکلیف بیان کیون ہو
نہ سمجھے بات جو میری وہ میرا ہمزبان کیون ہو

غمِ پردہ نشین کا خانۂ دل مین مکان کیون ہو
جو وہ ملتا نہین تو داغِ فرقت حرزِ جان کیون ہو

کسی امید پر کوئی بھلا گرمِ فغان کیون ہو
اگر وہ مدعا سمجھین تو مطلب رائگان کیون ہو

ٹھہرنے بھی کہین دیتا ہی شوق خانہ ویرانی
تری کوچہ کا آوارہ مکینِ لامکان کیون ہو

سوا جاتا ہون مین اس رشک سی ہی موت القاتل
کہ مقتل مین مرے ہوتے کسیکا امتحان کیون ہو

نہی قسمت یہہ فرما کر نکالا تیر سینہ سے
مرا ناوک دہانِ زخمِ بسمل کی زبان کیون ہو

زمینِ وادیِ وحشت کی اوڑکر خاک چہانی ہی
سرِ شوریدۂ عاشق پہ دورِ آسمان کیون ہو

خدا کے فضل سی ہین عرش منزل نالہای دل
جو در ماندہ ہوا ہو وہ ہمارا کاروان کیون ہو

کہین ہمدردیِ قاتل کی حسرت محو ہوتی ہی
وحید عصر جو دل ہی وہ ننگِ عاشقان کیون ہو

تحمل سے کسیکی بیخودی کا لطف پاتے ہین
گریبانِ صبر کا دستِ ہوس سے دہجیان کیون ہو

یہہ کیا معنی مسیحا ہین جفا سے اوسکے گہبرائین
زبانِ عاشقِ محزون پہ شورِ الامان کیون ہو

نظر سیدھی ہوئی اونکی فلک نی کجروی چھوڑی
یہہ منت کب اوٹھا سکتا ہون دشمن مہربان کیون ہو

بجای خون حسرت سے یہان حسرت ٹپکتی ہی
دہان زخم بسمل مین صدای الامان کیون ہو

مزار کشتۂ چشم سیاہ سرمہ آگین پر
نہو تاب سخن یا رب تو کوئی نوحہ خوان کیون ہو

ہماری ننگ سجدہ سے نہ ہٹے جای بھلا کیونکر
در بتخانہ پر سر ہو تو سنگ آستان کیون ہو

گلہ تقدیر سے کیا گردش گردون سے کیا شکوہ
تری نامہربانی ہو تو کوئی مہربان کیون ہو

ہین اس عزت سے در گذرا نہ کہتے آئی در تک
یہہ کیسی بدگمانی غیر کا چھپنا گمان کیون ہو

بہ کثرت ہین برابر ہی یہ تابش مین مقابل ہی
مثال داغ دلکو ذرۂ ریگ روان کیون ہو

یہ ثابت اور وہ سیارہ یہہ قایم وہ دایر ہے
زمین کوئی جانان پر گمان آسمان کیون ہو

نہو تاب جفا بیداد کی طاقت نہو جسمین
حریف گنبد گردان بھلا وہ ناتوان کیون ہو

پریشانی خاطر سو جسے قید سلاسل سے
تری گیسو کا وابستہ وہ تنگ دو جہان کیون ہو

سگ جانان کو روزی ہو ہی ہی آرزوی دل
مقدر مین ہما کے میری پشت استخوان کیون ہو

بہارین اوسکی بیدردی نے دکہلائین ہمین کیا کیا
نہ دلمین درد ہو ہمدم تو دیدہ خونچکان کیون ہو

تری قدمون سے جو پامال ہونے کی نہو حسرت
فلک پر جادۂ ہموار خط کہکشان کیون ہو

ستایش سے نہین مقصود افشای محبت ہی
بس اپنی بات پر ضابط سے کوئی بدگمان کیون ہو

تجلّیِ سخن یارب زمین سے آسمانتک ہو
کہ ہر مطلع یہ میرے مطلعِ خورشید کا شک ہو

ترا ناوک سے چلے قاتل مرا سینہ مشبک ہو
یہہ ربط و ضبط دونونکو مبارک ہو مبارک ہو

کہون کیا بیقراریِ شب وعدہ معاذ اللہ
یہی کہتکا تھا ہر ساعت کہ دروازہ پہ دستک ہو

کسیکے وعدہ شب سے یہہ کاہش ہوئی دلکو
زوالِ نور وقت دیکہئے کسطرح کب تک ہو

یہہ مانا لطف ملنے کا سوا ہوتا ہے بے وعدہ
مگر انصاف کیجے صبر مضطر سے کہانتک ہو

اگر اوس بزم تک پہونچون تو یون پہونچون بقدر سے
کہ دربانِ درِ جانانکو مجپر غیر کا شک ہو

خذف ہین کوئی جانان کی کہین بلو سی روشن
فلک لیجائے گر چشمِ فلک محتاج عینک ہو

حضور و دور یکسان ہو جمالِ یار کا جلوہ
تصوّر کی اگر آئی دیدۂ مشتاق عینک ہو

تصور ہم بھی کرتے ہین درازی زلف جانانکی
شبِ غم دیکہین طولانی تری آخر کہانتک ہو

کرین کیونکر نہ ثابت آسمانِ حسن عارض کو
ستارونسی سوا روشن جو ہر اک داغ چیچک ہو

ہمین رنج و الم تمکو رہی عیش و طرب ہر دم
وفاداری ہمین تمکو ستمگاری مبارک ہو

صباحت عارضِ جانانکو جادو چشم فتّان کو
درازی زلف کو شوخی طبیعت کو مبارک ہو

خلش کانٹونکی چھالونکو جنون کا پنجہ دامن کو
ہوای دشت غربت عشق بازونکو مبارک ہو

اگر انصاف سیکھے عشق کی سرکار سے سیکھے
برابر ہی یہان نادان ہو یا کیسا ہی زیرک ہو

نہین الزام کچھ اونکو یہ اپنی اپنی قسمت ہی
اشارے ہون کبھی پیہم کسی جانب سے چشمک ہو

یہہ کیا انصاف ہی ظالم برابر ہین سب ہی عاشق
جگر جلتا کسیکا ہو کسیکے دلکو ٹہنڈک ہو

بہلا کیونکر سمجھے جسکے لیئے خونخوار اتنی ہون
کٹاری ہو چہری ہو تیغ ہو خنجر ہو ناوک ہو

مجھے اوسکے ادی پر خار ہین ڈالا مقدر نے
جہان تنکے کو دعوی ہی مقابل مجہسی ناوک ہو

مجھے سودشت شوق آبلہ پائی نی دکھلائے
بجا ہی خار چہالونکی تمنا ہی کہ ناوک ہو

کہین مٹ بہی چکے جھگڑا فدائی دنون جان ضرین
جگر کو توڑکر سفاک دلکے پار ناوک ہو

جگر کی آرزو مدت سی ہی تیرونسے چہن جائی
تمنا ہی یہہ سینہ کی خدنگونسے مشبک ہو

دکہلائے خود نمائی جلوہ عارض معاذ اللہ
نقاب ایسا طلب فرما رہے ہین جو مشبک ہو

وہ آیا نجد مین مجنون سی کہدو ناقہ لیلے
نگاہ شوق دیکہین پردہ محمل مشبک ہو

نظر آجاسکے جلوہ صاف شمع طور کا ناصح
اگر اوس برق وش کا سامنا شبکو یکایک ہو

کہین جلدی کہی آکر الہی قاصد جانان
بلایا ہی تہین بحضرت ضیا لطا مبارک ہو

مخلصی کب ہی محبت کے گرفتارون کو
موت اب تاک ہی ہی ترے بیمارون کو

سوچہا ہی کوئی نیا ظلم ستمگارون کو
ورنہ کیون ڈہونڈہتی پہرتی ہین وفادارونکو

عافیت سوجہی تہ آفت کے گرفتارون کو
کیسی غفلت رہی اس بزم کی ہشیارون کو

کہینچا ہے رشتہ الفت نی کسیکے شاید
دیر سے نکلے صنم توڑکے زنارون کو

اب تو خونخوار بھی دم بھرتے ہین ملت کا بتو
رشتہ تیغ نہین باندھا ہی زنارون کو

خاکپائی تری کیا کیا نہ تجلی پائی
سر تہ طور ہوئی چشم کے بیمارون کو

ہین وہ ذی مرتبہ وحشی ہون کہ آہو آکر
پلکو کسی چنتی ہین تلوونکی مری خارونکو

ہر قدم پر خلش تازہ کا پاتے ہین مزا
آبلی آنکھونمین جا دیتی نکیون خارونکو

کوئی بھی آتا نہین پیر مغان سی جو کہے
بخش بھی دیجئے للہ گنہگارون کو

ہی غرض ہند کوئی بیچنے والا دل کا
کون کردے یہہ خبر دلکی خریدارونکو

کھینچین خوننابہ دلسے ہی ہزارون تمثال
کردیا ہمنے مرقع تری دیوارون کو

منہدم کالبد خاک نکیونکر ہوتا
سیل گریہ نے دبایا مری دیوارون کو

سایہ سان اب تو پڑی رہتی ہین زیر دیوار
وہ ہی جانباز جو گنتی نہ تھے دیوارونکو

وہ ستم کش ہون کہ بیدرد مجھے چین نہین
ظلم مین آپ سکھاتا ہون ستمگارون کو

سخت جان ہون نہین کوئی تیز ہو خنجر قاتل
آزمایا ہی نہ سو بار بھی تلوارون کو

ہین فروتن بھی جو سرکش ہین ستمگار ازل
خم سے خالی کہین دیکھا نہین تلوارون کو

تشنگی کیون نہو قاتل رگ گردنکی سوا
آب مین ڈوبا ہوا دیکھکے تلوارون کو

کہ مزاج طبیعی کو نہین پاس وطن
میانمین بندھا نہ دیکھا کبھی تلوارون کو

کیون نہ بیخود رہون ذرات کہو ہون الست
ہوش درکار نہین آپ کی سرشارون کو

فصل گل آئی بھری دامنِ گلچین کے ہوا ... تختۂ رشک چمن کردیا بازارون کو

فصل گل آئی عنادل سے کہو شاد ہون ... کہ خزان بھی اسی پردہ مین ہی گلزارون کو

بخت خفتہ نے نگراونکا بھی حصہ پایا ... نیند کیا آئے شبِ تار کے بیدارون کو

ہی شبِ وصل غریبان نہ کہین بول اوٹھین ... توڑ دے مرغ سحر کی کوئی منقارون کو

ابر اوٹھا ہی گھٹا جھوم کے آئی ساقی ... خبر میخانہ ملے آج تو میخوارون کو

کلمہ پڑھتے ہی بنی پیر مغان کا آخر ... کفر سے عار یہہ کیسی ہوئی دیندارون کو

ڈالے ہین رشتۂ تسبیح کے بدلے زنار ... سلسلہ ابتو ہوا کفر سے دیندارون کو

جذب کامل بھی ہی کیا خوب تماشا قاتل ... کھینچا لے لاگ جگر نے تری سوفارونکو

بیکسی ہین یہہ مرے درد کے ہوتے ہین شریک ... دلمین کیونکر نہ جگہہ دون تری سوفارونکو

دلمین آتے ہی لگا یا ہی جگر سے بھی لگاو ... خوب آتی ہو لگاوٹ تری سوفارون کو

ہی یہی قصد کہ آنکھو نمین چھپا رکھو نمین ... چشم دل تاک ہی ہین تری سوفارونکو

جلا نہ خاطر احباب نہ کیون برہم ہو ... دخل ہے بزم ستمگار مین اغیارون کو

کچھہ نرالا ہے ترا طرز جفا ہی ظالم ... ہمنے دیکھا ہی زمانہ کے جفا کارونکو

قطع ہوتی ہی ابھی ساری یہہ فقرہ سازی ... نظم اب دو تو دکھا دیجئے نثارون کو

داغ دل کی مری تعداد کا یہہ بھی ثبوت ... دیکھلے اے ستم ایجاد ذرا تارون کو

شیخ صاحب کو مگر حاجتِ دستار ہوئی
جمع کرتے ہین گریبان کے مرے تارون کو

مجکو بھی اے فلکِ حسن دکہاؤ یہہ طلسم
روؤن مین آپ جو ثابت کرین سیارونکو

دلکی ہر لحظہ خبر دیتے ہین نالے مجکو
جانسے چاہون نکیون اپنے مین ہرکارونکو

آتش و آب و ہوا خاک مین ارکان بہرے
سوزِ پنہان نے جلایا ہے مگر چارونکو

حسرتِ دید نکلجائے تو سب کچھ پایا
اور کیا چاہیئے پھر تیرے طلبگارون کو

دل نکیون مظہرِ انوار ہو آئینہ صفت
بہولاکیے مبدء فیاض سے پیکارونکو

پیسکر شوخیِ رفتار صنم اک دم مین
تو دہ خاک بنادیتی ہے کہسارون کو

لیجئے کچھ تو خبر شافعِ محشر میری
داورِ حشر بلاتا ہے گنہگارون کو

اہ سوزان کو نہین ضبط کیا ہے ضابط
کبک کیطرحسے کہایا ہی ان انگارون کو

وہ ناظم ہون ہوا لازم سخن سنجانِ دوران کو
سمجھنا واجب لایقان مری طغرای دیوان کو

کہیر دیتا ہون ای شانہ یہہ سلجہا زلف پیچان کو
غضب ہوجائیگا ظالم اگر چہیڑا پریشان کو

ملیگا جادۂ صحرا کرو تو چاک دامان کو
درِ وحشت کہلیگا پہاڑ بھی ڈالو گریبان کو

خبر بہیجون عزیزانِ وطن کو دشت غربت سے
جو پھیلادی کہین دستِ جنون تارِ گریبان کو

نرالی قطع یہہ خیاط وحشت نے نکالی ہے
سیا ہی چاک کی پردہ مین عاشق کے گریبانکو

پکڑ لیتا ہون مین حیرت زدہ گھبرا کے محفل مین | کبھی اونکی گریبان کو کبھی اپنی گریبان کو
چڑھا یا ہی نظر پر خار صحرا نے وہان دامن | یہان دست جنون نے تاک رکھا ہی گریبان کا
بہار آئی ہی مستانہ عجب وحشت فزائی ہے | کہ میری ساتہہ پہاڑا غنچۂ گل نے گریبانکو
خدا کے فضل سے کیا بیخودی چہائی ہی مستون پر | لگی ہی آگ دامن مین سمجہائین گریبان کو
نبجائیگا جنون ای چارہ ساز و فکر بیجا ہی | کہلی ہے صورت لادیکہلو چاک گریبان کو
تعالی اللہ عجب ترکیب خیاط ازل دیکہی | کہ بخشا پاٹ دامن کو دیا گوشہ گریبان کو
زلبس گستاخ ہی کیونکر نہ دلمین قید کیجائے | رہائی ہو چکی اب حسرت محبوس زندان کو
لکہون مضمون وحشت کیا کہ بہاگی باندہکر دامن | ابہی بحر نہج بحر رمل ہو کر بیابان کو
اسیران کہن کا پاس راحت بہی نکہہ آیا | ہلایا نالونسے تازہ گرفتارون نے زندان کو
ہوا پہر زور وحشت کب ٹہر سکتے ہین دیوانے | جنون پہر توڑتا ہی خیر سی زنجیر زندان کو
اسیران بلا کا ساتہہ کب چہوڑا رہا ہو کر | کہ ہو آتا ہون اکثر پہاند کر دیوار زندانکو
اونہین کیونکر یقین بیکسی ہوتا اسیرونکا | نہ توڑا ایک نالے نے بہی اب تک سقف زندانکو
اوٹہائین شورشین کیا کیا گرفتاران تازہ نے | کہ ٹکرا کر گرایا ہی در و دیوار زندان کو
کبہی رنگ حنا بنتا ہی سرخی بانکی گاہی | چہپاتا کسطرح قاتل بہلا خون شہیدانکو
نکیون سوراخ سینہ مین ہون ہر اک اشک خونین کے | بنیدہا ہی سوزن مژگان نی اس تسبیح مرجانکو

اوسیکا دم اوجالا ہی اندہیری گہر کا وقت ہین	نہ حرز جان کرون کیونکر مین اپنی داغ سوزان کو
رواج الفت ہمجنس قول منفصل ٹہرا	مگر اس عہد مین رغبت نہین انسا نسی انسان کو
کسی کی حسرت دیدار نے کیا گل کہلائی ہین	گل نرگس بنایا سبزۂ گور غریبان کو
بڑہایا یاد گیسو نے بڑہایا یاد گیسو نے	بلا ہو کر بلا ہو کر شب تاریک ہجران کو

غزل ضابط ناشادی اور بھی اک غزل ہم بندش
کہ پیاتا ہون میر اشتاق مین ہر اک سخندان کو

سجا یا رنگ معنی سی گل اشعار دیوان کو	گمان ہی بلبل شیراز کی کہولا گلستان کو
نکلجانے دو ای سفاک زخم دل لگے ارمان کو	کہا نکی چٹکیان لینا اوٹھی دیکھی نمکدان کو
مٹادی مرد و نکی دل سے خیال محشرستان کو	خرام ناز سی ٹھکرا ابھی دی گور غریبان کو
نچھوڑا کوئی وادی مین وہ آوارہ ہون دیوانہ	زمین شعر مین ہی چھان مارا ہی بیابان کو
غریبان مصیبت کو ستائی جسکا جی چاہے	انا ناوک کا دعوی ہی ہر اک خار بیابان کو
ہون عریان ازل مجکو نہین ہی ننگ عریانی	جنون تو ہی بتا کیون نوچتی دامان بیابان کو
سیہ بختو ضیا بخش شب دیجور صحرا ہے	عزیز انکہو نسے جانو دیدہ غول بیابان کو
جنون کی سلسلہ جنبانیان پہر در غلاتی ہین	چلو سیر بیابان کو چلو سیر بیابان کو
نظر ستانہ آتی ہی صف مژگان قاتل سے	دل وحشت زدہ کیا رہ گیا تا شیر نیستان کو

بہارین زرد پہولونکی کہبی جاتی ہین نظر ہمین — جنون کیونکر نہ پلکونسے چنون خار مغیلان کو

خضر رستہ نہ پائین بہول کر آوارہ ہو جائین — بہلا ظلمات سی نسبت کہان ہے سیر شبستان کو

سواد بخت عاشق دیکہنے کی جسکو حسرت ہو — وہ آکر دیکہلے سیر سے شب تاریک ہجران کو

بتاؤ تو کہان جمشید و کسریٰ و فریدون ہین — لحد مین لیگئے کیا جام و کاخ و طاق ایوان کو

ہوا خورشید محشر ریگ شب تاب کا پرتو — معاذ اللہ کیا ظلمت ملی ہے سیر شبستان کو

دوا ہی درد سر سودائی گیسو نے سمجہا ہے — لپیٹے پہرتا ہی دنرات سر سے سنبلستان کو

شرر افشانیان ہر دم کی ہیچ نکلینگی زمانہ کو — کہین رسوا نکرنا آہ سوزان سوز پنہان کو

بہلا تشبیہ کیا ہو سنگریزونسے معاذ اللہ — لب جانبخش پر قربان کرون لعل بدخشان کو

ترے کشتونپہ قاتل بیکسی سی بیکسی چہائی — ملا گور و کفن کب خستگان یاس و حرمان کو

نمک جتنا چہڑکتے ہین ہنسی جاتی ہین بیہودہ — مگر سی دی کوئی یارب دہان زخم خندان کو

ذرا ابرو چڑہا کر منع فریاد کیجئے قاتل — گلے پر رکہی لیتا ہی کوئی تیغ صفاہان کو

کرینگے توتیا کحل البصر اپنا بنا دینگے — ذرا سی خاک پا دیدیجئے اہل صفاہانکو

پریزادو یہان حرف اطاعت نقش ہی دل مین — وہ شایان حکومت تہی ملی خاتم سلیمان کو

کہان یہہ سرخروئی لالۂ احمر اسنے پائی تہی — بہرا ہی اپنے دامن مین مگر خون شہیدان کو

تہو نام خدا ازا دکیا اپنا تصور سے — کہانتک لیگیا زندان و دشتے سیر اربان کو

پڑہتے ہون ضابطِ غزل اکثر بہی ملو بلاغت سے
فصاحت سے زبان کی گدگداون روحِ سحبان کو

سخنور جمع کرتے ہین مری منشور دیوان کو
کہ ہی یہہ نسخہ جمعیتِ خاطر پریشان کو

خلش سے خار کی بیخوف پاکر شمنستان کو
سر شکون نے کیا بازیچہ اطفال مژگان کو

شہید باوفا اب چہوڑ بیٹہا قید ارکان کو
نہ تہوکے گر خضر سو بار لائین آبِ حیوان کو

بڑی دولت ہی استغنا بحمد اللہ یہان منعم
بہرو آلائش حرص و ہوا سے کوئی دامان کو

نمود زینتِ دار فنا پر کیون مری کوئی
کسی نے قبر مین دیکہا نگارستان ایوانکو

تپ غم کی لگی ہین منقلین پر سر دھاہین ہین
بتونکی سرد مہری سے کیا ٹہنڈا زمستان کو

نظر ہے ساقی مخمور کی چشم خماری پر
مین ان آنکہون سے کیا دیکہون بہار گلستانکو

کسیکے سبزہ ریحان خط پر زہر کہایا ہے
دوا مین چارہ گر میری ملا تا تخم ریحان کو

اعزا کو خبر کیا ہے خود ان چشم جادو کی
طلب ہی چارہ سازونکی بلاتین ہین پریخوان کو

نہ آتی سادگی بہی جو بلای جان عاشق ہو
ذرا سیدہا تو کر دیجئے خمِ زلفِ پریشان کو

وہ ہون وحشی بچہاؤن مرگ چہالا کہال کا ہسکی
بناؤن شیر قالین مین ابہی شیر نیستان کو

رکہا الفت مین ہوسے زلف کو تار نظر کی جا
نگہ پالا ہی اس پا بنی مین دیکہو ہمنی ثعبان کو

بڑی وقتون کا ساتہی کوئی بہی ہمدم نہین ہوتا
کہان اس ضعف مین ڈہونڈہون مین اپنی دِ سنوان کو

شہیدوں نے بجھائی تشنگی نزع بمقتل میں
دہان زخم سی چوسا ہی قاتل آب پیکان کو

عروج ذرہ تا افلاک ہوتا ہی مقدر سے
چڑھایا کیسی کیسی کشتوں نے سر پر افشان کو

لگاؤں آگ آہ آتشیں سے خانۂ تن میں
سیہ بختو جلانا چاہیے شمع شبستان کو

کہاں تک اوس پری کو اپنی دیوانوں سی نفرت ہے
پری بنکر تصور بھی کیا اوسکا پرستان کو

فدا اسوجانسی ہوں شان ستار العیوبی پر
دیا دامن بیابان کا حجاب نعش عریان کو

تماشا صنعت صناع قدرت کیوں نہو جانے
نمایش گاہ عالم میں بنایا حسن جانان کو

عنادل کو مبارک شاہدان گل کی رنگینی
گلستان کو میں دیکھوں یا چمن سیر گلستان کو

نہو پہنچو ہمرہان قافلہ شوق خلش مجھسے
وہیں ہو پہنچا جہاں پرسن لیا خار مغیلان کو

نکیوں خلقی تعلق ہو کہ خلاق دو عالم نے
ملایا میری ارکان میں غبار کوی جانان کو

عبیر دشت وحشت ملکے دیوانے بنائینگے
کبھی تو اے صبا لادے غبار کوی جانان کو

شہود شاہد ہستی و غیبت عالم فانی
سمجھنا کیا محالات چمن پیرای امکان کو

کجا ضابطہ کجا ہرزہ سرائی پر یہہ ستی ہیں
تعلی شاعرانہ زیب دیتی ہی سخندان کو

غزل ناتمام مطلع اولی

نور خدا ہی جسمین وہ انسان تمہین تو ہو | حقا کہ ہمشاہی کے شایان تمہین تو ہو
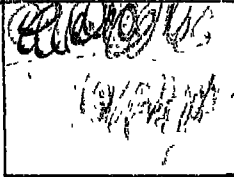
مطلع ثانی

کیون جی ہماری جان کی خواہان تمہین تو ہو | جان کیون نہو عزیز مری جان تمہین تو ہو

ردیف ہای ہوز

دشت مین فوراً اوسے پانی پلائے آبلہ | خار کی سوکھی زبان گر دیکھہ پائے آبلہ

وادی وحشت ہو طی یا پیاسے جائے آبلہ | کب تلک یارب اوٹھاؤ مین جفائے آبلہ

دشت گردی کیلیے مجکو بنایا ہمنشین | خار خالق نے کیا پیدا برائے آبلہ

چلتے چلتے راہ غربت مین اگر بیٹھون کہین | پاؤن پڑ پڑ کر مجھے فوراً اوٹھائے آبلہ

بسکہ نازک ہی بچہاؤن فرش آنکھونکا جو آئی | پاؤن رکھنے سے زمین پر پڑ نجائے آبلہ

حال سوز دل بھلا کیونکر کہون ای چارہ گر | ہاے رے ڈر ہی زبان پر پڑ نجائے آبلہ

ہون مین وہ آتش قدم راہ محبت مین چلا | پاؤن سے شعلے نکلتے ہین بجائے آبلہ

خواب مین بھی اسلئے آتا نہین وہ نازنین | پای نازک مین خطر ہی پڑ نجائے آبلہ

چارہ گر بہر خدا صحرا کو جانے دی مجھے | کچھہ نہین بہتر سوا اسکے دوائے آبلہ

سر کی بل ضابط چلو پاؤن نہین گر چہائی پڑے
تمکو مانع ہو نہین سکتی جفائے آبلہ

نہو سر پر مرے جب یار کی دیوار کا سایہ
ہما کا بہی میسر ہو تو ہی کس کار کا سایہ

نہین آنکہون پہ اوسکی ابروی خمدار کا سایہ
خدا کے فضل سے ستون پہ ہی تلوار کا سایہ

خدایا سر پہ عاشق کے ہو قصر یار کا سایہ
کبہی اس سمت کا گاہی پس دیوار کا سایہ

سوا ہون انتظار دید چشم مست ساقی مین
نکیون مرقد پہ ہوتا نرگس بیمار کا سایہ

ابہی ای سرو ساری سرکشی مٹی مین ملجائے
اگر تو دیکہہ پائے نخل قد یار کا سایہ

ہوا ہون زار دکہا سیدہ یہانتک یاد قد گلفام
مجہے کافی ہی پڑ رہی کو نوک خار کا سایہ

یہی ہی آرزوی دل کہ قصر یار کی یارب
ہوائے در میسر ہی مجہے دیوار کا سایہ

پہ نزار دونکے سایہ سے ہو لاکہون ہی دیوانے
نہ دیکہا تہا سو دیکہا شعلہای نار کا سایہ

خیال ابروی خمدار قاتل رہتا ہے ہر دم
مین دیوانہ ہون مجہپر چاہیئے تلوار کا سایہ

بہلا ہو تیغ قاتل کا بہلا ہو تیغ قاتل کا
جگر تک دلسے پہونچا زخم دامندار کا سایہ

ہوا دیوانہ جو مین دیکہکر تو کیا تعجب ہے
پری کو بہی ابہی ہو جای چشم یار کا سایہ

ملا ہی مرتبہ افتادگی سے کسقدر عالی
کہ ایذا کش نہین ہوتا بشر کے بار کا سایہ

یہہ طرفہ سقف عالی ہو نرالا شامیانہ ہے
نہین سر پر کسیکے چرخ کجرفتار کا سایہ

ڈوپٹہ دوش پہ زربار زری کا ہی پری وش کی
سر دیوانہ پر ہی دامن کہسار کا سایہ

ہمیشہ نخل مژگان سایہ گستر دیدہ یکسان ہی
سنا تھا مستقل ہوتا نہین اشجار کا سایہ

ہوا ہون فکر مضمون کمر مین ناتوان ہوکر
کفن کے بدلی مجھپر ڈالیو اکتار کا سایہ

مری نالونسے پیدا ہم صفیر وہی نوا سنجی
مگر مجھپر پڑا ہے مرغ موسیقار کا سایہ

ہمیشہ خاکساری سی عروج سرفرازی ہی
کہ ہی دستار سر پر خاک پر دستار کا سایہ

دوا میری مرض کی چارہ گر ہی چشم جادو مین
شفا پاؤن پڑی جو مردم بیمار کا سایہ

دُر دندان کسیکے دیکھہ پای جب سے ہنستے مین
ہوا آنکھون پہ میری ابر گوہربار کا سایہ

گران خاطر وہ مجھسے ہین سبک مین ہوگیا ایسا
زمین پر بھی نہایت بار ہی مجھ زار کا سایہ

تجلی رخ انور کا جلوہ ہے زمانہ مین
کہ ہی خورشید عالم تاب ردی بار کا سایہ

خطر ہوتا تپش خورشید محشر سے بھلا کیونکر
لیا ضابطؔ نے شاہا دامن سرکار کا سایہ

زمانہ رنگ بدلتا ہی بیگناہ کے ساتھہ
مگر لگا ہی تری گردش نگاہ کے ساتھہ

سزائین کیون نہون منظور ہون جو راہ کی ساتھہ
کوئی بھی کرتا ہی پرخاش بیگناہ کے ساتھہ

رہا تھا سینہ مین دل کیا ہی عجز وجاہ کی ساتھہ
نکل گیا وہ دہوان بنکے ایک آہ کے ساتھہ

ہوی ہین سوز نہان سی شرر فشان نالے
بھڑک اٹھی ہین یہہ شعلے ہوائے آہ کے ساتھہ

اب آگے دیکھئے کیا تھہرتا ہی گی کمبخت | کہ دل تو ٹوٹ گیا میرا ایک آہ کے ساتھہ
مثال کاغذ بادی ذرا تماشا کر + | اوڑ رہا ہون تن زار کو مین آہ کے ساتھہ
وہ دل کہان ہی جو نالونسے دم نہ لیتا تھا | کہ تھامتا ہون کلیجہ کو ابتو آہ کے ساتھہ
فروغ سوز نہان تابش فراق سے ہے | کہ دلکو ربط ہمیشہ ہی گرم آہ کے ساتھہ
کلیجہ ابتو ستمگر ہوا ترا ٹھنڈا | کہ چل بسا کوئی بیمار سرد آہ کے ساتھہ
پڑے نہ گور غریبان مین کسطرح ہلچل | کہ فتنے حشر کے چلتے ہین تری راہ کی ساتھہ
نکیون ہون کنج لحد مین پس فنا تنہا | کہ چھوٹ جاتے ہین ہمرہ بیچ راہ کی ساتھہ
بھلا گر نہ اطاعت کجا خلاف عجب | اوجھتے مفت ہیں یون اپنے رو براہ کی ساتھہ
بنایا سنگ فلاخن نگر دل مضطر | گھما رہا ہی کوئی گردش نگاہ کی ساتھہ
کبھی تو دیکھلے اپنے امیدوارون کو + | بندھے ہوئے ہین تری دامن نگاہ کی ساتھہ
یہہ کسکے خانہ دل پر گری خدا جانے | کہ برق بھی ہی شرارت بھری نگاہ کی ساتھہ
لگی ہوئی ہری سینہ کی آگ بھڑکائی + | لگی ہوئی ہے شررگرمی نگاہ کے ساتھہ
فلک نے سیکھا ہی نیرنگ دیکھکر آنکھین | کہ شوخی ہی ہے تری نرمی نگاہ کے ساتھہ
ہی طرح کی یہہ دیکھی ہے ناوک اندازی | خدنگ دلمین اترنے لگی نگاہ کے ساتھہ
مزا ہوا اشک ندامت جو دہل کے کورا ہو | طلب کیا ہی مجھے دفتر گناہ کے ساتھہ

ملا ئین خاک مین کیا کیا نہ حسرتین دلکی
خدا کے سامنے اسکا بھی فیصلہ ہوگا
بس اپنی جان حزین کا ہی اب خدا حافظ
پناہ شافع محشر نچھوڑے میرا ساتھہ
یہہ ہمنے شان رحیمی کا جوش دیکھا ہے
ہماری تہمت بیجا بھی منکشف ہوجای
ہوا ہون اپنی گناہونکا آپ مین شاہد
بلا سبب یہہ ہوا کسلیئے مری درپے
گرہ ہی دونون کی دشوار کب کہلے مجہسے
رضای یار ہو تسلیم ہے یہہ کیش اپنا
کرون نہ ہاتہہ پہ پیر مغان کی کیون بیعت
دل حزین نگہ ناز کا ہوا منظر
رہی نہ کوچہ گیسو مین دل نکلجاسے
تمہاری یاد مین ذرات دیکہہ لیتا ہون
ہماری اونکی جو نسبت ہوئی مناسب ہے

کدورتین یہہ کہان کی ہین بیگناہ کی ساتھہ
یہ سلوک کی ہین جو بے گناہ کے ساتھہ
گلے کو انس ہوا تیغ بے پناہ کے ساتھہ
شفیع حشر کی مین بھی رہون پناہ کی ساتھہ
کہ عفو پہرتی ہی ہر ایک عذر خواہ کی ساتھہ
جو مدعی کو طلب کیجیے گواہ کے ساتھہ
وہ معترف ہون کہ حاضر ہوا گواہ کے ساتھہ
مجہی بھی سو نہ کوئی جرم رو سیاہ کے ساتھہ
بندہا ہی بخت سیہ کا کل سیاہ کے ساتھہ
غرض نہ دیر سے مطلب نہ خانقاہ کی ساتھہ
بسر ہوئی نہ مری اہل خانقاہ کے ساتھہ
کرم کیا ہی تو ممنون رکہہ پناہ کے ساتھہ
یہہ سرزنش ہی اونہین خانمان تباہ کی ساتھہ
وگرنہ او غرض کیا ہی مہر و ماہ کے ساتھہ
فقیر کو بھی تناسب ہی بادشاہ کے ساتھہ

دم غضب مجھے ترچھی نظر سے دیکھتے ہین
کریم ہین کہ ستم بھی ہے اک رفاہ کی ساتھہ

شب فراق مین یہہ جلوہ گر نہین انجم
چہڑہائی ہے فلک کی ہوئی سپاہ کی ساتھہ

نظیر اوسکا بہلا ہو سکے کوئی کیونکر
مشابہت بھی کسیکو ہے اشتباہ کی ساتھہ

اسی سبب سی سرافراز ہوگئے شاید
مرا بھی دل ہے تری گوہر کلاہ کی ساتھہ

کٹے گی کب شب دیجور کی بلا یارب
بدل چکے بھی کہین رات یہہ نگاہ کی ساتھہ

پہنسایا پہلو کے پالے ہوئی آفت مین
کرم یہہ دل کا ہوا اپنی خیرخواہ کے ساتھہ

بھلا وہ ضبط کا دامن ہے چھوڑنے والا
کہ احتیاط ہے ضابط کو اشتباہ کیساتھہ

ردیف یای تحتانی

معرض بحث سخن سنج دہن کسکا ہے
پہلو ہر بات مین سو ہین یہہ سخن کسکا ہے

سیدہی چالونمین اکڑنے کا چلن کسکا ہے
چرخ کجباز مین یہہ چالیا پن کسکا ہے

سبکی سن لیتے ہین یہہ پاس سخن کسکا ہے
ورنہ منہ مین نہ زبان ہو وہ دہن کسکا ہے

نغمہ سنجئے عنادل بھی ذرا سن سمجھے
ان نواؤنمین بھلا طرز سخن کسکا ہے

نہ سہی کوئی ادا قاتل عشاق مگر
غارت جان یہہ بیساختہ پن کسکا ہے

میری سے نالۂ جان سوز عنادل تو سنائین | غنچے بتلائین تمہارا سا دہن کسکا ہے

کیون جھکاتا ہی کنوئین یوسف دل سیچ بتلا | جسمین تو غرق ہی وہ چاہ ذقن کسکا ہے

ہان نہین آپ ستم پیشہ عیاذاً باللہ | پہر مقلّد یہہ بہلا چرخ کہن کسکا ہے

جان نثاری کی جھجک پر جو کسو کہلجائے | کہوٹا بازار محبّت مین چلن کسکا ہے

نہ سہی زلف معنبر کا وہ ہمسر نہ سہی | پر ہوا خواہ بہلا مشک ختن کسکا ہے

جسکو ہر ایک سمجھتا ہو کہ یہہ میرا ہے | کسطرح کہئے کہ وہ غنچہ دہن کسکا ہے

چھپٹی جاتی ہی لبون سے مرے مشتاق کیطرح | تجکو الشوخ زبان ہو و دہن کسکا ہے

ہے فشار دل افسردہ عاشق ہردم | تقویہ جانئے وہ سیب ذقن کسکا ہے

کوکب بخت ثوابت سے نہ سیّارہ ہون کیون | یہہ تو سمجہو کہ بہلا چرخ کہن کسکا ہے

ساقیا دیکہہ ذرا اپنے مے آشامون کو | کون مدہوش ہوا نشّہ ہرن کسکا ہے

شعلۂ طور کا پرتو ہے عیان نام خدا | مظہر نور سراپا یہہ بدن کسکا ہے

شمع کا پردہ فانوس مین جلوہ ہی مگر | صاف ملبوس مین کندن سا بدن کسکا ہے

وسعت آباد جنون تنگ نہین عاشق پر | کوچۂ یار ہی چہوٹا تو وطن کسکا ہے

دیکہہ آغشتہ بخون کون ہی مین ہون کہ حریف | سنگ اطفال سے گلنار بدن کسکا ہے

دختر رز گر نہین شیشہ کی پری ای ساقی | قاف مینا مین بنا پہر یہہ وطن کسکا ہے

لا کہہ کہتے ہین مگر ایک نہین سنتا ہون — میری کانو مین بہہ لطف سخن کسکا ہے

جب طبیعت ہی نہ یکسو ہو تو کیا بات بنے — شاعری کیسی بھلا لطف سخن کسکا ہے

کاوش دست جنون بعد فنا بھی نہ گئی — جیب و دامان پہ چہوڑا تو کفن کسکا ہے

تیرا دیوانہ ہوا فکر علایق سے بری — ورنہ یون لاشہ لیے گور و کفن کسکا ہے

پہہ پتا گور غریبان مین ہی میرا قاتل — قبر مین چاک گریبان کفن کسکا ہے

ہم شہیدان وفا مین نہ ملا کشتۂ حرص — لاشہ پہچان کہ محتاج کفن کسکا ہے

کچہہ تو فرمائیے اتنا تو نہ اوڑیے ضابط
پاس ہر بات مین ای مشفق من کسکا ہے

شغل کیا کیا ہین حضرت دل کے — طرز سیکھے ہین رقص بسمل کے

شور سن سن کے نالۂ دل کے — تپتے ہی بند ہین عنادل کے

ولولے دل مین اوٹھتے ہین کیا کیا — عشق صادق کی شوق کامل کے

مر گئے پر بھی ہون فدای حبیب — گرد پھرتی ہے گرد محمل کے

آپ امیدگاہ ہین سب کے — ناز کش ہین کریم سائل کے

غیر ساقی سے ہے یار بیخود ہے — رنگ بدلے ہوئے ہین محفل کے

ہین جو لپٹا بگڑ کے فرمایا — واہ کیا کیا ہین حوصلے دل کے

آج مقتل مین گل کہلے کیا کیا
جوش سے تیغ ناز قاتل کے

المدد چشم تر برائے خدا
خشک لب ہو گئے ہین ساحل کے

سرخرو ہین شہید مرقد مین
شوخی فندقِ انامل کے

وحشت دل کے عذر کرنے آئے
کیون اثر دیکہے جذب کامل کے

ہر نفس رہبر عدم ہے یہان
سامنے ہم کہڑے ہین منزل کے

شوق پہر لے چلا کہین مجہکو
پہر ہین سامان غارت دل کے

نہون کس طرح ناشکیب نہون
صبر حصے ہی مین نہین دل کے

تنگ ہی ہین جگر کو حسرت سے
کس ہوا مین ہین آبلے دل کے

دل سے ٹہرا اپنا قشہ ضابط
کیا مقابل ہو کوئی جاہل کے

پاس اداب جنون پہر خدا رہنے دے
سنگ در سے سر شوریدہ جدا رہنے دے

تنگِ عریانی کا پردہ سا لگا رہنے دے
کوئی تو دستِ جنون تار قبا رہنے دے

دوش تک موجۂ گیسو کا تموج پہنچا
اک طلاطم سر عشاق بپا رہنے دے

مستحق خلشِ خار ہین لاکہون تجہسے
اتنی آتش قدمی آبلہ پا رہنے دے

ہاتہ آئیگا نہ پہر یہہ پر ارمان وحشی
دلکو آغوش تمنا مین دوبارہ رہنے دے

واشد خاطر محزون نہوئی اے واعظ　　باغ فردوس ہرا ہی تو ہرا رہنے دے

آنکھونکا جوشش گریہ سے تقاضا ہی یہی　　زورق چرخ کو طوفان مین پُرا رہنے دے

تا دم واپسین تصدیق تصور ہے یہان　　شنکا گردن کا ڈھلا ہی تو ڈھلا رہنے دے

مستقل ہے شجر یاس کی تکوین یہان　　نخل امید کی اب نشو و نما رہنے دے

اے صبا نکہت گیسو کی ہوا سر مین ہی　　پہولون سی دامن گلچین کو بسا رہنے دے

طائر حسن خداداد کا شہپر ہوگا　　شانہ سے اپنی دوپٹہ کو ڈھلا رہنے دے

آستیان محبت سی تو اے چرخ دنی　　اپنی کجبازی پاین پشت دوتا رہنے دے

پہر نہ بہولیگا ہمین وعدۂ اغیار اگر　　طاق نسیان پہ تو اکبار دہرا رہنے دے

دیکھ معمورۂ عشاق بتون کا دل ہے　　اپنی دلمین تو مری دلکی بہی جا رہنے دے

ہاتھ آئیگا نہ دامان اجابت کب تک　　مضطرب دست دعا کو تو اوٹھا رہنے دے

دست کش ہین سر احسان اطلس سے غریب　　لذت درد ہم آغوش فنا رہنے دے

پڑ گئے دیدۂ دیدار طلب مین چھالے　　گرمیان اے نظر شوق ذرا رہنے دے

باز رکھ مجکو نہ طوفان قضا سی ناصح　　غرقۂ موجۂ تسلیم و رضا رہنے دے

کیا ہی پُر جوش ہے صہبای ولای ساقی　　پای خم دیدۂ میکش پہ دہرا رہنے دے

شرم آتی ہے پری بنکلے تری آنکہونمین　　کیون نہ بیخود ہون شب وصل حیا رہنے دے

کس سے گھونٹونگا گلا دست ہوسناک جنون
ایک وہ تار گریبان مین لگا رہنی دے

نغمہ سنجئ عنادل کا مزا آئے گا
پس دیوار مجھے نالہ سرا رہنی دے

ناصحا داغ تمنا ہین ہزارون لاکھون
غنچۂ دل ہین تو یہہ باغ کھلا رہنی دے

سبز بختی سے قدمبوسئ جانان پائی
شوق خون گشتہ کو مضمر بہ حنا رہنی دے

چارہ گر لطف خلش پہر نہ ٹہرنے دیگا
دامنِ آبلہ کانٹونمین پھنسا رہنی دے

یہہ سویدا ہی سپندِ نظرِ بد ہو گا
تو مری دلکو نگاہون سے چھپا رہنی دے

فرصتِ سبزہ سرائی ہے کہان ای ضابط
پر کہین شوق طبیعت کا مزا رہنی دے

درِ مضمون نلے ہر شعر تر سے
زمین سینچی ہے یہہ آب گہر سے

لگی ہے اگ سی سوزِ جگر سے
بجھاتا ہون سرشکِ چشم تر سے

ادب لازم ہے کہدو نامہ بر سے
قلم کیطرح چلنا راہِ سر سے

کبھی جاتی ہین آنکھونمین ادائین
بچا یارب اونہین میری نظر سے

ہوا ہمساز سوزِ دل کا خورشید
جو کھولی آنکھ ظالم نے سحر سے

ثبوتِ بے ثباتئ چمن ہے
بیان شاہدِ گل برگ تر سے

جگہہ تھی شوق سے باقی نہ دلمین
غمِ فرقت نے جا پائی کدھر سے

نزاکت اپنی خود بار گران ہے — اوٹھے کیا بندش مضمون کمر سے

ہون بحر شعر مین موتی کی لڑیان — اگر نیسان فکر اک لحظہ برسے

کہین یارب شب یلدا کا نسخہ — مرکب ہو طباشیر سحر سے

سوادا لوجہ ہو اب تو شب غم — چھپالے منہ کو دامان سحر سے

اگر پڑ جائے عکس عارض صاف — کلف جاتا رہے روے قمر سے

دم گریہ ہے دانتون کا تصور — مرے چشمے بہرے آب گہر سے

نہ یون اونپر کہلے شوق اپنا یارب — ادا کیون ہو زبان نامہ بر سے

ہوا ہے در پہ جان بازون کا میلا — وہ بیٹھے ہین ابھی تک بیخبر سے

بگولا بنکے ہوا ون پر تصدق — غبار اپنا اوڑے گر رہگذر سے

یہہ چشمہ بحر احمر سے ملے گا — بہا خوننابہ دل چشم تر سے

بھلا کس طرح عارض پر پڑیگی — یہہ شوخی ہو چکی پائے نظر سے

شب دیجور کے ہین داغ دلمین — مرا مرہم ہو کافور سحر سے

بتون سے شکوہ بیداد کیسا — سمجھ کچھ بھی لیا تھا پیشتر سے

خدا جانے مرے دلکو ہوا کیا — دہڑکتا ہے سوا کچھ پیشتر سے

نگہ ہے جذب مقناطیس اسمین — ترا ناوک بچے کیونکر جگر سے

پیام یار بھی بے لطف لایا / کوئی کیا پوچھے مرغ نامہ بر سے
نہ لے کاخ ہستی بھی ہے کیا شے / خرابی دیکھتی ہے چشم در سے

خدا کے سامنے ضابط کہون گا
شفاعت خواہ ہون خیر البشر سے

یان سر قلم ہوا وہ کمر کا کمر مین ہے / انداز برق خنجر بیداد گر مین ہے
تاریک سب جہان ہماری نظر مین ہے / سودائی زلف یار بھرا اپنی سر مین ہے
بجلی مین شوخیان ہین نہ تیری شرر مین ہے / کیا کیا چمک دمک تری تیغ نظر مین ہے
مذکور تیرہ بختی عاشق بھلا ہو کیا / پنہان ہزار شام الم یک سحر مین ہے
اللہ ری شوق دید بتان کچھ نہ پوچھئے / تار نگاہ رخنۂ دیوار و در مین ہے
ہون منفعل کہ خنجر قاتل گلا دیا / آتش بجای خون مری زخم جگر مین ہے
قاتل کی اس ادا پہ نکیون جان فدا کرین / تیغ ستم ہے دوش پہ خنجر کمر مین ہے
لاکہون اسیر ایک سلاسل مین ہو گئے / چوٹی کا بند و بست بلا اوسکے سر مین ہے
بیہوش ہی کوئی کوئی بیمار نیم جان / جادو بھرا ہوا نگہ عشوہ گر مین ہے
خالی دماغ اپنا نکر قصہ خوان عبث / آنسو بجائے خواب مری چشم تر مین ہے
بیٹھا کبھی ہے درد کبھی التہاب ہی / دوہرا مزا جراحت تیغ دو سر مین ہے

پھرتا ہے شعلون کو لیئے مہر و ماہ کی ۔ پیر فلک تجسس تار کمر مین ہے
باندہا ہے یا زوو مین جا شوق کو مری ۔ تیزی اسی سبب سے کبوتر کے پر مین ہے
بیمار غم کو دیکہنے آئی ہین بیقرار ۔ اب کیا کلام جذب محبت اثر مین ہے
خورشید کی سپر کو نلے سر پہ چرخ کیون ۔ خنجر کہنچا ہوا کف بیداد گر مین ہے
کہائی وہ استخوان جو سگ یار نے بچے ۔ باعث یہی شرف کا ہما تیری پر مین ہے

ضابطہ چہپاؤ لاکہہ کہین آنکہہ ہی لڑی ؛
سب تاک جہانک آپکی میری نظر مین ہے

ربط دل ہے ابروی خمدار سے ۔ زخم کہائی ہین اسی تلوار سے
گرتا ہے سو چشمگین طوفان پہ ۔ قطرہ قطرہ چشم دریا بار سے
اور بہی سب جلانے کا موقع مل گیا ۔ زخم دل کو مرہم زنگار سے
سینہ مین دل ہین جگر ہین سو جگہہ ۔ داغ کہائے آہ آتش بار سے
نالہ جان سوز میرا شعر ہو ؛ ۔ مل گیا آواز موسیقار سے
بسمت کس گلرو کا سو ای عندلیب ۔ پہول جہڑتے ہین تری منقار سے
ہے ہوتا ہے کہین اب ترک عشق ۔ ناصحا حاصل تری تکرار سے
علاج زخم دل منظور ہو ؛ ۔ مشک منگوا لیجئے تاتار سے

بہول جاے چہچہانا عندلیب — گفتگو ہو گر کسی طرار سے

انس ہے آزار کو دل سے مرے — دل مرا مانوس ہے آزار سے

خاطر وحشی ہے لکھہ ضابطۂ غزل

ورنہ مطلب تھا نہ کچھہ اشعار سے

دہیان کچھہ آپکو ادہر بھی ہے — کوئی مرتا ہی کچھہ خبر بھی ہے

شوق کیا کیا نہ پر اثر بھی ہے — کچھہ ادہر بھی ہی کچھہ ادہر بھی ہے

درد دل ہے کہین مفر بھی ہے — ایک سان شام بھی سحر بھی ہے

نامۂ شوق کسطرح بہیجون — کون لیجائے نامہ بر بھی ہے

چہوڑ دینا نہ ناوک قاتل — دلکی نزدیک ہی جگر بھی ہے

ای شب ہجر یہہ تو بتلا دے — میری تقدیر مین سحر بھی ہے

ہمتو سنتے تھے دور گردون مین — دنسے شب شام سے سحر بھی ہے

کسجگہ ڈہونڈہی کوئی ہجر نصیب — کہین اس رات کی سحر بھی ہے

پالی جاتی ہے ناز و نعمت مین — شبکی آغوش مین سحر بھی ہے

رنگ لائیگی آہ نیم شبی — دورِ گردون مین گر سحر بھی ہے

روک سکتا ہی کیا مجھے دربان — اونکا در ہی تو میرا سر بھی ہے

نقد دل مفت کیون نہین لیتے — اسمین کچھ آپکا ضرر بھی ہے

نہ بجھی اپنی آگ پانی سے — سوز دل بھی ہے چشم تر بھی ہے

شوق سے مشق ناز فرمائین — دل بھی موجود ہے جگر بھی ہے

کون مرتا ہے کون جیتا ہے — بیخبر کچھ تجھے خبر بھی ہے

میرا سا حال آپ کا ہوگا — گر محبت مین کچھ اثر بھی ہے

سود کیا اپنی منتون کا ہو — وہان ہر آنسو رخنہ گر بھی ہے

اب کہان جاؤ گے خدا کے لئے — گرم موسم ہے دوپہر بھی ہے

ساقیا کچھ اولش عنایت ہو — ایک سائل ترا ادہر بھی ہے

ہے خدا اپنی جان کا حافظ — تندخو ہے وہ کینہ ور بھی ہے

وہ ہے جانباز تیرا قتل مین — دو قدم سب سے پیشتر بھی ہے

آئی توبہ شکن گھٹا گھنگور — ساقی غیرت قمر بھی ہے

اونکو کب اپنی عیب پر ہے نظر — دیدۂ کور بے بصر بھی ہے

اپنے دیوانہ کو سنبھالین آپ — ہیچکارہ ہے بے ہنر بھی ہے

ناز ہے غیر کو وفاؤن پر — صلح کے ساتھ کچھ تو شر بھی ہے

جان کھوکر بلا ترا ناوک — نفع کے ساتھ مین ضرر بھی ہے

جیتے جی تک یہہ سب بکھیڑے تھے
چل بسے قصہ مختصر بھی ہے

شکوۂ ہجر و وصل مین کیا ہے
چپ رہو قصہ مختصر بھی ہے

ہمسے بے لطف ہی جو بزم طرب
لو چلے قصہ مختصر بھی ہے

شب وہی شب ہی وصل وقت مین
طول بھی ہی یہہ مختصر بھی ہے

صید بسمل کو چھوڑے جاتا ہے
ناوک انداز کچھہ خبر بھی ہے

مین ہون اور میرا کنج تنہائی
تجھکو ظالم مری خبر بھی ہے

ٹھوکرین لکھہ گئین ہین قسمت مین
ہم بھی ہین تری رہگذر بھی ہے

اتنی بیتابی کیون کہو ضابط
اون کے دل پر کہین اثر بھی ہے

ہمنے مانا کہ ہماری اونہین پروا کیا ہی
دل جو اسپر بھی نہ مانے تو اجارا کیا ہے

کیا بتائے دل مشتاق ارادا کیا ہے
آپ ملجائین تو پہر اور تمنا کیا ہے

ہمتو رسوای زمانہ ہین تمہارا کیا ہے
تو بھی سن خلق خدا مین ترا چرچا کیا ہی

کیا بتاؤن مین تمہین حال کسیکا کیا ہی
ایسے بیمار کے بچنے کا بہروسا کیا ہے

کیون کرین شکوۂ بیداد تو نیا کیا ہی
جان اونکی ہی دل اونکا ہی ہمارا کیا ہی

چین لینے نہین دیتا ہی کسی جا ظالم
مینے اس چرخ ستمگر کا بگاڑا کیا ہے

چاہین جسطرح ستاہین وہ ہمارے لکو — دی ہوئی چیز ہین اونسے ہمین دعوی کیا ہی
چارہ گر داغ جگرسے بھی زیادہ ہے چین — کیسا مرہم یہہ لگایا ہے یہہ پھاہا کیا ہے
یوہین پائیگا سزا اپنی کیئے کی نادان — ہرگھڑی اسے دل مضطر یہہ ٹھہر کتا کیا ہی
مضطرب ہوگے نہی بات بگاڑی کسنے — وہ تو نادان ہین اونسے ہمین شکوہ کیا ہے
کیا کوئی ظلم فلک نے نہی اوٹھا رکھا ہے — اے بت وپھر خدا میرا ستانا کیا ہے
کج ادائی کا تو خوگر ہی سہی ای ظالم — ہم رضا جو ہین تو پھر اتنا بگڑنا کیا ہے
نہ سہی پاس مروت نہ سہی وضع کا پاس — صاف کہدیجئے اتنے ہیئے جھگڑا کیا ہے
ہیرے کہنے سے مرا حال وہ کب سنتی ہین — خود سمجھ لینگے کبھی اونسے تقاضا کیا ہی
چاہنے والا زمانہ ہین کسے ملتا ہے — وہ سمجھتے ہی نہین عاشق شیدا کیا ہے
ابتو کہل جائیے للہ کہ ہی شرم کی بات — آپکا مجھسے مرا آپ ہی پردا کیا ہے
میری آنکھو نہین ہو شوقسے دِ شرم وحجاب — پردہ چشم سے بہتر کوئی پردا کیا ہے
اونکو نفرت ہی سہی یان تو ہے رغبت اونسی — وہ ہماری ہین ہم اونکے ہین کسیکا کیا ہے
دونون پہلو مین مری درد تو رہتا ہی ضرور — دل کسے کہتی ہین کیا جانون کلیجا کیا ہے
کس تجمل سے پری رو ترا دیوانہ ہے — دیکھہ تو بھی پس دیوار تماشا کیا ہے
ہین وفا کیش جفاؤنکے اوٹھانے والے — بیدھڑک ظلم کیے جائیے صرفا کیا ہے

پائی ناقہمی کی پاداش نہ کیا کیا آخر
خیر ہے حضرت دل ادراک کیا ہے
اپنی خواہش سے ہوا ہون تری نظروں مین حقیر
ورنہ اعزاز مرا خلق مین اخفا کیا ہے
جان کر جانکو انجان نہین ڈالا ہم نے
ورنہ نادان تری بات سمجھنا کیا ہے
یون تو دیوانہ جسے چاہی بنائی وہ پری
ورنہ ان آنکھونسے ہمنے بھی یہ دیکھا کیا ہے
کون ہوتا ہے بُری وقت کا ساتھی یا رب
تیری رحمت کے سوا اور بہروسا کیا ہے

ہوش مین آؤ ذرا خیر ہی سمجھو ضابط
ایک جانب کی محبت کا نتیجہ کیا ہے

یہانتک سب مجھے آرزو تھی کسیکی
کہ غفلت مین بھی جستجو تھی کسیکی
بھلا شرمگین ہو نہ خو تھی کسیکی
چھپی دل مین کیون آرزو تھی کسیکی
یہہ کیا ہو گیا ہیچ تہا ای طبیعت
نہ مین تھا کسیکا نہ تو تھی کسیکی
ہی ورد زبان ذکر یا نتک کسیکا
کہ ہذیان مین بھی گفتگو تھی کسیکی
در انداز کے نقش کیا مجھپہ چلتے
مجھے یاد کچھہ گفتگو تھی کسیکی
کوئی راز کی بات کہتا ہی ناصح
کہین کیا کہ کیا گفتگو تھی کسیکی
یہہ ناحق بگڑنا مجھی سے نہین تھا
ہمیشہ بگڑنے کی خو تھی کسیکی
بہلنا مین کیا حور جنت سے واعظ
نہ بو تھی کسیکی نہ خو تھی کسیکی

کسی کی ہین نیرنگیان کیا بتاؤن
زمانہ کی مانند خو تھی کسیکی

دماغ اپنا کیون گر فلک پر نہوتا
بسائی ہوئی اسمین بو تھی کسیکی

ہی دلکی دلمین یہان غرض مطلب
کوئی یہہ بھی کیا آرزو تھی کسیکی

ہین افسردہ دل کیون نہوتا کہ لمیز
مٹائی ہوئی آرزو تھی کسیکی

ہین ہی کنج عزلت ہین کیا او بہتا
فقط ہین تھا با آرزو تھی کسی کی

اونہین اپنی خود بینیونسے غرض تھی
وہ کیا جانے کیا آرزو تھی کسیکی

پریشان ہون دنیا مین جسکی لئے مین
وہی زلف تو مشکبو تھی کسیکی

کسیکے تغافل کا مارا ہوا ہون
صدا رات دن گفتگو تھی کسیکی

گرایا تھا کس نے نظر سے کسیکو
کہ تشہیر بھی چار سو تھی کسیکی

تغافل نہ خلقی کسی کا تھا ضابط
بنائی ہوئی یہہ بھی خو تھی کسیکی

جگر پر داغ ہین اور دل کا ہر اک زخم خندان ہے
مرا سینہ نہین گلزار حسرت کا خیابان ہے

تصور سے رخ روشن کی دلکا داغ تابان ہے
ستارہ صبح کا ہی ماہ ہی مہر درخشان ہے

فدا جس بت پہ ہوتا ہی وہ نادان ہی وہ نادان ہے
خدا کو بان کہہ اب بھی سمجھ کیا تو انسان ہے

سمجھکر ڈوبنا ہی دل نکلنا اس ہی سے مشکل
نہین ہی چاہ بابل یہہ غبغب چاہ زنخدان ہے

ہوس اور عشق کی ہین کشمکش مین ہون کدہر جاؤن
اودہر ہی کوئی جانان اور ادوہر گلزار رضوان ہی

عبث ہے چشم تر کاوش تجہے اسکی بجہانے نہین
ہوئی پر کبھی نہ ٹہنڈا ہو یہہ سوز داغ ہجران ہی

سراپا ہمنے اوس سر دفتر خوبی کا سب لکہا
مگر منہ اور کمر کے وصف مین مضمون نسیان ہی

کہانتک پاؤن پہیلا ئیگی وحشت تنگ آیا ہون
کہ مجکو وسعت آباد دو عالم تنگ زندان ہی

نہین معلوم یان کس شمع رو کی آج آمد ہے
کہ ہر اک رخنۂ دیوار مین سوز چراغان ہے

ازل مین دل کو اپنے ایسی آہ آتشین پہنچی
اثر سے جسکے ابتک چرخ پر خورشید تابان ہی

مسی سرمہ حنا پان وان لیتی جاتی ہی مشاطہ
دلا ہشیار شاید تیری ہی شبخون کا سامان ہی

اوٹہا انگڑائی سی جو دست رنگین اوس سہی قد کا
تعجب ہے کہ نکلی سرو سی یہہ شاخ مرجان ہی

ذرا آئینہ دیکہو آپ کی صورت پہ حیرت ہی
لبون پر سرمہ ہی پلکون پہ رنگ سرخی پان ہے

کسی نے یان کہا کر شاید ان آنکہونکو چوما ہی
اور اوسکی آنکہہ کا سرمہ تری لب پر نمایان ہی

عطا کی ملک وحشت کی مجہے فرمانہی اوسنے
قیامت تک نہ چہوٹون عشق کا کیا کیا نہ احسان ہی

نظر ہر روز آتا ہی کسوف مہر کا عالم
معاذ اللہ کیا تاریک تر میرا شبستان ہی

تماشا ہی پریشان کا بنایا مجہسا دیوانہ
پریزادو تصور عہد کا اپنے سلیمان ہی

بگڑ جانا سنبہل جانا کبھی رونا کبھی ہنسنا
تری ہر ہر ادا ظالم ہماری آفت جان ہی

شفیع المذنبین ہین ناخدای کشتی است

خطر کیا ہی اگر ضابطؔ غریق بحر عصیان ہی

ہمارا دل ہے اور داغ فراق مہ جبینان ہی
ہمارا سر ہے اور سوداے زلف عنبر افشان ہی

بہار آئی ہی پہر دیوانہ ہوجانیکا سامان ہی
وہی وحشت جنون ہی اور وہی اپنا گریبان ہی

ہماری قتل کا اونکی یہان کیا کیا نہ سامان ہے
طلب ہی قتل نامہ ہاتھ مین تیغ صفاہان ہی

خلش کانٹونکی پہر یاد آگئی پاؤنکی تلوونکو
ارادہ سیر کا پہر اندنون سوی بیابان ہی

تری ہر ہر ادا مین اک نیا عالم نظر آیا
کبھی گیسو سنورتی ہین کبھی کاکل پریشان ہی

چٹکنا غنچون کا خندہ گلون کا چپکے اپنے
قفس مین یاد ہو کر عندلیب زار نالان ہی

عجب کیا ہم سے پریرونکی دیوانے ہین صحرا مین
جنونکی ہاتھ سے چاک گریبان تا بہ دامان ہے

تصور اک پریرو کا ہوا ہے جلوہ گر اسمین
اگرچہ تنگ ہی یہ دل مرا یوسف کا زندان ہی

خط طغرا سی لکھے ہین مضامین زلف کی یکسر
سراسر میرے دیوان مین بہار سنبلستان ہی

ہوئی ہین دفن اسمین لاکھون کشتہ آرزونکی
دل افسردہ عاشق اک گنج شہیدان ہی

بتون کب ہی مناسب جور بیجا اپنی شیدا پہ
خدا کا بندہ ہی جان رکہتا ہی تمپر وہ قربان ہے

بلای زلف کافر سے بچا ہی کون دنیا مین
کوئی آشفتہ سر ہی اور کوئی خاطر پریشان ہے

نہ کوئی بات قتل بے گنہ مین تھی اگر ایسی
سبب کیا ہی جو وہ اپنی کیے سے خود پشیمان ہی

ہما کیسے بچاوے استخوان تیری سینے کوئی
سگ جانان خدا کی شان ہی جو میرا مہمان ہی

ہماری زخمونکی تدبیر سے قاتل نہین غافل
شکر مصری نمک کیا کیا نہ کچھہ صرف نمکدان ہے

نمک ملتا نہین تو سودۂ الماس لا قاتل
مری زخمونکی صورت دیر سے خالی نمکدان ہے

جسے ہم دوست سمجھے تھے جسے ہم دوست سمجھے تھی
وہ کافر دشمن جان ہے وہ کافر دشمن جان ہے

نکل جاتا ہے بچکر ماہِ تابان اور جانب کو
معاذ اللہ کیا ہی پر خطر سیر شبستان ہے

مدینہ مین پہونچنا ضابط مضطر کو ہے شاہا
بڑا دشوار ہے پر آپکے نزدیک آسان ہے

ہاتھہ کانپے ہین دبیر چرخ کی تحریر سے
ناطقہ ہے بند بلبل کا مری تقریر سے

دشمنی بھی دوستی ہو جاتی ہے تقدیر سے
سرفرازی شمع کو حاصل ہوئی گلگیر سے

ہو نہین سکتا ہے ترکِ ظلم اوس بے پیر سے
خوف پھر مجکو نکیون ہو آہ کی تاثیر سے

کیا بلا نازل ہے عشقِ زلف کی تاثیر سے
سر پٹکتا ہون در زندان کی مین زنجیر سے

خود چلے آئینگے وہ کیا فائدہ تدبیر سے
ہے یقین جذبِ دلِ دیوانہ کی تاثیر سے

ہون وہ پابند سلاسل عشقِ زلفِ یار مین
خار نجاتے ہین سنبل سایۂ زنجیر سے

کچھہ اکیلا مین نہین مجروح زیر آسمان
طائر سدرہ بھی بسمل ہے کسیکے تیر سے

خاک ہو جاؤ گے جلکر ناصحا دیکھو نہ تم
ہے صدائے لن ترانی یار کی تصویر سے

باغبان چپ ہو رہا اور کان قمری کے ہوئے
ہوش بلبل کے اوڑے صیاد کی تقریر سے

ای ستمگر اب کہین کہنچتا ہی پہلو سی مرے
تیر کو ہی انس دل سے دلکو الفت تیر سے

جی اوٹھا ہر بار مر کر آرزوی قتل مین
قم باذنی ہی عیان قاتل تری شمشیر سے

بار ہا شبہای تاریک فراق یار مین
کار مشعل کا لیا ہے نالۂ شبگیر سے

آ کوی پہنستے ہین اسمین ای دل وحشی مچہلیان
زلف کی نسبت خطا ہی دام ماہی گیر سے

بہاگتا پہرتا ہون عشق ابروی خمدار مین
بیڑیان مجکو بنا دو آہن شمشیر سے

پہاڑ کر پہلو دل بیتاب دید یار کو
کیمیا کر لیتے ہین سیماب کو تدبیر سے

کیا جلا دیتا سکندر خود گہر ظلمات مین
آئینہ روشن ہوا ہے یار کی تنویر سے

جان بہی تا کی ہی لیکر دل مرا سفاک نے
سیر کب ہوتا ہی صید افگن بہلا نخچیر سے

آرزو ہی سر کے بل چلکر اوسی دیکہون شتاب
ہی دل ضابط کو الفت روضۂ شبیر سے

سینہ مین دلکو یاد ہے اوس گلعذار کی
بلبل قفس مین چہچہہ زن ہی بہار کی

بو لائی ہو صبا نہ کہین زلف یار کی
اوکہڑ سی کچہہ ہوا ہی جو مشک تتار کی

الفت نہ سیر کی ہی نہ رغبت سنگہار کی
کیا سادگی بیان ہو بت سادہ کار کی

ہم جانتی تہے آپکو پہلے سے بیوفا
پر کیا کہین کہ آگئی باتون مین پیار کی

صرصر کی کیا مجال بہلا کوی پار سے
ہستی اوڑا تو دیکہے کسی خاکسار کی

کچھ رحم سے غرض نہ وفا سی ہے اوسکو کام | بیتابیاں عبث ہین دل بیقرار کی

برگشتگی تو دیکہئے اللہ رے نصیب | بگڑا مزاج یار کا یا تون مین پیار کی

پہونچتی قفس مین ابہی سے ہی عندلیب | کیا کیا نہ گل کہلائی گی حسرت بہار کی

دلکو زبانکو آنکہون کو کانونکو کیا کہون | ساری خرابی ہی انہین دو تین چار کی

اکبار مرہی جاؤن بلاسے پہ چارہ گر | تکلیف تو مٹے یہہ کہین بار بار کی

شکل چمن ہی داغونسے ہجر بتان مین دل | بلبل خزان مین ہی یہان صورت بہار کی

قاصد سے باتین اوسنے بنائین ہزارہا | پر بات ایک بہی نہ کہی اعتبار کی

زور جنون مین دست جنون مجہہ ضعیف کو | بیڑی پہنا رہا ہے گریبانکی تار کی

چاہتے تو کوئی یار مین ہو پر یہہ سوچ لو | عادت بگڑ نجائے دل بیقرار کی

ہر شاخ گل پہ پہولتی پہرتی ہی عندلیب | بیخوف ہی خزان سی خوشی مین بہار کی

صبح شب وصال ہوئی کیسی ای فلک | پوری نہونے پائی کوئی بات پیار کی

رسوا کیا ہے نالہ پرشور نے مجہے | دلسے نکل کے ساری جہانمین پکار کی

دل سا بشیر نذر کیا ہے پری وشو | اب کیا کرین تلاش کسی رازدار کی

ضابطہ معاف ہون جو خطائین بروز حشر
رحمت سے کیا بعید ہے پروردگار کی

روئے پہ اپنے دیدۂ گریان اگر کہلے
طوفان بپا ہو کیفیت بحر و بر کہلے

دیکھیں نقاب سے رخ زیبا اگر کہلے
رہجائیں صاف دیدۂ اہل نظر کہلے

اوسنے چھپائی آنکہہ تو زخم جگر کہلے
اک در کی بند ہونیسے ہفتاد و در کہلے

آتے ہیں شام کو وہ سر بام سر کہلے
بہتی ہے برمحل کہ پری کی ہیں پر کہلے

در پردہ اسمیں نور خدا کا ظہور ہے
پر کسطرح حقیقت کنہ بشر کہلے

برسوں شبانہ روز نہ آنسو کبھی تھمیں
اور ابر انتہا ہے نہ برسات بھر کہلے

بالاے چشم کیوں نہوا ابرو کی جا بھلا
مستوں پہ کسطرح سے نہ تیغ دو سر کہلے

دیکھا عبور تار نظر ہے تو یہہ کہا
رہنے نہ پائیں رخنۂ دیوار و در کہلے

تلوار کا کسیس سے کہلجائے جیب جگر
سر سے کیوں نہ جوہر تیغ نظر کہلے

کیا تاب ہے جو ناخن فکر رسا کے ہاتھہ
نادان کسیکا عقدۂ موے کمر کہلے

دڑ چاندنی کا زخم کہلے سے ہے مہ وشو
کیونکر تمہارے سامنے زخم جگر کہلے

نادان مذاق بوسہ شیرین سے کیا مثال
دشنام سے حلاوت شہد و شکر کہلے

ٹانکے لگا چکے تو یہہ سفاک نے کہا
پیکان سلے جو زخم یہہ بار دگر کہلے

یاقوت کا گمان تھا دہوکا تھا لعل کا
دیکھے جو اشک غور سے لخت جگر کہلے

واعظ کبھی ڈرائے نہ شور نشور سے
اوسپر حقیقت شب فرقت اگر کہلے

آنکھون کی راہ خانۂ دل مین گذر کرے
دیکھو تو انتظار مین کب سے ہین در کھلے

فکرین عبث ہین شوق شہادت ہی جوش پر
ٹانکے ادہر لگائی ادہر چارہ گر کھلے

لازم اونہین ہی شرم مجھے تھا ادب ضرور
دونون شب وصال نہ باہم دگر کھلے

تھی فصل گل مین قید خزان مین ہوئی رہا
بلبل تو گو کھلی پہ عبث بال و پر کھلے

شکوہ دنی کیا حصول ہی ضابط بلب خموش
ایسا نہو کہ راز نہان غیر پر کھلے

دشت غربت مین نہ کیا کیا سر و ساماں ہونگے
پاؤن ہونگے مری اور خار مغیلان ہونگے

ناوک انداز اگر قاتل دوران ہونگے
تیر دلسے سینۂ عشاق نیستان ہونگے

بے اثر گرچہ مری نالۂ سوزان ہونگے
یہہ تو ہوگا کہ چراغ شب حرمان ہونگے

الجھون جب تہ مری جیب و گریبان ہونگے
پرزے ان ہاتھونسے کیا دشت کے دامان ہونگے

بانکپن پہ جو تری ناوک مژگان ہونگے
طائر جان ہزارون سر پیکان ہونگے

غیر کے ساتھہ وہ اگر مری پرسان ہونگے
درد دل کے ابھی کیا کیا نہین درمان ہونگے

زلف برہم ہو تو شوریدہ سر و پیر کیا ہے
کسکے مجموعۂ خاطر نہ پریشان ہونگے

آئنہ دیکھتے ہین زلف بناتے ہین وہ آج
لاکھون حیران ہزارون ہی پریشان ہونگے

شب فرقت مین بھی تنہا نہ رہون گا ہرگز
ہمنفس ساتھہ مری حسرت و ارمان ہونگے

زندگی مین جنہین افسوس نہ تھا کچھہ مجھپر　　وہ پسِ مرگ بھلا خاک پشیمان ہونگے

دیدۂ تر کے سوا دشت بلا مین ہمدم　　کون روئیگا مرے زخم جو خندان ہونگے

ہرگز مجھسے نہوگی کبھی جانبازی مین　　سدِّ رہ اُنکی جو اونکے سگِ دربان ہونگے

اے جنون مژدہ کہ پہر فصلِ بہار آتی ہے　　دشت و کہسار سب اِن روزون گلستان ہونگے

ق

جیب و دامان نہین باقی تو نہین کچھہ پروا　　ہاتھہ ہونگے مرے اور کوہ کی دامان ہونگے

نالے کہتے ہین کہ دم بند کرین رعد کا ہم　　اشک امڈے ہین کہ دیکھو ابھی طوفان ہونگے

پھر ہوا زورِ جنون پہر کوئی دم مین ناصح　　جیب ہوگی نہ گریبان نہ دامان ہونگے

شورشِ اشک نے کیا کیا نہ نمک چھڑکا ہی　　استخوان اب تو پسندِ سگِ جانان ہونگے

نامہ بر جا نہین سکتا تو نہ جائے صاحب　　نامۂ شوق مرے شوق سی پرّان ہونگے

شمع رو اپنے چراغِ سرِ مدفن کے عوض　　داغِ حسرت مرے سینہ کے درخشان ہونگے

گلرخون کا جو ثناخوان ہون یقین ہے ضابط
میرے اشعارِ غزل رشکِ گلستان ہونگے

ضبط کی تاب نہ طاقت مجھے فریاد کی ہی　　کیسی اولجھن یہہ الٰہی دلِ ناشاد کی ہی

دل دکھانا ہی سزا عاشقِ ناشاد کی ہی　　ہم بھی راضی ہین جو مرضی تری بیداد کی ہی

نہ لگاوٹ نہ رکاوٹ نہ محبت نہ جفا　　کچھہ نئی چال ہماری ستم ایجاد کی ہی

وصل مین چین نہ فرقت مین قرار آتا ہے
کیسی بگڑی ہوئی حالت دل ناشاد کی ہے

بتلا یون ہی جفاؤنمین کہانتک مین ہو لون
کچھہ تلافی بھی ستمگر کبھی بیداد کی ہے

نو گرفتار ہون فریاد کرون یا نکرون
کوئی بتلائے خوشی کیا مرے صیاد کی ہے

کسطرح تیری جفاؤنکا تجھے حال کہے
کہین عادت نہ بھی ستمگر مجھے فریاد کی ہے

خود گلا کاٹ کے مرجائین جو مرضی پائین
جان نثارونکو بھی حاجت کہین جلاد کی ہے

تیر بیداد کا ہر لحظہ بناتا ہے ہدف
کیا سمجھتا ہے کہ چھاتی مری فولاد کی ہے

وقت پہر پاؤن کی پہیلانیکا دیوانون ہے
فصل گل آئی طلب پہر کہین حداد کی ہے

یون تو ہی خلقت انسان برابر سب کی
ساری نخوت یہہ اونہین حسن خداداد کی ہے

صبر کر اے دل محزون کہ عبث ہے فریاد
اونکی بیداد سے امید کسے داد کی ہے

کیون نہ دیوانہ مجھے خلق خدا بتلائے
راتدن یاد مجھے ایک پریزاد کی ہے

دل مرا فیض تصور سے پری خانہ ہے
یہی رہنے کی جگہہ ایک پریزاد کی ہے

اس ہی آئینہ مین ہے عکس جمال رخ یار
نقش دلبر مرے تصویر پریزاد کی ہے

میری فریاد حزین سنکے وہ فرماتے ہین
یہہ تو آواز اوسی خانمان برباد کی ہے

کیا بھلا شکوہ بیداد زبان پر لائے
تاب و طاقت یہہ کہین ضابط ناشاد کی ہے

فقرے گولا کہہ بنائے کوئی دانائی سے
بات بگڑی ہی نہیں بنتی سخن آرائی سے

ہان تغافل ہی سہی عاشق شیدائی سے
پر خدا کام نہ ڈالے بت ہرجائی سے

کام دیوانوں کو ہوتا نہیں دانائی سے
دیکھو دیکھو نہ الجھنا کسی سودائی سے

کسطرح کام چلے صبر و شکیبائی سے
اصل میں کوفت سوا ہی شب تنہائی سے

ہاتھہ وہ کہتے ہیں کہیں چاک گریبان کبھی
پاؤن تھکتے ہی نہیں بادیہ پیمائی سے

نقش تک بھی نہوا سنگ در جانان پر
شرم آتی ہے مجھے ننگ جبین سائی سے

حسرت و یاس کبھی ہی کبھی امید و رجا
مشغلے اپنے ہیں کیا کیا شب تنہائی سے

کہتے ہیں ہمتو تغافل کو سمجھتے ہی نہیں
انکی نادانی بھی خالی نہیں دانائی سے

کیون تیرے ستانہ پڑے دلکی ہر اک خواہش پر
کہ تعلق تو ہوا کافر ترسائی سے

گھس گیا سنگ در یار مری سجدوں سے
داغ خجلت یہہ ملا ناصیہ فرسائی سے

جب خدا تیری مریضان محبت کا زور
ضعف کو چھین لیا لڑکے توانائی سے

عاشق زار ملامت سے نہ باز آئے گا
آگ دونی یہہ بھڑک جائیگی رسوائی سے

عشق کا اپنے زمانہ مین فسانہ ہوجائے
پرحذر آتا ہے مجھکو تری رسوائی سے

قطع امید نکر خوف خدا کا ہے محل
یاس کی بات نہ کہہ اپنی تمنائی سے

نقد دل لیکے جگر ناوک سفاک نچھوڑ
کام چلتا ہے بہت آمد بالائی سے

تیری ہی منہ سے یہہ گستاخی کی جرأت پائی
ورنہ آئینہ کو کیا بحث تھی ہمتائی سی

ہمکو کیا دل سے سزا اپنی کئی کی پائی ❊
جی جو کڑھتا ہے فقط اگلی شناسائی سی

گرچہ دیوانہ تھا وقت مین پریزادون کی
بڑھگیا اور جنون صحبت اکجائی سے

ہے نیا عذر شب وعدہ نہ آنیکا اوہہین
ہمتو چھٹتے نہ سحر تک بھی خود آرائی سے

کب صلا اوسکی حضوری سے کیسکو یہہ ملا
سامنے بیٹھے ہین اک بت کی تماشائی سے

نشۂ حسن و تولا سے یہہ بدمستی ہے
جھومتی پھرتے ہین مدہوش ہین صہبائی سی

تلخی صبر حلاوت سے بدل جائیگی ❊
ہاتھ اوٹھانا دل مضطر شکیبائی سے

اک پریزاد کے تصدیق تصور کے لیے
کیا ہی ملتی ہے مدد گوشۂ تنہائی سے

ہم بھی خمیازہ کش شوق رہا کرتے ہین
دست کش ہوجئے للہ نہ انگڑائی سے

ناشکیبائی کا الزام نہ دیجے صاحب
صبر ہوتا ہے کہین عاشق شیدائی سے

تا بکے ضبط کرون گرچہ مین ضابط ہی ہی
اب تو غافل نہ رہا کیجے شیدائی سے

مطلع غزل ناتمام

التہاب قلب ہی درد جگر پہلو مین ہے
خیر سی کس کس عدو کے جانکا گہر پہلو مین ہے

حُسن مطلع

چارہ گر تکلیف وہان سی ملے اتنو نجات
شدّت درد جگر نوع دگر پہلو مین ہے

مطلع غزل ناتمام

اوٹھاؤن نیکو نکر جفائین تمہاری
کہ دلمین کہبی ہین ادائین تمہاری

غزل

دل مخزنِ الفت ہی پر اظہار نہین ہے
یہہ جوہر آئینہ نمودار نہین ہے

ایذادہ مخلوق تن زار نہین ہے
تلوی مین چبہی ہو کے وہ خار نہین ہے

محفوظ خزانسے کوئی گلزار نہین ہے
کس دیدۂ گل مین خلشِ خار نہین ہے

کیا تازہ ستم یہہ بھی ستمگار نہین ہے
پرسش ہے مگر وعدۂ دیدار نہین ہے

دلمین مرے رہنے کا روادار نہین ہے
کہتا ہی یہہ گہر خوب ہوا دار نہین ہے

ہر اشک کا قطرہ مری مژگان پہ چڑہا ہی
کب صورت منصور سر دار نہین ہے

کرتے ہین جو دعوی ہم اسی کرکے دکہا دین
کہنے کے لیئے شوخی گفتار نہین ہے

ہرچند مرے دلکی نہین تمکو ضرورت
رہنے دو اسے بھی کہ یہہ بیکار نہین ہے

ہون کیون نہ ہری چوٹ کے پیکانکی زبان کو
کیا زخمونکی منہ مین لب سوفار نہین ہے

ہی گرچہ مشابہ تری چوٹ سے مرا دل
پر فرق یہی ہے کہ گرہ دار نہین ہے

ہان دیکھہ لیا ہمنے مرقع کو جہان کے
کس شکل مین جلوہ ترا ای یار نہین ہے

ہر پہول مہکتا ہے تری فیض قدم سے
ورنہ گل قالین کہین بودار نہین ہے

ہر پہر کے پہونچتا ہون مین پرکار کی صورت
مرکز مرا کیا کوچۂ دلدار نہین ہے

ہان مجھسے مری سوز نہانی کو نہ پوچھو
کیا خشک تمہارا لب سوفار نہین ہے

ہر تار ہی آنسو کا کہ موتی کی لڑی ہے
دیدہ مرا کیا ابر گہربار نہین ہے

دل داغ نہین سوز غم دل سے ہوا کیا
کب سینہ گلون کا کرہ نار نہین ہے

دو چار کو لکنت نے کیا قتل ہمیشہ
کس بات مین ظالم تری تکرار نہین ہے

آنکھین ہین کہلی بخت گیا خواب عدم مین
طالع کا بدل دیدۂ بیدار نہین ہے

ہان کہول بھی دیجے دل عشاق کی مانند
جوڑے کی گرہ عقدۂ دشوار نہین ہے

پتلی کی جگہہ آنکھو نہین صورت ہی کسیکی
کب نظر دمین نقشہ ترا ای یار نہین ہے

ساقی جو نہین شیشہ ہوا کیجۂ افعی
کسدن مری ساغر مین کف مار نہین ہے

الستہ بھی کوئی چیز نکمی نہین دیکھی
دلکا کوئی دنیا مین خریدار نہین ہے

گھر بیٹھے تری زلف کے سودائی ہین لاکھون
اس جنس کا سودا سر بازار نہین ہے

کیا کیا نہ ادب ہی مجھے صحرای جنون مین
پاؤن پہ بندہی کب مرے دستار نہین ہے

جسکو ہوس ساغر و مینا ہے ساقی
صہبای محبت سے وہ سرشار نہین ہے

جہک کر تری بسمل سے گلی ملتی ہے قاتل
کس روز خمیدہ تری تلوار نہین ہے

کیا جیب و گریبان مین کوئی تار بچےگا
دیوانہ ترا اتنا تو ہشیار نہین ہے

کیون داغ تمنا ہین کہلی اسمین ہزارون
غنچہ مری دلکا کوئی گلزار نہین ہے

تمیز جفا و کرم و دوست ہو جسکو
دیوانونکے نزدیک وہ ہشیار نہین ہے

کیا کیا نہ گل شمع کترتا ہے سر بزم
گو طائر گلگیر کے منقار نہین ہے

ساقی کے اولش کش ہین مگر بادہ پرستو
کاسہ مین ہماری مے پندار نہین ہے

مشتاق شب مہ مین ملک زہون کیونکر
شفاف یہہ چادر ہے مگر یار نہین ہے

ضابط نہ مرا پردہ گناہونکا کہلیگا
کیا داور محشر مرا ستار نہین ہے

کیا میرے نصیبہ کا کوئی دور نہین ہے
اللہ یہہ کیسا ہی فلک کیسی زمین ہی

کچھہ دیکھنا اسوقت کا معیوب نہین ہے
بیمار محبت کا دم بازپسین ہے

اغیار کے ملنے کا گمان اونپہ نہین ہے
دلمین مرے آکر کوئی جاتا بھی نہین ہے

عاشق ترا فرہاد کا سجادہ نشین ہے
بالائے زمین ہے نہ تہ چرخ برین ہے
کیون شعر نہ لکھون کہ شگفتہ یہ زمین ہے
سوتے مین غضب دیکھو کہ وہ چین جبین ہے
اس خانۂ ویران مین ترا شوق مکین ہے
گردش سے مرے طالع کی مگر نقش جبین ہے
کیا آپ کی شرمائی ہوئی انکھہ نہین ہے
کہتا ہی ستمگار کہ ڈہونڈو تو نہین ہے
معلوم ہوا دل کی کسیکے یہہ کمین ہے
سایہ کیطرح کون یہان خاک نشین ہے
خاتم کا نگین یہہ ہی تو وہ نقش نگین ہے
جلنے کو چراغ سر مدفن بھی نہین ہے
کس غمزدہ کی جا نہین یہہ فریاد حزین ہے
دیکھو تو مری دلمین کہ اک داغ نہین ہے
بہتر ہی وہی ہمکو جو کچھہ رای رزین ہے

ہی غیرت غلمان کے تصور سے شگفتہ
دل ہے کہ یہہ گلدستۂ فردوس برین ہے

جا سکتا ہی کب شوق محبت مری دلسے
کیا کیا نہ نمک پاش یہ حسن نمکین ہے

دیوانہ سا ہی گرچہ پریرو ترا عاشق
پر سلطنت عشق کا اک رکن رکین ہے

جو نام کو روشن کرے ارباب ہنر مین
وہ وہ ہی یہ کارین مین ہون کہ نگین ہے

ہرگز بھی نجائینگی تری مست پریرو
فردوس برین کیا تری کوچہ کی زمین ہے

مدفن پس مردن بجے مجھے ہرگز نہ ملیگا
دشمن مری پاؤن کی تلے کی یہہ زمین ہے

بیمار کی اپنی کوئی فرمائے عیادت
شایان محبت ہی مروت کے قرین ہے

اللہ سے کا ہی زاہد سے بچائے
گھسا نہین سجدہ کا مگر داغ جبین ہے

انکھون سی تصور کو تری شرم ہوئی کیون
پردون مین رہی شوق سی گو پردہ نشین ہے

افلاک سی گذری بدف سدرہ بنایا
تیرو نہین تیری کیا پر جبرئیل امین ہے

دلسے کہین جاتا ہی تصور بھی کسیکا
اوس اوجڑی ہوئی گہر مین یہی خانہ نشین ہے

دیوانہ ہی اب خاک اوڑائیگا کہانتک
سر پہ تری برپا ہوئی ایک اور زمین ہے

اوس بزم مین انکھونکی مین پردونکو بچھاؤن
جاروب جہان پر پر جبریل امین ہے

ضابط ساغر لخوان بہی زمانہ مین نہ دیکہا
کیا شوخ طبیعت ہی بلا کا ہی ذہین ہے

ہر اشک مرا دیکھہ تو نایاب گہر ہے
آنکھون کی صدف مین نہو کیون لخت جگر ہے

زلف و رخ جانان کی تصور مین بسر ہے
بس اپنے تو نزدیک یہی شام و سحر ہے

کون آتا ہی کیون بزم یہہ سب زیر و زبر ہے
پا سر پہ کسیکی ہے کسی پاؤن پہ سر ہے

سایہ نہ پری کا ہی نہ کچھہ جن کا خطر ہی
عاشق کو کسی چشم فسونگر کی نظر ہے

جو یان مرے سینہ مین ترا تیر نظر ہے
کس گوشہ مین دل کونسے پردہ مین جگر ہی

سینہ سے گذر جاتا تو بہتر تہا ولیکن
یہہ قہر ہی ناوک نہ ادہر ہی نہ ادہر ہی

حیران ہون یارب کرون کس کسکا مین درمان
دلمین ہی کبھی درد کبھی درد جگر ہے

ہر زخم پہ ہنس ہنس کے نمک ملتا ہی قاتل
بیشک وہ سمجھتا ہی کہ پتہر کا جگر ہے

دو گام قدم رنجہ ادہر کو بہی کبہی ہوے
آخر ترا اس کوچہ سی ہر روز گذر ہے

سب مجکو شب وصل کی عشرت ہی فراموش
وہ کہتا ہی لو جاتے ہین اب وقت سحر ہے

اے شعبدہ پرداز مری آنکھون مین آ دیکھہ
پتلی کا تماشا جو تجھے مد نظر ہے

شعلہ سا جلا کرتا ہی دن رات برابر
حیران ہون سینہ مین یہہ دل ہی کہ جگر ہے

جاتا ہون جدہر سنگ ہین لڑکے لئے پتہر
سر اپنا اگر نخل محبت کا ثمر ہے

ہی رونق ظلمت کدہ وہ ساقی مہوش
یہہ جام بلورین ہے کہ گردون مین قمر ہے

عشاق نکیون اوسکو دل و جانسے چاہین
کتا یہہ شبیہ رخ انور سے قمر ہے

روکا جو مجھے خوب سمجھیو دربان
پھر اسی دروازہ کا ہی ادھر آسرا ہے

ق

سر پیچ کے لیتا ہون تری زلف کا سودا
منظور مرا سر ہے بلا سے جو ضرر ہے

ہے شکر بہر حال نہ پوچھو مرا احوال
آمد شد لندہور کا ہر روز سفر ہے

فرصت نہ زمانہ سے نہ مطلب ہی غزل سے
ارباب بدایون کا فقط حکم سبب ہے

تھوڑی ہی سی مہلت مین یہہ اشعار لکھی ہین
ضابطہ بھی کوئی شخص مگر اہل ہنر ہے

کمر اوس نازنین کی کب کسینی دیکھی بھالی ہی
سر مو بھی سمجھتے گر تو مضمون خیالی ہے

کھلی چوٹی ہی گیسو بکھری ہین کاکل سنبھالی ہی
غضب طرہ نکالا ہی بلا کچھہ آنیوالی ہے

ہماری وحشت دل قتل ہی کب جانیوالی ہی
یہہ سن لینا کہ مر کر بھی زمین سر پر اوٹھالی ہی

جو تم جاتی ہو میری جان بھی لو جانیوالی ہی
بس اب ہو چلی رضا ضامن ہی وارث اللہ والی ہی

کھلا عقدہ ہوئی کافور خوشبو مشک نافونکی
گرہ جوڑیکی بیشک آج اوسی کھولڈالی ہی

صبا جو کھولتی ہی گٹھریان غنچونکی خوش ہوکر
بلا شک نکہت گیسو سی اوسکا مغز خالی ہی

کسی موسم مین تھمتی ہی نہین آنسو بہانے سی
ہماری چشم رشک ابر فصل برشگالی ہے

کبھی نیلم کبھی یاقوت کی جوہر نظر آئے
ڈہری لب پر جماتے ہین کبھی پانونکی لالی ہی

نگاہ لطف سی قتل دو عالم ہو گیا قاتل
نظر اب قہر کی بھی دیکھین کیا دکھلانیوالی ہی

غریقِ نشۂ الفت ہوا دیکھا جسے ساقی
تری چشمِ خماری کیا برانڈی کی پیالی ہے

ق

جو کہتا ہوں کہ مرتا ہوں تمہاری کج ادائی سے
بگڑ کے کہتے ہین کیا موت تیری آنیوالی ہے

بھلا اظہارِ حسرت کسطرح وان کرسکے کوئی
نکلوائی زبان گر آہ بھی منہ سے نکالی ہے

کہوں اعجاز اسکو یا فسونسازی کہوں اسکی
کہ ہمسکر بارہا بگڑی ہوئی صورت بنالی ہے

نہ نرمی پر ہوا وہ سنگدل تدبیر کیا کیجے
پہاڑونمین بھی اپنے تو خاک ہمنے چھانڈالی ہے

فراقِ یار مین اک روز مرجانا یقینی ہے
وصال اوسکا ہے نزدیک لیکن احتمالی ہے

تری جانب سے قسمت بھی مری نقشی قدرت نے
بنالی ہے بگاڑی ہے بگاڑی ہے بنالی ہے

چھٹے کیونکر یکایک واعظا توبہ معاذاللہ
یہہ دخترِ رز تو اک مدت کی اپنی دیکھی بھالی ہے

لکھی ہے یہہ غزل بس خاطرِ احباب سے ضابط
طبیعت آپکی ورنہ بڑی اک لاابالی ہے

صبح سے مرکر ہوئی تھی شام مجہہ ناکام سے
غیر ممکن ہے مگر اب صبح ہونا شام سے

سیر ہو سکتا نہین ہرگز نہین اک دو جام سے
خم تمنا ہے عطا ہو ساقیِ گلفام سے

نقدِ دل دیکر بھی ہم چھوٹے نہ اونکے دام سے
پہانتے ہین کون معشوقونکو حرفِ ام سے

چشم کی ہے تشبیہہ کر اس چرخِ نیلی فام سے
ماہ بھی کتنا مشابہ ہو رہا ہے جام سے

کج ادائی خاص ہے اونکی مجہی ناکام سے
خلق ہے خلقی طبیعت مین وگرنہ عام سے

بزم ساقی مین کہڑی حسرت سے ہم دیکھا کیے
آج کیا ہی جو شریک دور ساقی نے کیا
دل نہ جلجائیگا جبتک اشک تہمنے کے نہین
کچھہ نہ پوچھو کیا تہا اون کو من ہو نہین ہا ہو ✤
آسمان پر اب مذاق خود نمائی سے پڑا
آگئی جب نوبت ہماری دور کی بگڑی شراب
غور سے دیکھا تو مطلق اوسمین مینائی نہین
لائے آب بقا ظلمات سے نزدیک سے
زلف کی پہندے مین دل باندہا تہا کسطرح
بے تامل دو ہی مین ہو جائیگا تیری کہین
بند ہے لب مذاق بوسہ شیرین سے ہین ✤
عجوز سے دیکھو ذرا روغن ٹپکتا ہی کہان
جان نکلجاتی کبھی کی ہاے ہجوم یاس غم
پیچ پڑتا ہون یکایک سر بگر کر ہائے زلف
جان دی ہی یہنی عشق چشم جادو مین مجھے

اور صراحی قہقہہ زن رات بہر تہی جام سے
کب ہمین امید تہی یہہ گردش ایام سے
بند کب پانی ٹپکتا ہو کباب خام سے
شرم آتی ہی نہایت مجکو ننگ و نام سے
ورنہ تہی نفرت ہمیشہ اونکو سیر بام سے
میکشو کیجے گلہ کیا گردش ایام سے
چشم جانان کو بہلا نسبت تہی کیا بادام سے
دو ہی فرقت کی شب کا صبح کرنا شام سے
پہانستی ہین صید کو صیاد دانا دام سے
خاک پا چہو جائے بہی گر دیدہ بادام سے
باز فرمائے تو کوئی ہونٹھ اس ادغام سے
اشک جاری ہو گئے ہین دیدہ بادام سے
ایکدم فرصت جو پاجائے کہین آرام سے
کم نہین سودا تری گیسو کا کچھہ سرسام سے
غسل دینا چاہتے ہی روغن بادام سے

طفل اشک آنکھوں سے چل نکلے نڈر ہیں کسقدر | بیدھڑک جاتے ہین دوڑے شاہراہ عام سے

مغفرت ضابط کی ہو بہر خدا روز جزا
آرزو اپنی یہی ہے پس شہ انام سے

اطاعت کیش بندونسے نہ کیا کیا کجادائی کی | بتون کی یہہ طبیعت ہین خودی بائی خدائی کی

کیسکی راہ مین برباد ہوجائی دی ای وحشت | غبار وادی وحشت نکہ مٹی فدائی کی ؛

مثال طالع کجبا زبرگشتہ ہی رہتا ہی | روش کس شوخ سی سیکھی فلک نے کجادائی کی

کہنچی ابرو نظر ترچھی سخن ٹیرہا چلن بانکا | اداؤنمین بھی اینظالم روش ہی کجادائی کی

جنازی کو بھی میرے دیکھکر پھیرا ہی منہ اوسنے | کہانتک کجادائی کی کہانتک کجادائی کی

بساتی ہین کفن کافور سی صندل منگاتی ہین | پس مردن ادا ہوتی ہین رسمین کتخدائی کی

کبھی کعبہ کیا بھٹکا کبھی دیر و برہمن سین | بتونکی جستجو مین سیر کی ساری خدائی کی

محیط یاس مین کشتی مری دلکی ہی طوفانی ؛ | کسینے بھی نہ اسپہ رحم کہا کرنا خدائی کی

ہماری محروم ھی ناکام قسمت دور ساغر سی | درمیخانہ پر ساقی کی گو برسون گدائی کی

وہ تھا معمور نخوت سی یہہ مملو عجز سے پایا | غلط نسبت ہی جام جم سی کشکول گدائی کی

تعالی اللہ استغنا سے کیا کیا سرفرازی ہی | ہوس ہی بادشاہونکو مری تاج گدائی کی ؛

صدا گھڑیال کی کم ہی صدای صور کے مانند | قیامت ہوگئین گھڑیان شب تار جدائی کی

وہ دن ہو جو دیکھوں نیچے خورشید میں یا رب
بڑھی ہی کسقدر چھٹی شب تار جدائی کی

تجلّی آب حیوان کی ضیای مہر انور ہو
کہیں ظلمات بجا ہیں مری راہیں جدائی کی

عروج کوکب طالع فروغ مہر ہو یا رب
ستارا صبح کا چمکے کٹیں راتیں جدائی کی

پلک جھپکی نہ گریہ نے کمی کی ایک بھی ساعت
مری آنکھوں کی شاہد ہیں بہت راتیں جدائی کی

ضیا خورشید کی نکلی نظر کی طرح ظلمت سی
سواد مردم دیدہ نہیں راتیں جدائی کی

درازی گیسوؤں کی اے بت کافر دکھا دینا
تعلّی کی بہت لینے لگیں راتیں جدائی کی

نہ کاٹی کٹتی ہیں یا رب نہ ٹالی ٹلتی ہیں ہرگز
غضب فرقت کے دن ہیں قہر ہیں راتیں جدائی کی

مری طالع سی کوتاہی ملی ہی وصل کے دنکو
تری زلفوں سی بڑھنا پا گئیں راتیں جدائی کی

کوئی کہدی یہ اوس سے خانہ زاد زلف ہوں میں بھی
درازی کیا مجھے دکھلائینگی راتیں جدائی کی

زبردستوں کیا زور کمزور و نپہ چلتے ہیں
گھٹا کر وصل کے دن بڑھ گئیں راتیں جدائی کی

گرفتاران فرقت پا چکے اب صبح کا دامن
پناہ کوچہ گیسو میں ہیں راتیں جدائی کی

جمال مہ لقا کا جلوہ ہو یا رب شبستان میں
دکھا نا پھر نہ ضبا لطؔ کو کبھی راتیں جدائی کی

کسیکے ہاتھ سی صورت جو پائیں جانفزائی کی
نکلجائیں تڑپ کر پھلیاں دست حنائی کی

کہاں امید اپنی بخت سے وا شکستہ سائی کی
رہی محروم ہی جب ہمنے قسمت آزمائی کی

کہین شوق اسیری ہمصفیرو چھوڑتا بھی ہے
وگرنہ بارہا صیاد نے اپنی رہائی کی ❊

ہجوم یاس نے کیا کیا نہ گھبرا ہی اسیرونکو
ہوس تک بھی کبھی دلمین نہین آتی رہائی کی

پھڑک کر جان کہوئین یا قفس کی تیلیان توڑین
بھلا اے ہمصفیرو کچھہ تو ہو صورت رہائی کی

ولاتے ہین یقین صیاد کو شوق اسیری پر
اسیرونکو نئی تدبیر سوجھی ہے رہائی کی

اسی مین ہمصفیرو ایکدن رہ جائینگے مرکر
قفس مین سوچتے رہتے پڑی ہی صورت رہائی کی

ندیکھا سامنے ہو کر کبھی آئینہ عارض
کہانتک دیدہ مشتاق نے حیرت فزائی کی

غبار نقش پای یار سے کحل البصر پایا
نہین محتاج چشم شوق اپنی روشنائی کی

کلیجہ خون ہوا پس پس گئی آخر حنا کیا کیا
سزا کیونکر نہ ملتی گلرخونسی ہاتھا پائی کی

سزا دیجے ندیجے مال و مجرم ہاتھہ آیا ہی
پکڑ پائی ہی مچھلی سرقہ دزد حنائی کی ❊

پریزادونکا دیوانو نسے ملنا سلسلہ نکلا
ہوس ہو ہی گئی پاؤنکو زنجیر طلائی کی

کمال عشق مین پایا جمال حسن کا جلوہ
جہلک زنجیر آہن مین ہی زنجیر طلائی کی

جگہہ پاتا ہی سرمہ مہ لقاؤنکی زہی طالع
کہانتک مشتری چمکی ہی تعویذ طلائی کی ❊

پڑی اغیار پر اکثر نظر دزدیدہ دزدیدہ
حیا نے آنکہہ کی پردونمین بکر بیحیائی کی

سنا ناکیا مجھی کو تھا خلوص غیر کا قصہ
نکالی صلح مین یہہ چھیڑ ظالم نے لڑائی کی

اولجھنا ہر گھڑی زاہد مناسب ہی نہ رندونسی
حقیقت کھل ہی جائیگی کبھی زہد ریائی کی

خدا سے بھی ڈرو اے زاہدو نخوت ضلالت ہے
کبھی منہ کی کھلائیگی تعلّی پارسائی کی

کسیکے سجدہ نقشِ کفِ پا نے کیا رسوا
کہ سنگِ در پہ غیروں کی بھی مٹی جبہہ سائی کی

ترے نقشِ قدم سے کیا فروغِ ناصیہ پایا
ضیا چمکی ہوئی ہے اپنے داغِ جبہہ سائی کی

خدا جانے چڑہیگا آب خنجر کب تلک قاتل
رگِ گردن تمنائی بہت ہے آشنائی کی

لکھوں گر کاہشِ اندوہ فرقت اپنے نامہ میں
صریرِ خامہ بجائے صدا نالہ سرائی کی

شکستہ خاطر و دل خستہ کا درمان ہے دلبری
کرم سے اپنی خاصیت دکھادے مومیائی کی

شباب آیا او سنگین سینہ میں کیا کیا ابھرتی ہیں
حیا سے طرفہ چھیڑیں ہو رہی ہیں خودنمائی کی

تغافل ہے وفاداروں سے کرنا ہے تو اتنا ہو
جہاں میں دھوم تو ہو جائے تیری بیوفائی کی

نہ دستِ و پا ہلا پاسے بھلا ہو ناتوانی کا
دمِ آخر تشنج نے بہت زور آزمائی کی

نگاہِ لطف کے سائل ہیں کیوں محروم کہتے ہو
خدا دیگا جزا تمکو تو حاجت روائی کی

کہاں نشہ ہوا ہم بیخود دو نکومی سے اے واعظ
کوئی معقول یہہ حجت نہیں ہے ناروائی کی

دمِ مشکل پریشان سختی دوران سے ہے ضابط
مرے مشکلکشا تدبیر کر مشکلکشائی کی

بہت کچھ زاہدونکی ساتھہ ریکی جبہہ سائی کی
اٹھو ضابط کہ فصل آئی شکستِ پارسائی کی

تعالی اللہ اپنی شوق نے کیا کیا رسائی کی
ہوس جو ہی گئی آخر کسیکو خودنمائی کی

سوتی پر بھی وہی اونکو کدورت جیسی باقی ہی
نہ نکلی خاک میں ملنے سے بھی صورت صفائی کی

رسائی تو کہیں ہو جائے بزم یار تک اے دل
کوئی پہر شکل بھی ہو جائیگی اونسے صفائی کی

ہمیشہ عکس رہتا ہی پرتو حسن جانان کا
ہی اپنے دل میں مثل آئینہ صورت صفائی کی

وہ یکہیں تو کہیں ترچھی نظر بھی ہمکو سیدہی ہی
غضب کی ہی دیمیں صورت سمجھ لینگے صفائی کی

بنا ہی دیدہ مشتاق رشک چشم آئینہ
تری جلوہ نمائی نے عجب حیرت فزائی کی

گذر دان ہو چکا جس بزم میں یہہ رخنہ بندی ہی
صبا سر پہوڑتی پہرتی ہی فکر وہمیں رسائی کی

زبس نازک مزاجی ہی پریشانی نہو جس سے
بتا تو ہی کوئی تدبیر بوے گل رسائی کی

زبان تک حرف شکوہ بھی نہیں آتا نہیں آتا
شکایت کسطرح کرتا کسی سے نارسائی کی

ہلال عید قربان نکلے قتل عام کرتا ہے
کمان کتنی چڑہی ہی نقش نعل زیر پائی کی

الف کا تیرے قد کے سامنے وہ چند جلوہ ہے
کہ نقطے سے اکائی ہو گئی صورت دہائی کی

صباحت کی لطافت سے خجل اے شوق ہوں کیا کیا
خیال بوسہ عارض نے رنگت فالسائی کی

فنا کے جادہ پر پیچ بید ہی راہ سمجھی ہے
مری شوق طبیعت نے کہاں تک رہنمائی کی

حبابوں سے بھی کمتر ہستی دنیا ہی اے غافل
ہی اس تمثال میں صورت گری نقش ہوائی کی

نگہ سمجھا ہے تجالہ دل سوزان کا نالوں نے
نکلتی ہی دہن سے میرے گردو نبر حبڑہائی کی

نکھولی ناخن شمشیر قاتل نے زہی قسمت
گرہ کیا سخت ہی یا رب مری عقدہ کشائی کی

تغافل ہے شعار دلربائی ہمنے بھی مانا
مگر کچھہ حد بھی ہونا چاہیے بے اعتنائی کی

بہار آئی ہے مستانہ ذرا اے زاہدو سنبھلو
نظر آتی نہیں کچھہ خیر ابکی پارسائی کی

دلِ خستہ پڑا ہے بحرِ زخارِ محبت مین
مگر کشتی ہے طوفانی یہہ گردابِ فنائی کی

اوٹھو دیوانو پھر فصلِ بہار آئی ہے مستانہ
فضا مین دشت کی دیکھو بہت کچھہ ہے سرائی کی

عنادل مین کہان زہرہ کہ لب کہولین سے مرا گی
اوڑائی کسکے نالونسے روش نغمہ سرائی کی

پکڑ سکتا تھا بسمل کسطرح دامن ترا قاتل
تری تلوار شاہد ہے مری بیدست و پائی کی

اوٹھا لیتا ہے قتل بیگنہ پر بیدھڑک خنجر
خطر کچھہ بھی نہین قاتل نزاکت سے کلائی کی

تری بوسونکا چسکا کسطرح مشتاق سے چھوٹے
زبانکو چاٹ لگ جانا قیامت ہے مٹھائی کی

کہان منعم کو ایسی فارغ البالی معاذ اللہ
ہماری دلسے کوئی قدر پوچھو بینوائی کی

کسیکو نا سزا کہنے مین کیا خوبی نکلتی ہے
بتو اچھی نہین ہوتی کبھی عادت برائی کی

خدا کے فضل سے کیا کیا بتو ہمنین نیکنامی کی
عدو لے رشک سے ہر چند ضابط کی برائی کی

غزل اک اور پڑھنا ہے اسی جلسہ مین اے ضابط
بس اب خاموش ہو جاؤ بہت سرزہ سرائی کی

سنبلستان سے نے دیتی رات بلا کی دہوکے
جا ہی اوبکہا مین تری زلف دوتا کی دہوکے

پرتوِ عارضِ جانان سے نیا گل پھولا
گل خورشید کہلے مہر کے کہا کے دہوکے

چاند کو نقش کف پائے نگارین سمجہا
کیا خجل ہو نمین شب ماہ مین کہا کے دہوکے

ہیو فاؤن سے ابہی تک ہی وفا کی امید
ابتو سیکہو کہ ابہی بیٹہے ہو کہاکے دہوکے

ماہ رویان جہان غرق خجالت ہو جائین
چشم بد دور جو وہ نکلین نہاکے دہوکے

خیر ہے حضرت دل ایک دغاباز ہی وہ
آپ بہولی ہین بہلا کسکے وفا کی دہوکے

خار حسرت سے دکہاتی ہین زبانین سوکہی
آسمان کو بہی کسی آبلہ پا کے دہوکے

آ تو اے بلبل بیہودہ تبا کیا ہی عشق
بہولی پہرتی ہی بہت اپنی نوا کی دہوکے

اسکے بام کو کیونکر نہ پرستان سمجہون
بال کہولے ہوئے بیٹہے ہو نہا کے دہوکے

خون عشاق سے بندہ جاتے ہین قاتل کی تہا
لا کہہ بیٹہو رہون عالم مین حنا کی دہوکے

صبح گلشن مین دم سرد سے ضابطہ کی تمام
کہل گئے غنچہ گل باد صبا کے دہوکے

آنکہین لگی ہین تہسے ہوا ہے دیکہین کیا دکہلائینگی
قطرہ قطرہ روتے روتے دریا بن بن جائینگی

دونون زلفین مشکین اوسکی یونہین جو بل کہائینگی
پیچ مین لاکر سنبل ترکو کانٹون مین اولجہائینگی

مانا ہمنے اونکی جفائین خاک مین کیا ہمکو ملائینگی

حضرت ناصح آپ کہین کچھہ آپ کا بھی سے جائیگی
یونہین رہا گردزدہ وقت تہوڑے دن بھی اور تو پھر
دل کی مرادین جتنی ہین سب دل ہی دلمین رہجائیگی
مجھہ غربت سے آوارے کو ہجر کی کاٹی راتون ہین
اشتعل ہنکر آہین دل کی یار تلک پہونچ جائیگی
ہمتو ٹھہرے عاشق اوس کے تسخیر نہین کچھہ شاب نہین
حور ین اپنا ناز و کرشمہ کیا ہمکو دکھلائیگی
عشق کیا ہے جب سے بینے گونگا بھر این بیٹھا
جو جو باتین پیش آئی ہین بیشک وہ پیش آئیگی
زلفین ہین یا موج دریا پیچیدہ ہین
لاکھون عقدے کہل جائینگے موج یہ گر آجائیگی
موسم گل مین بلبل نادان کیا اترائی پھرتی ہے
اک دن جو صرصر سے یہہ کلیان سب مرجھائیگی
درد و مشقت رنج و مصیبت تنہائی مین ہمدم ہین
خوب یقین یہہ دلکو ہے تکلیفین ساتھہ نبہائیگی

سرنگین آنکھون کا عاشق ہون بدگوئی سے خوف نہین
مجھکو زبانین خلق کی دیکھون کسلیے کچھہ فرمائینگی
دنیا چھوڑی فقر لیا سالک سے اب مجذوب ہوے
خوش تر کیبونکی تصویرین کیا کیا ہمکو بنائینگی
یمن عشق کامل سے کچھہ خوف نہین ہے عاشق کو *
جتنی ہمین مشکل ہون گی دم مین سر ہوجائینگی
ناامیدی کا ممنون ہون اہل وفا وہ پوری ہے
جی کی امیدین مرنے پر بھی ساتھہ ہماری جائینگی
آنکھون مین تاریکی چھائی زلف سیہ کا سودا ہے
راتین تنہائی کی مجھکو کیا ظلمت دکھلائینگی
دل گھٹتا ہے غم بڑھتا ہے قلت مین بھی کثرت بھی
یہہ باتین تقدیری ہین تدبیرین پیش نہ جائینگی
سیر چمن کو جاتے ہین وہ مژدہ ہو جانبازو ن کو
لاکھون بسمل ہوجاتینگے لاکھون جانین جائینگی
ضابطہ ضبط کہا تنگ ہوگا اٹھو بھی تنہا نہ سے

کعبے چل کر دل کی مرادین پوری سب ہو جائینگی

زبان ہی ایک حیرت ہے مجھی کیا کیا بیان کیجے
گلہ تقدیر کا یا شکوۂ جور بتان کیجے

لبون پر جان ہی پہ ہمنے نہ آہِ آتشین کھینچی
کہانتک صبر جور و پیر تیرے ای آسمان کیجے

نہ منت مانتی ہین اور نہ تحفہ نذر لیتی ہین
در دولت کو دربانونکو کیونکر مہربان کیجے

کہانتک چپ رہون کب تک جلون سوز نہانی سے
کہانتک کہا ہی غم کب تلک ضبط فغان کیجے

مجھے کب بیچ ہو جیسی ہوا انکار اے قاتل
پر اتنا رحم مجھپر ہو کہ خنجر تو روان کیجے

بتا تو ہی نہ چپکا ہو رہون تو کیا کرون ہمدم
وہ سنتا ہی نہین پہر حال دل کس سی بیان کیجے

یہی ٹہانی ہی عاجز آکے دربانونکی منت سے
سر شوریدہ اپنا نذر سنگ آستان کیجے

ملا تھا ایکدل کن مشکلونسے وہ بھی کھو بیٹھے
کہان اب ڈہونڈہی اور کسکو نیا رازدان کیجے

یہہ ہو سکتا ہی وان تک خط جا بین الٰہی وہ جا پونچون
مگر کیونکر یہہ ہو مجھسے کہ اُسکو بدگمان کیجے

دلاتی یاد ہی گیسو کی تیری مجکو زندان مین
مری زنجیر پا کو طول دیجی یا گران کیجے

تو قتل عام فرما خون سبہونکا میری گردن پر
بس اتنی واسطے کیون خاطر نازک گران کیجے

خیال پردہ داری عشق کا ایدل مناسب ہے
نہ آہِ آتشین کیجے نہ دیدہ خونچکان کیجے

نہ پوچھو ہمدمو عشق بتان کا ماجرا مجھسے
کہانی ہو تو کہیئے داستان ہو تو بیان کیجے

تمنو تیغ ابرو کا تری دلمین ہی ای قاتل
سزا ہی میری گردن پر اگر خنجر روان کیجے

سوائے داغ دل غربت مین کچھہ ہمکو نہ ہاتھہ آیا
وطن مین جاکے پھر دوستان کیا ارمغان کیجے

بہار آئی ہے دیوانو جنونکا چاہیے سامان
گریبان چاک کیجے جیب و دامان دھجیان کیجے

پری رویونکا دیوانہ ہون سودا ہے یہی سر مین
نشانکو بے نشان کیجے مکان کو لامکان کیجے

جو روتے ہو تو روؤ دیکھکر طرز مین ضابط
دم نالہ کشی کچھہ تو خیال آسمان کیجے

منزل مکان غیر مین اوس مہ لقا کی ہے
شوخی دلیل خاص مجھے نقش پا کی ہے

گھر گھر مین روشنی ہے ضیا مہ لقا کی ہے
لیکن سیاہ بختی عاشق بلا کی ہے

جورون کی ہے سزا نہ تلافی جفا کی ہے
ہاتھہ اوسکے بندھ گئے ہین یہہ شوخی حنا کی ہے

بحر غم فراق سے دشوار ہے عبور
جس پر ہون مین سوار وہ کشتی فنا کی ہے

خنجر مرے گلے پہ رکا چلکے کس لیے
اٹکھیلیونکی چال نہ پھبک قضا کی ہے

نام آوری ہو شاہ کی اڑتی ہے گرچہ فوج
مارا غم فراق نے شہرت قضا کی ہے

اک دل ہزار درد کہانتک اوٹھائیے
ایسی مین موت آئی تو منت قضا کی ہے

گھر گور ہو گیا ہے غم ہجر یار مین
ہم جیتے جی موئے ہین یہہ قدرت خدا کی ہے

پیر فلک کو دم مین نشانہ بنا لیا
آہ ستم کشان بھی الٰہی بلا کی ہے

انجام عشق مرگ ہے وہ بھی نہین مجھے
کچھہ بھی خبر نہین مرے اس مبتلا کی ہے

دل چاہتا ہی ورطۂ اندوہ و درد مین | کشتی تباہ آج مری آشنا کی ہے

مرکر بھی عاشقون کو نہ گور و کفن ملا | وادی عشق ہی کہ زمین کربلا کی ہے

کسطرح آئے دلسی نکلکر لبون تلک | آہِ جگر گداز یہہ مجھہ نارسا کی ہے

پیسے ہین استخوان تن زار سرمہ سا | گردش یہہ آسمان کی ہی یا آسیا کی ہے

تیر قضا چڑھا ہے جگر کی نگاہ پر | تیغ ستم مری رگِ گردن نے تا کی ہے

بلبل کے دلکا غنچۂ پژمردہ کھل گیا | لائی شمیم گل یہہ عنایت صبا کی ہے

پھر خدا نقاب کا پردہ اوٹھائیے | کھلجائیے کہ وصل مین رخصت حیا کی ہے

دل چاک چاک ہی تو جگر داغ داغ ہے | عاشق کے حال زار پہ رحمت خدا کی ہے

میرے گلے سی آج اوترتی نہین شراب | شاید نظر لگی یہہ کسی پارسا کی ہے

ہی رعد یہہ نہین مری نالے کا شور ہی | تخمیر یہہ گھٹا مری آہِ رسا کی ہے

بیمار چشم ہون وہ اگر دیکھہ لے مجھے | حاجت طبیب کی نہ ضرورت دوا کی ہے

زلفون کے پیچ مین دل مضطر اولجھہ گیا | مشکل گرہ کشائی مرے مدعا کی ہے

لاکھون ستم اوٹھائے نگر جاتا نہین | اس دلکو کیا کرون اسی عادت وفا کی ہے

کیسے ستم کیئے ہین خدا جانے آپنے
ضابطؔ سا شخص ای بت بی مہر شاکی ہے

رہا پردہ ہمیشہ وصل میں بھی عربدہ جو سے
کبھی گیسو ہی سے منہ چھپا چھپا گاہ پہلو سے

جگر پر چل گئے خنجر کیسے ابرو سے
بلا نازل ہوئی سر پر کیا گیا نہ گیسو سے

تماشا دیکھو برسات کا موسم ہے آنسو سے
کہ لخت دل چمکتے ہیں مری آنکھوں میں جگنو سے

معطر ہو گیا گلزار سارا آج خوشبو سے
صبا آئی ہے شاید عندلیبو کوئی گل رو سے

عجب افسوں اڑایا ہے اسکی چشم جادو سے
کہ پہروں شعلہ بازی ہا کرتی ہے آہو سے

تصور میں کسی کے ضعف یہ طاری ہوا ہمپر
کہ اٹھتا ہی نہیں پہروں سر شوریدہ زانو سے

جگر کو توڑ کر بیٹھا ہے دل میں خلش قاتل
نکلتا ہی کہیں تیر نظر اب اپنی پہلو سے

تقاضا ہے مرے ناوک فگن کا جیسے یہ ہر دم
نکالو تیر پہلو سے نکالو تیر پہلو سے

دل ناداں کسی نا قدرداں سے پھر الجھ بیٹھا
نہ مانا ہائے سمجھایا اسے ہر ایک پہلو سے

تڑپتا ہوں بشکل مرغ بسمل درد فرقت میں
نہ کل پاتا ہوں کروٹ سے نہ چین آتا ہے پہلو سے

ذرا دیکھو تو کیسا بہم تڑپتا ہے دل مضطر
کہ ہر کروٹ میں باہر نکل آتا ہے پہلو سے

کہے دیتا ہوں فوراً بیٹھ جائیگا دل مضطر
خدا کیواسطے اٹھنا نہ ہرگز میری پہلو سے

نہ آیا پر نہ آیا گھر ہمارے شوخ بے پروا
اگر آیا بھی تو بیٹھا رہا بس ایک پہلو سے

دل بیتاب سینہ میں بھلا کیونکر رہے ہمدم
کبھی تکیہ کیا اسنے نہ اگر میری پہلو سے

تعجب میں رہا جذب محبت دیکھکر قاتل
جگر لپٹا ہوا نکلا جو کھینچا تیر پہلو سے

یہی تدبیر تسکین ہی یہی تدبیر تسکین ہے
دل مضطر کو بہکوا دون نکلوا کر مین پہلو سے

سحر تک گرم خواب ناز تھی وہ وصل کی شب مین
ادب سے رات بھر لیٹا رہا مین ایک پہلو سے

شہید چشم جادو ہون کہی دیتا ہون ہمچشمو
کفن میرا بسا دینا گل نرگس کی خوشبو سے

گلاب تازہ کی بو باس بھاتی ہی کسے بلبل
دماغ اپنا معطر ہے گل عارض کی خوشبو سے

بلا کی ناتوانی ہی غضب کا ضعف طاری ہی
کہ دم لینا بھی مشکل ہو گیا ہی مجکو ادچھو سے

نکل سکتے نہین آنکھو نکے پردے سے کبھی باہر
ہمارے اشک پونچھے کب کسی نے اپنے پلو سے

دلاتا یاد سے ہے یا دلمین بجلی کا چمک جانا
کسیکا مسکرا کر منہ چھپا لینا وہ پلو سے

خوشا طالع کہ جرم عشق ثابت ہو گیا مجھپر
مجھے پھانسی بھی ہونا چاہیی ہی اوسکی گیسو سے

سعادت ہمت عالی رہی دیوانہ پن مین بھی
گیا ملک جنون سر ہمنے اپنے دست و بازو سے

مجھے عریان نسمجھو دشت وحشت مین کبھی ناصح
ملا ہی خلعت آب روان دیکھو یہ آنسو سے

سنان نے دی ہے میرے دلمین ای سفاک سینے
زبان کس کام کی باہر نکل آئی جو تالو سے

بلائین لین دعائین دین اسی تقصیر پر ظالم
تراشی ہاتھ شانہ سی زبان کھینچی ہی تالو سے

گدایان در میخانہ کب محروم ہین ساقی
کہ خم کے خم چڑھا جاتی ہین تیری خیر چلو سے

گرانباری عصیان سے ہوا کونین سے بھاری
ہمارا نامہ اعمال جب تولا ترازو سے

سبک ہوتے نہ پاؤن عاشقونین سلیے ضابطہ

مری قاتل نے تو لا مجھکو تیرونکی تہ زد سے

گر منہ نہ وہ دکھائی بلاسے یہی سہی
آواز ہی سنائی بلاسے یہی سہی

آتا نہیں نہ آئے بلاسے یہی سہی
ہمکو بھی وہ بلائے بلاسے یہی سہی

جاتے ہین ہم حضور نہ آئینگے پھر کبھی
پر غیر بھی نہ آئے بلاسے یہی سہی

دو باتین دور سی ہی سنا دی وہ لطف کی
لب سی نہ لب ملائے بلاسے یہی سہی

مجھسے اگر خفا ہو تو بلوا کے سامنے
آنکھین ہی وہ دکھائی بلاسے یہی سہی

ذلت مجھے قبول ہے خواری بھی قبول
پردہ سے دیکھہ جائے بلاسے یہی سہی

جینا نہ مجھکو چھوڑے کہین قتل ہی کرے
یہہ آرزو بر آئے بلاسے یہی سہی

سرگشتہ ہو کوئی کہ پریشان ہو کوئی
زلفین تو وہ بنائے بلاسے یہی سہی

میری وہی خوشی ہے جو ہو آپکی خوشی
جان بھی اگرچہ جائے بلاسے یہی سہی

برق عتاب غیر کے سر پر پڑی کہین
گو مجھکو بھی جلائے بلاسے یہی سہی

تیر ادا کا شوق سے بنجاؤن نہین ہدف
پر لب تو وہ ہلائے بلاسے یہی سہی

بیجرم گرچہ قتل ہی ہو جاؤن مین اگر
وہ تیغ آزمائے بلاسے یہی سہی

پانی چیرا نا زخم جگر کا قبول ہے
پیکان بھی گر چرائے بلاسے یہی سہی

ضابط کو رنج ہی ہو خوشی ہو اُسے اگر

ہنس ہنسکے وہ رولاتی ہیں اسی یہی سہی

یہہ آفت ہی اوٹھتا ہی ہر اک زہرہ شمائل سے
یہہ تنگ آیا ہوں میں دلسے یہہ تنگ آیا ہوں میں دل سے

تغافل ہی ستم ایجاد کیسا اپنے بسمل سے
کوئی پوچھے تو قاتل ہی کوئی پوچھے تو قاتل سے

ہر اک مجبور ہے محویت زہرہ شمائل سے
فرشتوں نکو گرنہ کام کیا تھا بساہ بابل سے

گہٹا گہنگہور آئی جہوم کر بجلی چمکتی ہے
چلو میخانہ کو اوٹھو ہی کیا بیٹھے ہو کاہل سے

مریض ہجر کی اب ناتوانی حد سے گذری ہے
کہ آنکہیں مند گئی ہین سانس بہی آتی ہی مشکل سے

سوال بوسہ پر کیون گالیان دیتی ہو ای صاحب
خفا ہوتے نہین ہین اہل سنتی ہین سائل سے

سہی رنج و تعب کی کیون خبر ہوتی نہین انکو
کہ شہرہ جہان ہے راہ دلکو ہوتی ہی دل سے

چلو پہر کوہی جانانکو چلو پہر کوہی جانان کو
اوٹھا کرتے ہین یہہ بھی ولولے اوٹھون پہر دلسے

ٹھہر جی دیتی ہے بیتابی دل بہی کہین دم بہر
اوٹھا ہی جاتے ہین سو بار گو ہم اونکی محفل سے

رہا ہمراہ قیس کے ہمراہ مجنون اس تمنا مین
اوٹھا کر پردہ لیلی کبہی جہانکانہ محمل سے

مین خود اوٹھا ہون زلف پرشکن کو بیچ مین ہنسکر
مجہی بیفائدہ پابند کرتا ہی سلاسل سے

رہا مین کوچۂ گیسو مین آوارہ اوسی صورت
بندہی ہین دست و پا گو ہمنشین ہے سر سلاسل سے

گئی تھے باغ کو ہم واشد دلکی تمنا مین
جگر خون ہو گیا شور عنادل سے

روش یہہ ظلم کی تازہ نکالی باغبان آپکی
کہ سینچین کیاریان گلزار کی خون عنادل سے

دل نادان سبے جاتا ہی پہر کوی ستمگر مین
مجھے پالا پڑا ہے یا الٰہی کیسے جاہل سے

قمر کوکب تری عارض سے یارا ہمسری کا ہی
وہ خود ہارا تہکا بیچارہ ہی قطع منازل سے

بتون کی دلسے یون عاشق لوازمی دور ہتی ہا
کہ امر حق جدا ہتا ہی جیسے امر باطل سے

مجھے طفلی سے سودا تہا کسی کے ما گیسو کا
نہی تہی اسلیے گہٹی مری زہر ہلاہل سے

نہ پگہلا رحم کہا کر کچہہ دل صیاد اسیر بھی
قفس کی تیلیان تک جلگئین شور عنادل سے

عذر ہی سخت جانی سی مجھے مقتل مین جاتا ہون
خدایا سرخرو گردن مری ہو تیغ قاتل سے

محبت میری صادق ہے عدو کا قول کاذب ہے
زمین و آسمان کا ہی تفاوت حق و باطل سے

میرے سینہ مین کیا ڈہونڈ ہو دل تو لیچلے پہلے
کسیکو فائدہ ہوتا نہین تحصیل حاصل سے

تری سوفار سے بچتا بہلا کیونکر دل مضطر
حیا داے کہین ہٹتی بھی ہین مد مقابل سے

پڑا ہون بحر امواج الم مین دست و پا شل ہین
مری کشتی الٰہی آشنا کب ہوگی ساحل سے

شفیع المذنبین کی ہاتھ بخشایش ہے ای ضابط
شمار معصیت کب ہی مرے عقد انامل سے

کچہہ بھی ہو مگر کوچۂ جانان مین رہینگے
ہم قیس نہین ہین جو بیابان مین رہینگے

لخت دل عاشق صف مژگان مین رہینگے
یہہ شیر کے بچے ہین نیستان مین رہینگے

تعریف مین گیسو کی بسر عمر ہوئی ہے
چوٹی کے مضامین مرے دیوان مین رہینگے

سمجھے تھے کہ دل دیکے لطف سی ہو گی
دم بہر مین دہوان آہونکا تاریک کریگا
پتھر کا کلیجہ ہے نہ فولاد کا دل ہے
قاتل دہن زخم سے شکوہ مین کریگا
ای چارہ گر و مرہم کافور لگاؤ +
تاتار سے منگوا ئینگے وہ مشک کے نافے
ساتھ آنسوؤنکی دیدۂ پرشور مین آتے
ہنس ہنسکے نمک پیسا ہی زخمونکی لیے آج
رقص تن بسمل کا تماشا بھی نہ دیکھا
زنجیر سے باندھو کہ ہمین طوق پہناؤ
لخت جگری دیدۂ پرخون مین کیون ہو
گرم آہین کبھی ہین تو کبھی سانسین ہین ٹھنڈی
اودھر دیکھ دیدہ ہوئی مردم آبی +
دلمین نہ جگہ ہے نہ ٹھکانا ہے جگر مین

واللہ نہ جانا غم ہجران مین رہینگے
انجم بھی نہ روشن شب ہجران مین رہینگے
کیا خاک مری سینۂ سوزان مین رہینگے
دو ریزے بھی باقی جو نمکدانمین رہینگے
پر زخم جگر نکر نمکدان مین رہینگے
ریزے جو نمک کے نہ نمکدان مین رہینگے
لخت جگری اپنے نمکدان مین رہینگے
یہہ قند کے ریزے بھی نمکدان مین رہینگے
ہم مر کے بھی قاتل اسی ارمان مین رہینگے
وحشی ہین گھڑی بھر بھی نہ زندانمین رہینگے
یہہ لعل کے ٹکڑی ہین بدخشانمین رہینگے
گریا مین کبھی گاہ زمستان مین رہینگے
یہہ جوش ہی گریہ کا تو طوفانمین رہینگے
اب نشتر سفاک رگ جان مین رہینگے

ضابطہ تم اسیطرح سے اشعار لکھے جاؤ

حسّاد کے سر آپ گریبان مین ہینگے

برسون رہی زبان کسی کی دہن مین ہی
شیرینی اس سبب سے ہماری سخن مین ہے

سوز تپ فراق کی کیا گریبان کہون
خاک استخوان ہو یہہ حرارت بدن مین ہے

عارض پہ سبزہ آگیا بوسہ عطا کرو
خیرات کرنا چاہئے سورج گہن مین ہے

مانا کہ آفتاب قیامت مین سوز ہی
کیا میرے داغ سے بھی زیادہ جلن مین ہے

وحشت بلا مین کوچہ گیسو کی یاد ہے
تن ہے سفر مین روح ہماری وطن مین ہے

آخر غم فراق نے پہونچایا گور تک
آیا بہت دلون مین مسافر وطن مین ہے

وادی عشق مین ہوا آوارہ مین غریب
تقدیر اپنی گردش چرخ کہن مین ہے

سرگشتہ اسلئے سحر و شام یہہ ہوا
گردش مری نصیب کی چرخ کہن مین ہے

واعظ چھٹی شراب نہ پھر کسطرح پیون
پھر جام و صحبت ساقی توبہ شکن مین ہے

فیض خیال سے ہی پری خانہ دل مرا
دخل پری وشان مری دار المحن مین ہے

گل کے نہ کان تک بھی یہہ پہونچی کبھی صدا
نالان ہزار بلبل بیکس چمن مین ہے

پھر فصل گل ہی نغمہ بلبل کی دہوم ہے
پھر عندلیب ذکر عروس چمن مین ہے

دل نوچے لیتی ہی یہہ نوای جگر خراش
تاثیر نالہ نغمہ مرغ چمن مین ہے

لو آسمان بھی صورت تمغا لہ نگب
سوزش بلا کی نالہ آتش فگن مین ہے

دل پس گئے ہزارون اکڑ کر چلا جو تو
سیدھی روش تری یہہ غضب بانکپن مین ہے

لایا ہے جوے شیر پہاڑون کو کاٹ کر
طاقت یہہ عاشقی سے ہوئی کوہکن مین ہے

وارستگی ہو کیسے سر زلف یار سے
گردن مری بندھی ہوئی ضابطہ رسن مین ہے

آئینہ رو کے وصف سے حیرت سخن مین ہے
گویا زبان نہین ہی یہہ اونگلی دہن مین ہے

گریان تمام رات یہہ کیون انجمن مین ہے
ہوش سر شک شمع سے طوفان لگن مین ہے

بخیہ کیا ہی چاک گریبان کو پہاڑ کے
اک نوک ای پری مرے دیوانہ پن مین ہے

ٹکرا کے سر کو سنگ سے گلگون کیا ہے آج
طرفہ بہار اب مری دیوانہ پن مین ہے

سنتے ہین ہمکی باتین پریزاد شوق سے
کیا لطف اندنون مری دیوانہ پن مین ہے

دیکھے گا چشم مست تو رم بہول جائیگا
وحشت کی شاخ جھکی ہوئی گوہرن مین ہے

مقبول کیون نہ نقد دل باوفا ہوا
بیقدر وہ درم ہے جو کہوٹا چلن مین ہے

ملبوس و جسم کی ہو لطافت کا کیا بیان
خوشبو ہے غنچہ مین کہ وہ گل پیرہن مین ہے

آہوے چشم رام نہ مجہسے کبھی ہوا
مشہور ہے جہان مین کہ وحشت ہرن مین ہے

دست جنون کی مجہپہ کرم گستری ہوئی
باقی نہ کوئی تار رہا پیرہن مین ہے

پرزے اڑا چکا ہے گریبان و جیب کے
دست جنون ہمارا تلاش کفن مین ہے

لاشہ پہ میری چادر صد چاک ہی پڑی
چہرہ کا ہی خون کیا ہی تکلف کفن مین ہے

عاشق ہوا تو زندۂ جاوید ہوگیا
مردہ جسے سمجھتے ہو زندہ کفن مین ہے

مجھکو ہوا اُسنا تو کہا مین نجاؤن گا
دہوکا وہ کسکو دیتا ہی زندہ کفن مین ہے

دنیا مین چار دنکی یہہ آرائشین ہین سب
مردہ گدا و شاہ کا دو گز کفن مین ہے

مجمع ہی سیکڑون کا مری غمکدہ مین آج
ساقی کا انتظار فقط انجمن مین ہے

ضابط بس اب خموش صلہ ملگیا تجہے
تحسین کا شور جلسۂ اہل سخن مین ہی

آب خنجر سے پلا اے بت پرفن پانی
دیرسے مانگ رہی ہی رگ گردن پانی

موم تیہر ہے مرے نالو نسے آہن پانی
پر ترا دل نہوا اے بت پرفن پانی

جوشش گریہ نے طوفان اوٹھایا دم مین
دیدۂ تر ہے کہ برساتا ہے ساون پانی

جھوم کر آئی گہٹا کشتی مے لا ساقی
آیا کس زور سے کرتا ہوا سن سن پانی

مسی مالیدہ کسی کے لب رنگین دیکھے
اسلیے شرم سے ہی غنچۂ سوسن پانی

مرغ آبی کہون یا بلبل نالان سمجھون
جوش گریہ سے ہوا تا بہ نشیمن پانی

کیا شرف خالق اکبر نے اطاعت کو دیا
دوست تو دوست ہی ہوجاتا ہی دشمن پانی

چشم بیمار کے عاشق کی ضعیفی دیکھو
قطرۂ اشک ہوا آنکہہ مین سوسن پانی

خال ہندو نہیں یاوست کی ذقن پر ای شیخ
بہرتاہی چاہ زنخدان سے برہمن پانی

رشک خورشید کو مین دیکھکے روتا ہون
جیسے سورج پہ چڑھاتا ہی برہمن پانی

دیکھہ پاتی ہین جو تری آنکھہ تو ہم شرب ہون
ایک ساغر سے پئین شیخ و برہمن پانی

پردہ چشم کی صافی سے یہہ دیکھو صاحب
صاف شفاف چلا آتا ہی چھن چھن پانی

ہے مقدر مین لکھا کنج قفس ای بلبل
تیری قسمت مین نہین شاخ نشیمن پانی

تار اشکون کی غم پردہ نشین مین یہہ بندہے
طرفہ آنکھون کی مری بنگیا چلمن پانی

او سمین ای دست جنون ایسی کہان طاقت ہے
سامنی تیری بہری کیون نہ تہمتن پانی

وصف دندان کی چمک شعر مین یون ہوتی ہے
جسطرح ہوتا ہی آئینہ کا روشن پانی

واہ کیا حسن خدا داد ہے اللہ اللہ
شرم سی بھی تری آگے بت لندن پانی

دیکھکر آنکھہ تری اشک مری مل نکلے
آہوی چشم سی سیکھا ہی رسیدن پانی

پر شکن موجہ دریا بھی تسلسل بھی ہے
زلف پر پیچ کے دکھلاتا ہی جوبن پانی

چشم مشتاق کا سرمہ ہو تو بنالے ضابط
پر ہی مشکل تری گرد سُم توسن پانی

طوفان اوٹھا ہی جوشش گریہ سی آب کے
آنکھین ہین عاشقون کی کہ ٹکڑی سحاب کے

بیدم ہوا ہون سنکے مین فقری جناب کے
ٹپکا جو قطرہ منہ مین دہن کی لعاب کے

مین ہون سخن سرا گل عارض کی وصف مین
شعر ان مری ہین فقرے گلستان کی باب کے

وعدہ کی شب یہہ اور تکلف نیا ہوا
کیا کیا بہانے ہین اونہین شرم و حجاب کے

کسکو ہوای سیر ہی دریا کی کس لیے
برپا ہوتی ہین بحر مین چشمی حباب کے

اوٹھہ اوٹھہ کی بیٹھی راہ محبت مین دمبدم
پاؤن سے کے چھالونمین ہین تماشے حباب کے

مرنے کی بھی خوشی مجھے شاد لینی کم نہین
ای ہمدمو کفن مین ہون چھینٹی شہاب کے

چڑھتا ہی آسمان پہ ہر اک شعلہ آہ کا
افلاک ہین ہدف مری تیر شہاب کے

دینا بھی مجھے ہی جان کا منظور شوق سے
دلمین نہ ولولی رہین اونکی عتاب کے

مجھکو بلا کے گھرسے کیا قتل آپنے
اس لطف پر نثار تصدق عتاب کے

فرقت کی شب مین نیند شب وصل ہوگئی
دیدی ہین منتظر مری مدت سے خواب کے

اوس بیوفا کو دیکے خط شوق دیر تک
رہیو تو انتظار مین قاصد جواب کے

عاشق بھی کوئی ہمسا نہین ہی جہان مین
معشوق گر نہین ہین تمہارے جواب کے

بلبل سے بحث عشق بھلا کسطرح کرون
قایل نہین وہ اپنی سوال و جواب کے

قاصد سے جو کہا ہی کہ بھیجنگے ہم جواب
فقری سمجھہ گیا مین تمہاری جواب کے

ٹکڑا سکے سر کو توڑا ہی فرقت مین گر تمام
اچھی تو شغل ہین دل خانہ خراب کے

سوتی مچل مچل کے سحر تک شب وصال
اوٹھتی جوانی ہی ابھی دن ہین شباب کے

وہ شور شین کہان ہین وہ مستیان کہان	پیری مین یاد کیون نہ مزے ہون شباب کے
رہتے ہین دلمین آنکہونسے آتے نہین نظر	انداز سیکہے ہین یہہ نئے اجتناب کے
جانسے گیا ہون مین گل عارض کی شوق مین	ہر قدیہ تیرے پہول چڑہانا گلاب کے
کنج قفس مین بلبل ناشاد ہے اسیر	تختے ہرے بہرے ہین چمن مین گلاب کے
ہر دم خیال عارض گلگون کی ہے بہار	غنچے ہین دستے پہول کہلے ہین گلاب کے
دل توڑتے عندلیب کا کیونکر نہ اے صبا	گلچین نے غنچے بہی نہین چہوڑے گلاب کے

ضابط سنادے اور بہی مستانہ چند شعر
بحر غزل مین جوش دکہادے شراب کے

ساقی مزے رہین شب مہ مین شباب کے	دو چار دور ہون قدح آفتاب کے
دریا مین یہہ نہین ہین کٹورے حباب کے	نقشے ہین آب مین مری چشم پر آب کے
دیکہو تو کتنے شوخ ہین دیدے رکاب کے	گستاخ ہوگئے ہین قدم پر جناب کے
بتوا یا خطا اونہون نے قیامت ہوئی نمود	سادے ورق ہوئے ہین خدا کی کتاب کے
بوسے وہ سنکے قصہ فرہاد و قیس کو	فرضی حکایتین ہین فسانے کتاب کے
وہ بہی تو جان لین کہ شہید ادا ہے یہہ	خونسے ورق لکہو مری غمگی کتاب کے
شعرین بہی دل جلون نے لکہین ہین چلی ہنی	معنی ہین ذائقے ہون نمکین کباب کے

جان بھی جگر بھی داغ جلا کر کیا ہی خاک — مضمون مگر بند ہی نہ غزل مین کباب کے

قاتل طفیل شاہ شہیدان پلا پلا — پیاسے دہان زخم ہین خنجر کی آب کے

مشہور ہے جہان مین سمندر کا زور شور — تھوڑے لیے اشک ہین مری چشم پرآب کے

بیتاب گر خدا نے نہ سمجھا تو کس لیئے — رکھا ہے دل مسوس کے پہلو مین داب کے

قرطاس وہ نہ کاغذ بادی ہو کسطرح — جسپر لکھے ہون ذکر مری اضطراب کے

واعظ جو منہ لگائی تجھے شیشے کی پری — پھر حکم جاری ہون نہ کبھی اجتناب کے

کمظرف کس سبب سے بتاتا ہے ساقیا — پیتا ہون ایکدم مین کئی خم شراب کے

مست الست ہون مین ازل سے ہی میکشو — خط ہین مرے نصیب مین جام شراب کے

دریا دلی کا ساقی کی جو ہی غزلمین ذکر — اوٹھتی ہین بحر شعر مین طوفان شراب کے

منہ سے لگادی خم تری قربان ساقیا — ساغر سے سیر ہونگے نہ پیاسی شراب کے

ابرو کی نیچے ساقی کی انکھین نہین ہین مست — رکھین ہین طاقچون مین یہ ساغر شراب کے

میخانہ کی طرف کو نہ جا محتسب نہ جا — ٹوٹینگے دل جو ٹوٹینگے شیشے شراب کے

وہ رند می پرست ہون مین بھی کہ بعد مرگ — مٹی سے میری جام بنینگے شراب کے

فصل بہار آئی ہے مستانہ ساقیا — دو خم شہاب کی ہون تو دو خم شراب کے

برسات بھر خدا کہین مے برسے ابر سے — پانی سے سیر ہونگے نہ پیاسے شراب کے

رند نہین کیا ادب ہی کہ واعظ کی سامنے
بیٹھے بغل مین داب کے شیشے شراب کے

یارب طفیل ساقی کوثر سے جام مین
وسعت وہ آتی آئین کئی خم شراب کے

مستانہ کسطرح سے ہماری غزل نہو
مضمون لکھی ہین شعر نہین اکثر شراب کے

ضابطہ خدا کو مان نہ قاتل پہ جان دی
دنیا کو دیکھہ یہ سال کہ دن ہین شباب کے

یہان اشکون ہی لاکھہ رومال بہیگے
نہ آنسو کے قطرے لیسے وان گال بہیگے

مسلسل موج بحر الم کا
کسیکے نظر آ گئے بال بہیگے

نہا کر ابھی آئے ہو تم کہین سے
چہپائے سے چہپتے ہین کب بال بہیگے

نہ کہنچ اے مصور مری چشم گریان
تعجب نہین ہے جو تمثال بہیگے

ہوئے سخت جان غرق دریائی خجلت
پڑی قتل گہ مین ہین پامال بہیگے

وہ بولے بناوٹ کا رونا نہ روؤ
نہ اشکون سے دیکھو مری شال بہیگے

صفائی تو دیکھو کہ لاکہون کو مارے
نہ خون سے مگر تیغ قتال بہیگے

کیا خشک سودے نے گیسو کے اتنا
کہ ڈوبون نہ جب بہی مری کہال بہیگے

درم داغ کی کیون نہ اشکون سے دہوؤن
نکہرتا ہے صاحب جو یہ مال بہیگے

نہ پامال کر اپنے کشتون کو قاتل
کہین خون سے تیری نہ خلخال بہیگے

مرا شور نالہ نہ رونے سے کم ہو ؛ نہ آواز بگڑے جو گھڑیال بہیگے

ہوا فیض یہہ آب چاہ ذقن کا ؛ اوگہا سبزہ جو دانۂ خال بہیگے

ہوئی اور اولجھن اولجھنے سے دلکو ہوئے آپ کے بال جنجال بہیگے

ہر اک قطرہ تیرا ہو دریائے رحمت کہ ہم تجھسے ہین ابر افضال بہیگے

نہ شرما کے بھاگو پسینے مین تر ہو کہ آہستہ چلتے ہین سب حال بہیگے

ترشح یہہ باران رحمت کا ہووے کہین سب الٰہی گیا کال بہیگے

جلین بیگنہ آگ مین یہہ ستم ہے نہ آنسو سے پرچشم دجّال بہیگے

ڈباکر اوبھارا ہے تردامنی نے مرے دفتر ماضی و حال بہیگے

مین ہون تر زبان وصف گریہ مین ضابط
زبان کیون نہ میری دم قال بہیگے

دل نازک کو نہ دھڑکائیے اور سو رہیے میرے سینے سے لپٹ جائیے اور سو رہیے

دعوت غیر کے سامان وہان ہوتے ہین دلمین آتا ہے کہ کچہہ کہائیے اور سو رہیے

وصل مین عذر نزاکت بھی کہین ہوتا ہے دلمین کچہہ سوچتے شرمائیے اور سو رہیے

بدگمان عاشق مضطر سے شب وصل نہو بیخطر پاؤن کو پھیلائیے اور سو رہیے

شوق دیرینہ ہے گو وصل کی پہلی شب ہے بے تکلف مرے گھر آئیے اور سو رہیے

شب کہان جاگے ہو مخمور ہو کیون تب یہہ کہا
خود بخود آپ نہ شرمائیے اور سو رہیے

شام ہی نیند شب وصل ہے وہ کہتے ہین
نہ جگانے کی قسم کہائیے اور سو رہیے

شکوۂ جذب شب وصل نہ کیجے مجہسے
میری منہ کو بھی نہ کہلوائیے اور سو رہیے

آج قسمت سے شب وصل ملی ہے صاحب
اب زیادہ تو نہ ترسائیے اور سو رہیے

شب کی بیداری سے انکار ہے حجت ہے عبث
میری ہی سر کی قسم کہائیے اور سو رہیے

عطر غیرون نے سر بزم ملا رات حضور
اب تو غفلت پہ نہ اترائیے اور سو رہیے

آپ انگڑائیان لے لیکے جو دم دیتے ہین
خیر ہین جان گیا جائیے اور سو رہیے

تہا شب ہجر مرے سر پہ شب وصل ہے آج
ہاتھ سے سر کو نہ سرکائیے اور سو رہیے

بال بکہرے ہین عجب شکل ہے متوالی سی
زلف کو چہرے سے سرکائیے اور سو رہیے

رات گو کم ہے مگر دلمین تو ارمان ہین بہت
اک ذرا اور ٹہر جائیے اور سو رہیے

کون کہتا ہے کہ شب بہر نہین سونے دینگے
زلف کیطرح نہ بل کہائیے اور سو رہیے

وعدہ کر کر جو نہ آئے یہہ سبب کیا ہے بہلا
رات بہر ہمکو تو جگوائیے اور سو رہیے

لو قسم کہاتے ہین پہر کچہہ نہ کہین گے شب بہر
ایک بوسہ ہمین دلوائیے اور سو رہیے

سچ تو فرمائیے کسنے یہہ سکہایا ہے تمہین
بے سبب ہم سے بگڑ جائیے اور سو رہیے

قتل جو مجکو کیا خوب کیا خوب کیا
آپ کچہہ دلمین نہ پچتائیے اور سو رہیے

چاندنی رات ہی تنہائی مین وہ لطف کہان	اپنی مشتاق کو بلوائیے اور سو رہئیے	بے لطفی ہے

خواب کیا ہوش اوڑاتا ہی بیان ضابط
اوسکا قصہ بھی سناجایئے اور سو رہئیے

پرتوافگن جو صفات رخ جانان نکلے	مطلع نور نہ کیون مطلع دیوان نکلے
اک مری زخم کے کیا کیا نہین سامان نکلے	سیکڑون باقی ہزارون ہی نمکدان نکلے
بدر گھٹ گھٹ کی نہ کسطرحسے ہوجای ہلال	جبکہ خورشید تری سامنی لرزان نکلے
خوانشین بھی مری محبوس رہین مثل مری	دسلکے زندان ہی نہ ہرگز کبھی ارمان نکلے
در دندان کا تصور جو دم گریہ تھا	قطرۂ اشک سے مرے قطرۂ نیسان نکلے
شام سے عشق کی سامان ہین طلب بین اغیار	بزم جانانسے ہمین ایک پرمان نکلے
سب کی ملت ہی چلن اونکا نرالا دیکھا	کافر عشق نہ ہندو نہ مسلمان نکلے
کہے دیتا ہون کہ کچھ کہا کی مین مرجاؤنگا	آج بھی آپ اگر غیر کے مہمان نکلے
میری حسرت پہ ہمیشہ انہین حیرانی تہی	دیکھکر آئینہ وہ آپ بھی حیران نکلے
آرزو تری دانتون کی ثنا لکھنے مین	خامہ سے لفظ بھی انگشت بہ دندان نکلے
اسے پریزاد قبا مین تری دیوانہ کی *	نہ گریبان ملا اور نہ دامان نکلے *
دیکھیے آئینہ زانو کی سکندر جو صفا	کنج مرقد سے وہ مضطر ابھی حیران نکلے

حسرتین

حشر برپا کیا ٹھوکر سے بت کافر نے
کلمہ پڑھتے ہوئے مرقد سے مسلمان نکلے

دیکھا ہے نقشۂ آئینۂ عارض تیرا
کسطرح دیدۂ تصویر نہ حیران نکلے

لو شگوفہ یہہ نیا فصل بہاری مین کھلا
مثل غنچہ دہن زخم بھی خندان نکلے

اشک خونین کی بدولت مری مژگان دیکھو
ورطۂ چشم سے کیا پنجۂ مرجان نکلے

دل صد پارۂ عشاق ہون یا شانے ہون
کوچۂ زلف سے جو نکلے پریشان نکلے

دم مین کر لیتے ہین تسخیر پریزادون کو
ہم تصور کی توجہ سے پریخوان نکلے

پہلے ہم ہونگے فدا دونونکو دعویٰ ہے یہی
دل جگر لپٹے ہوئے بر سر پیکان نکلے

واعظا تجھکو مبارک ہو بہار جنت
میری قسمت مین لکھا کوچۂ جانان نکلے

تمکو دانائی کا دعویٰ تھا بہت اے ضابط
سامنے اک بت نادان کے نادان نکلے

دل مایوس کی اکدن بھی نہ ارمان نکلے
ہم تری بزم سے جب نکلے پشیمان نکلے

دل سے ہرگز نہ مری کاوش مژگان نکلے
تلووں سے سر مین اگر خار مغیلان نکلے

شورش اشک سے لو اور بھی خندان نکلے
میرے دیدے مرے زخمونکو نمکدان نکلے

آرزوونکی مگر دفن ہین لاکھون کشتے
دل عشاق مگر گنج شہیدان نکلے

زلف جانان کے تصور مین مری تا نظر
خانۂ چشم سے جب نکلے پریشان نکلے

دیکھلے جذب محبت کا تماشا قاتل — دل نہ پیکان سے چھٹے دلسے نہ پیکان نکلے

دہ لون ٹہنڈہی ہون برابر تو مزا ہی قاتل — توڑ کر دلکو جگر سے تیرا پیکان نکلے

بزم دنیا کے تماشے ہین تری محفل مین — یعنی رنجیدہ کوئی اور کوئی خندان نکلے

لوحیون کا یہہ تمہین طرفہ اثر دکہلاتین ؛ — آپ کے ہاتھہ مین بندیکا گریبان نکلے

سرو گڑ جائین ندامت سے زمین کے اندر — سوی گلزار جو وہ سرو خرامان نکلے

وحشت دل جو بیابان کیطرف لیکے چلی — پاؤن پڑنے کو مری خار مغیلان نکلے

گل رخون کی یہہ ستایش سے نیا گل پہولا — میری دیوان مین مضامین گلستان نکلے

نہ کہچا پر نہ کہچا مانی سے نقشہ میرا — مجھہ پریشان کی سب اعضا بھی پریشان نکلے

کیسے شوریدہ سرونکی ہو بھلا خاطر جمع — زلف پرپیچ کسی کی جو پریشان نکلے

فرش کانٹونکا ملا دہوپ کا سایہ پایا — اوسکے کوچہ سے جو ہم بے سر و سامان نکلے

چہالے پاؤن کی گریبانونکے پرزی لاکہون — دشت گردی کو یہہ عشاق کی سامان نکلے

اپنی جانبازون کو اوسنی جو طلب فرمایا — ہم کفن باندھ کے پہلے سر میدان نکلے

دادرس کوئی نہین داور محشر کے سوا — وادی عشق بھی کیا حشر کے میدان نکلے

زخم دل پر مری چہڑکا ہے نمک ہنس ہنسکر — لو ملیحون کے دہن طرفہ نمکدان نکلے

یہہ بھی قسمت مری زخمون کی کہ قاتل نے مری — جب کبھی دیکھے تو خالی ہی نمکدان نکلے

ایک ہو ہمسر عرق آلودہ جبین سے اوسکی / لاکھہ چنکر کوئی پیشانی پہ افشان نکلے

لاکھون عشاق کے آوارہ ہہین پر دل ہین / کوچۂ گیسو بھی کیا بھول بھولیان نکلے

دشت غربت مین بھی تنہا نہین ماشاءاللہ / دل مایوس کے ہمراہ صد ارمان نکلے

غیر سے بولا وہ پڑھ پڑھ کے غزل میری آج
لیجئے حضرت ضابط بھی سخندان نکلے

جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے / تلوون مین آبلون کا ابھی سے ابھار ہے

نشہ نہین پیا ہے کہ جسکا اوتار ہے / جاگے بھی تم نہین ہو یہہ کیسا خمار ہے

اندھیر کا چڑھاوے بلا کا اوتار ہے / سر سے اوتر کے دوش پہ گیسو سوار ہے

افسانۂ جنون مرا سنکر وہ بول اوٹھے / دیوانہ وہ نہین ہے بڑا ہوشیار ہے

سمجھے بگڑ گیا وہ شب وصل بے خطا / عیار ہے شریر ہے کیا ہوشیار ہے

چھپتا ہے راز عشق چھپانے سے بھی کہین / کیون جبر کرتا ہے مرا کیا اختیار ہے

آتشکدہ درون ہوا سوز عشق سے / گویا یہہ جسم زار درخت چنار ہے

شب نصف ہو چکی مگر آیا نہ وہ ابھی / کیا یہہ تمام رات شب انتظار ہے

وعدہ کیا شریر نے آنیکا خواب مین / نیند آئے کسطرح کہ مجھے انتظار ہے

مجھکو وہ اپنا جلوۂ عارض دکھا چکا / جس نازنین کو تاب نظر ناگوار ہے

اوس گل نے اپنا نالۂ پرسوز کب سُنا — آواز عندلیب جسے ناگوار ہے

حیران ہون نہین کہ دیدۂ انجم کہلے ہین کیون — میری طرف سے اونکو بھی کیا انتظار ہے

یہہ زخم وہ نہین ہین کہ دکہلاؤن چارہ گر — ترچھی نظر کسیکی کلیجہ کے پار ہے

تر کردتی ہین لاکہون شہیدونکی حلق خشک — قاتل کی تیغ تیز بھی کیا ابدار ہے

گہر گور سے سوا ہی یہ تنگ آ گیا ہو نہین — غم کے ہجوم سے مجہو بر دم فشار ہے

چہولی جو اونکی زلف یہہ تقصیر ہوگئی — تجویز میرے ہاتھہ پہ کوڑی کی مار ہے

سیلاب اشک نے پس مردن غضب کیا — مثل حباب آپ ہمارا مزار ہے

آتے وہ میری فاتحہ پڑہنے کو کس جگہہ — مر کر کفن ملا ہے نہ اپنا مزار ہے

چھائی ہی تیرے کشتۂ حسرت پہ بیکسی — مرقد پہ سائبان ہی نہ سنگ مزار ہے

پامال اوسکی راہ مین ہو جائیگا کہین — اس خاکسار کا بھی ذرا سا غبار ہے

زیب زبان ہی عارض گلگون کی جو ثنا — ہر ایک بات پر مری قربان ہزار ہے

اس حسن بے ثبات پہ اتنا غرور کیون — عارض کی تازگی کو سمجھہ مستعار ہے

دم آیا جی گئے جو نہ آیا تو مر گئے — بس ایکدم کی زندگی مستعار ہے

افسوس کوئی اتنا بھی کہتا نہین وہان — ڈیلو رہی یہہ دیر سے کوئی امیدوار ہے

مقتل مین مجھکو دیکہا تو بولی وہ غیر سے — ہم خوب جانتے ہین کہ یہہ جانثار ہے

کیا بد بلا ہی عشق کہ روتا ہے زار زار
ضابطؔ سا شخص قدرت پروردگار ہے

بیٹھی ہو گھر مین در پہ نظر بار بار ہے
کچھ بھی کہو کسیکا مگر انتظار ہے

اغیار ہی مگر وہ کہین ہمکنار ہے
پہلو مین آج درد مری بار بار ہے

سیتا ہی چاک جیب کو دامن کی تار سے
دیوانہ اسپنے کام مین کیا ہوشیار ہے

سو بار دمین جی اٹھا سو بار مر گیا
عاشق کے جینے مرنیکا کیا اعتبار ہے

آتین نہ وہ تو موت ہی آئے خدا کرے
یعنی وصال ہی کا مجھے انتظار ہے

یارب کہین وہ مجھسے کہی آکے رات مین
کیون جاگتا ہے کسکا تجھے انتظار ہے

آواز بوسہ کب ہو گوارا صبا اوسے
جسکو صدای غنچۂ گل ناگوار ہے

لاتی خود نمائی لب بام کھینچکر
ڈہلنے کا دن سکے آج اونہین انتظار ہے

لیلین بلائین زلف تو بل کہا کے یہ کہا
کیا آپ کے حواس مین کچھ انتشار ہے

دست جنون دراز ہوا فصل گل مین پھر
دامن مین پات ہی نہ گریبان مین تار ہے

ہان ایک ہاتھ اور جستجو کا قاتلا
سنتی ہین تیری تیغ بھی زنار دار ہے

سینہ پہ ہاتھ کسنے رکھا رات خواب مین
جو بیقراری سے مرے دلکو قرار ہے

مرقد پہ بعد مرگ بھی آیا نہ مہ لقا
ابتک بجھی ہوئی مری شمع مزار ہے

کسکی نگاہ لطف سے آسمان ہوئی — تیر نظر کا طایر سدرہ شکار ہے

سادہ دوپٹہ جالی کا زیبا ہے دوش پر — پھیلا ہے جال ماہی دلکا شکار ہے

طفل سرشک آنکھ مین آکر نکل چلا — کیونکر ٹھہر سکے کہ یہہ گھر مستعار ہے

اک بار شب وہ غصہ مین آکر لپٹ گیا — اس دشمنی پر اوسکے مجھے دلسے پیار ہے

طرفہ یہہ حال دل ہے شب وعدہ شام سے — مایوس ہے کبھی کبھی امیدوار ہے

اس قافیہ کے اور بھی اشعار کچھہ سنا
ضابط ترا کلام تو اک یادگار ہے

سب اوسکو جانتے ہین نزاکت شعار ہے — کیونکر کوئی کہے کہ کوئی بقرار ہے

کیا عطر بیز نکہت گیسوی یار ہے — جوڑا کہون کہ نافۂ مشک تتار ہے

دیوانہ پن کے شوق سے آکہتا ہے وہ شوخ — مین بھی ہون ہوشیار جو تو ہوشیار ہے

کاوش مین اضطراب مین حسرت مین طول مین — مثل شب فراق شب انتظار ہے

رکھا ہے آج زہر بھی سامان عیش مین — آوے نہ آوے خاتمۂ انتظار ہے

یارب وہ دن دکھا کہ شب انتظار ہو — اس انتظار کا بھی مجھے انتظار ہے

ذکر بدی سے باز رکھا اوسنے غیر کو — میری برائی اوسکو مگر ناگوار ہے

رکھدیا میری قبر پر آنکھین نکال کر — وہ دیکھلے کہ اب بھی اسے انتظار ہے

اوسکی نظر پہری تو گرا چشم خلق سے
گردش مری نصیب مین لیل و نہار ہے

کانٹون پہ لوٹتے ہی گذرتی ہی ہر گہری
یاد مژہ مین بستر غم خار خار ہے

جب جیسے کسیکے عارض تابان نظر پڑے
حیرت ہماری آنکہونمین آئینہ دار ہے

زخمون سے جسم زار پہ گلکاریان ہوئین
جوہر یہہ تیغ کے ہین کہ فصل بہار ہے

دل نذر رونمائی جانان مین جا چکا
جانِ حزین رہی تہی سو وہ بہی نثار ہے

آنکہونمین کسطرح نہ رکہون طفل اشک کو
آوارہ خانمان ہی غریب الدیار ہے

کافی ہوا ہی گور غریبان مین یہہ نشان
مین دل شکستہ تہا مرا ٹوٹا مزار ہے

کشتہ ہون مین کسیکی نزاکت کا ہمدمو
دلکے پہپولے سے کہین نازک مزار ہے

اس پہول کے نثار مجہے دفن کرکے وہ
ہر اک سے پوچہتا ہی یہہ کسکا مزار ہے

ساقی کی چشم مست چڑہی ہے نگاہ پر
بے نشہ کے پئے مجہے ہر دم خمار ہے

پوشیدہ دل مین کیون نرکہون داغ عشق کو
اک پردہ دار سے یہہ بلا استعار ہے

اس انزوا مین ناقہ لیلے ملے کہین
آوارہ گرد قیس پس ہر قطار ہے

اوسکی زبان سے یاس کی باتین بہی سن چکا
لیکن دل حزین ابھی امیدوار ہے

اس سنگ آستان کو نہ چہوڑیگا وہ کبھی
ضابطؔہ حضور کا اک خاکسار ہے

سینہ مین غم کا جوش ہے نالون مین کیا خروش ہے
نیش بجاے نوش ہے رخصت صبر و ہوش ہے

رنگ پہ ہے وہ بزم یار شمع کی ہے زبان دراز
چھیڑتا ہے ہر ایک ساز کسلیئے تو خموش ہے

غمزہ و عشوہ و ادا آفت جان ہے ہر بلا
کس کی نہ آگئی قضا جو ہے سر فروش ہے

خندہ سے تازہ گل کھلا پہولون کا ڈہیر ہوگیا
دیکھ لو دامن آپ کا دامنِ گل فروش ہے

دل نہ پہنسے خدا کہین محو خوی ہین ہم جبین
نام وفا رہا نہین جو ہے وہ خود فروش ہے

کیون نہ نسیم ہو فدا فیض قدم سے گل کھلا
دیکھ لے اپنی کفش پا دامن گل فروس ہے

موسم گل نہ ہے بے خبر قدرت حق کی سیر کر
خضر کی طرح ہر شجر دشت مین سبز پوش ہے

کوئی رہے کسی کے پاس ہجر مین کوئی ہے اداس

سرخ کیسکا ہے لباس کوئی سیاہ پوش ہے
نور ضیا کا کیا بیان تیرہ نظر مین ہے جہان
شام کی طرح سے یہان صبح سیاہ پوش ہے
ناصحا کچھ اثر نہین ساقی و مے اگر نہین
جان کی یان خبر نہین ہوش کا کسکو ہوش ہے
باتین تری اگر سنون کیسے خموش ہو رہون
اتنا بھی کیا نہین کہون جان فدای گوش ہے
دیکھ کے آئنہ کہا گیسو کے پیچ مین بلا
مین بھی تو ایسا گھر پھنسا زلف و بال دوش ہے
داغ جنون ہر اک مرا فصل بہار مین کھلا
موج نسیم سے صبا کیا ہی گلون کا جوش ہے
اے دل مضطر الامان تیری طپش کا کیا بیان
طوطی نطق بھی یہان مرغ پریدہ ہوش ہے
کرتا ہون تیرا ہی بیان سنتا ہون تیری داستان
ذکر ترا ہر اک زمان وقف زبان و گوش ہے

ہجر کی شب نے کے ہمدموظلم سہو چلو بہنو
کوئی نہ کچھہ کہو سنو راز کی پردہ پوش ہے

وہ بھی بدگمان ہے یہہ بھی خدا کی شان ہے
تن سے فراق جان ہے سر سے وداع ہوش ہے

ابر ہے کیا گھرا گھرا ساقی مہ لقا ذرا
مطرب خوشنوا بلا جلسہ نا و نوش ہے

نقشہ بتون کا جمگیا دل مین مرے ہر ایک جا
گھر ترا اے مرے خدا خانۂ بت فروش ہے

ساغر و شیشہ ہے دہرا سرخ شراب سے بھرا
ابر و ہوا ہے جان فزا ساقی بادہ نوش ہے

خوف خدا سے ہان ڈرو یون نہ برا بھلا کہو
ضابط مضطر اے بتو بندۂ حق نیوش ہے

غزل

ہان جگر بھی دل ناوان رہی یا نہ رہے
آن جا تی نہ کہین جان رہی یا نہ رہے

دی جکے دل ہی تو کیا فکر ہے رسوائی کی
در دولت پہ چلے شان رہی یا نہ رہے

امتحان خنجر بیداد کا فرمایئے
کیا غرض تمکو مری جان رہی یا نہ رہے

اونکو آرایش گیسو سے کہان فرصت ہے
کوئی وابستہ پریشان رہی یا نہ رہے

خودنمائی ہی خود آرائی و خود بینی ہے
اونکو کیا کوئی پرارمان رہی یا نہ رہے

داغ اسواسطے دیتے ہین وہ فرماتے ہین
عاشقون مین تری پہچان رہی یا نہ رہے

ایک صورت پہ نہین حال زمانہ دیکھو
شام کا صبح کو سامان رہے یا نہ رہے

دیکھنا یہ ہے مجھے وحشت جنون کی کاوش
میری گردن مین گریبان رہی یا نہ رہے

ہوش مین آؤ ذرا جان کو دیکھو ضابط
کوئی دم اور ہے مہمان رہی یا نہ رہے

پڑی تب اس دل مضطر کی آرزو نکلے
ملے جو حور ہمین خلد مین وہ تو نکلے

بتاؤ کیون نہ مری آنکھہ سے لہو نکلے
جو غیر محفل جانانسے سرخرو نکلے

زبان گل کے تری گر پڑے ابھی واعظ
دہن سے نام جو اوس بت کا بے وضو نکلے

یہہ حکم ہے مری قاتل کا وای گردش بخت
جنازہ کشتۂ فرقت کا کو بکو نکلے

ہمارے جوش محبت کو دیکھنا ہمدم
وہان تو فصد کھلے اور یہان لہو نکلے

ہوا ہے بادہ پرستی کا شوق کس بت کو
کہ شیخ کعبہ سے سر پر لیے سبو نکلے

سنائیں نزع میں گو لاکھہ کلمے ویٰسین
نگر زبانسے مری پھر بھی تو ہی تو نکلے

جگر بھی دست جنون چاک شوق سے کیجو
ہماری چاک گریبان میں گر رفو نکلے

لیا ہے آپ کے عارض کا زلف نے بوسہ
زبان تراشیں جو فرق اسمیں ایک مو نکلے

پڑے ہے جو سجدہ پہ زاہد تو نام اوس بت کا
تو آفتاب نہ شمسہ کے روبرو نکلے

پھرا کرتے ہیں لیل و نہار سرگردان
یہہ کسکی شمس و قمر پھر جستجو نکلے

ہر ایک آنکھہ میں ہوتی ہیں چند قطرے شکر
ہمارے دیدۂ نمناک آب جو نکلے

روش کہانسے تری پا سکے معاذ اللہ
اکڑکے لاکھہ طرح سرو آبجو نکلے

پیاسی ہی جنہی سیراب ہو رگ گردن
جو آب خنجر سفاک تا گلو نکلے

بہار آئی ہے ساقی سجا دے میخانہ
صراحی ہوش ربا جام مشکبو نکلے

وہ گل ہے خار کدورت دیں جو وہ مجکو
وہ خار گل ہے محبت کی جسمیں بو نکلے

کہلے وہ غنچۂ دل کسطرح بھلا صاحب
کبھی نہ جسکو نسیم نشاط چھو نکلے

کوئی بھی ہوگا نہ ارمان برائی ہون جسکے
پراون کے بزم سے ہم محو آرزو نکلے

وفا میں شہرۂ آفاق جو ہیگا نہ ہو *
مرے نصیب سے اوسمیں جفا کی خو نکلے

تپ فراق کی شعلہ فشانیان توبہ
جو آہ سرد بھی کھینچون دہن سے بو نکلے

ہوا زمانہ میں وہ انقلاب ہی ضابط

کہ جنکو دوست سمجھتے تھے وہ عدو نکلے

تیری شفقت نے کیا محو یہہ صیاد مجھے
آشیان کنج قفس مین نہوا یاد مجھے

ہمصفیران چمن کچھہ بھی نہین یاد مجھے
محو ہوتی ہی نہین شفقت صیاد مجھے

خاک اوڑاتا ہون بگولونکی طرح صحرا مین
بیٹھے بٹھلا لئے کیا کسنے یہہ برباد مجھے

لیگئی وحشت دل دوسرے ویرانہ مین
دشت غربت مین جو آیا کبھی گھر یاد مجھے

چھوڑتی ہی نہین کنج قفس کی الفت
بارہا کردیا صیاد نے آزاد مجھے

یہہ نیا کھیل نکالا ہے ستمگارون نے
روز دیوانہ بناتے ہین پریزاد مجھے

چھوڑتا ہی تو اگر مجھکو یہہ وعدہ کرلے
بھول جانا نہ خدا کے لیئے صیاد مجھے

اب یقین اوسکو ہوا میری وفاداری پر
چھوڑ دیتا ہے قفس سے مرا صیاد مجھے

خود فراموشی وخود رفتگی کہتے ہین اسے
کچھہ نہین جانتا کسنے کیا برباد مجھے

نجد مین وادی ایمن مین کسی جا ہمدم
وحشت دل نے نہونے دیا آزاد مجھے

مین وہ بیخود ہون کہ کہتے ہین مجھے مست الست
اور کچھہ بھی نہین اے ہمنفسو یاد مجھے

چپ نہ بیٹھون مین قفس مین تو کرون کیا صیاد
کھولنا بھی نہین آتے لب فریاد مجھے

آرزو کوئی نہ نکلی دل پر حسرت کی
چرخ نے دہر نے ہونے ندیا شاد مجھے

حسرتین دلکی رہی جاتی ہین دلمین یارب
موت دنیا سے لیئے جاتی ہے ناشاد مجھے

جہیہ صادق ہی کہ غم کہائیے اور چپ ہیئے
خوف سے کب ہی بہلا طاقتِ فریاد مجہے

چہپ کی سو بار پہنسا دام مین صیادونکے
کرویا شوقِ اسیری نے بہی برباد مجہے

آفتین سر پہ اوٹہائینگو ترے کوچہ مین ۞
پہر لیئے جاتا ہی میرا دلِ ناشاد مجہے

میری قسمت مین جو ہونا تہا ہوا میرے لیئے
ہان کسی سے بہی نہین شکوۂ بیداد مجہے

اپنی قسمت کا مجہے آٹہ پہر رونا ہے
دل افسردہ تے ہونے نہ دیا شاد مجہے

شوق پہر کہینچ قفس تک مجہے پہونچاتا ہے
چہوڑ جاتا ہی چمن مین بہی جو صیاد مجہے

نام کیا کیا مرے رکہی ہین پریزادون نے
کبہی دیوانہ کہا اور کبہی ناشاد مجہے

قدِ رعنا کے تصور مین ہوا آوارہ ۞
بہائے کیونکر نہ بہلا سایۂ شمشاد مجہے

دلمین گہٹ گہٹ کے رہجاتا ہون ضابط کیا کیا
ضبط دیتا ہی کہین رخصتِ فریاد مجہے

آج اپنی بام پہ وہ بے حجاب آنیکو ہے
لو سوا نیزے کے اوپر آفتاب آنیکو ہے

فصلِ گل آئی ہی جوشِ اضطراب آنیکو ہے
تو گرفتار ہوا ابہی کیا کیا عذاب آنیکو ہے

اک بیتابی سے پہلو مین ٹہر سکتا نہین
کیا کسی پر پہر دلِ خانہ خراب آنیکو ہے

چشم ہکر دلِ مضطر کو بہلاتے ہین ہم
دیر قاصد کو ہوئی شاید جواب آنیکو ہے

سینے مانہ نا کی جانبازی اونہین منظور ہی
دل دہڑکتا ہی کہ فرد انتخاب آنیکو ہے

کچھہ خدا سے بھی ڈرو بیدادِ جفا آئین کب تلک
ای بتو آخر کبھی روز حساب آنیکو ہے

ناز پروردہ ہی ہان پاس نگہبانی ہے ہے
لخت دل اشکو نمین ای چشم پرآب آنیکو ہے

وہ بھی ہوگا دن کبھی آکر کھے مجھسے کوئی
ساقی آنیکو ہی ساتھ اوسکے شراب آنیکو ہے

کچھہ نہ کچھہ ہوگا سبب ورنہ نصیب ایسی کہان
آج مجھہ تک بھی وہان دورِ شراب آنیکو ہے

دیکھتے ہین اپنی چھپ تختی کو سو سو بار وہ
جو نہون پر آتے جاتی ہین شباب آنیکو ہے

چھپتے ہین اسواسطے پردیکی عادت ہو رہی
خیر سے نام خدا اونپر شباب آنیکو ہے

خودنما کیونکر نہون سفاک ہوجائین نہ کیون
جوش پر شوق طبیعت ہی شباب آنیکو ہے

بڑھ چکی ہین ہنسلیان قید کر یا فرمائیے
بیڑیان کٹوائی میری شباب آنیکو ہے

کب سمجھتے ہین وہ اپنی عاشقونکے رازکو
خیر سے اوٹھتی جوانی ہی شباب آنیکو ہے

ساعتین گن گن کے پایا ہی یہہ دن عشاق نے
دس برس کی ہوگئے ہین وہ شباب آنیکو ہے

دیکھتے ہیں سیہ خانہ قمر منزل ہو کب
شام کو سنتا ہون رشک ماہتاب آنیکو ہے

بند دروازہ رکھو دربانسے فرماتے ہین وہ
آج سنتے ہین کوئی خانہ خراب آنیکو ہے

یاس کی صورت ابھی سے دلمین گھر کرنے لگی
نامہ بر شاید مرا ناکامیاب آنیکو ہے

دیکھتے کب سرخرو یہہ خنجر قاتل سے ہو
دستخط ہوکر مری خون کی کتاب آنیکو ہے

شام تک بیٹھے رہو جام شکیبائی پیئے
بادہ آشامو خم صہبای ناب آنیکو ہے

سرکشی؟

آپ نے سر پہ چڑہایا زلف کا غم کیون نہو
آج ساعت ہی عروج کوکبِ اقبال کی
پہاڑ کہا ہینکو نہ اتنا منہ لگانا چاہیئے
وصل کی شب کس ادا سے صبح کو کہتے ہین وہ

اس بلا کا دیکھتے سر پہ عذاب آنیکو ہے
کلبۂ احزان مین رشکِ آفتاب آنیکو ہے
دیکھو عارض پہ کوئی دم مین نقاب آنیکو ہے
اوٹھتے ضابطِ لطفِ شوق و اجتناب آنیکو ہے

بادۂ گلگون کی ساقی نے سجائین کشتیان
میکدہ مین ضابطِ عالیجناب آنیکو ہے

دل محزون ابھی مشتاقِ تعب اور بھی ہے
پہلا کوہی بتا نہین یہہ غضب اور بھی ہے
سیر جینے سے ہوا پیار کی باتین سنکر
وان ہنسی کی بھی کوئی بات نہین بنتی ہے
پیچھے ہوتے ہو تو للہ نگہ غیر پہ ظلم
لے چلی دلکو بھی کیسی نگہِ غارت گر
آپ تک لانیکا کچھ دل ہی خطاوار نہین
چشم بد دور مبارک ہو تمہین خود بینی
ملنے مانا کہ نہ پہیلاؤ نگاہین پای ہوس

شوقِ مفرط سببِ خشکیِ لب اور بھی ہے
دلکی بربادی کا شاید کوئی ڈہب اور بھی ہے
لطف ہوگا کہ ابھی قہر و غضب اور بھی ہے
غصہ آجاتا ہے دلکو یہہ غضب اور بھی ہے
رحم کر رحم کہ ہنگام غضب اور بھی ہے
پر ابھی سوے جگر حسنِ طلب اور بھی ہے
دیکھنے دیدۂ دیدار طلب اور بھی ہے
پر سمجھئے کوئی دیدار طلب اور بھی ہے
شوخ و گستاخ مگر دستِ طلب اور بھی ہے

غلط انداز تھا قاتل مگر سیدھا پڑا ناوک
دل صد چاک مین کیا جذب کامل ہم بھی رکھتے تھے

بھلا دیوانہ پن ہی اے پری کیا خاک نقشہ ہو
کبھی خوش وضع تھے شکل شمائل ہم بھی رکھتے تھے

عنادل کیا ہماری سامنے نالونکا دم بھرتے
زمانہ مین کہین مدمقابل ہم بھی رکھتے تھے

کف افسوس ملتی ہین انہین ہاتھونسے الساقی
کبھی شیشہ کی گردنمین حمائل ہم بھی رکھتے تھے

ہمیشہ خنجر بیداد قاتل کے خراشون سے
جگر سینہ مین دل پہلو مین گھائل ہم بھی رکھتے تھے

مثال طائر قبلہ نما ہر پہر کے منہ اپنا
بسوی بتکدہ ہر لحظہ مائل ہم بھی رکھتے تھے

خیال [illegible] جلوہ گر رکھتا
دل شیدا مین اپنی شکل محمل ہم بھی رکھتے تھے

سپہر علم الیقین مثل ماہ تھے صحرا نوردی مین
کبھی زیر قدم قطع منازل ہم بھی رکھتے تھے

دل معشوق پر عاشق کی دلکا عکس پڑتا ہے
سمجھ مین اپنی یہہ مضمون باطل ہم بھی رکھتے تھے

کہان کب ناخن تدبیر سے عقدے مقدر کے
گرہ قسمت کی مثل سیم مشکل ہم بھی رکھتے تھے

کسیکی یاس کے مرضی ہو گئی ہین گو کہ اب ساکت
کبھی اپنی لب خاموش سائل ہم بھی رکھتے تھے

تڑپ کر ایکدو دم کیون نہ ٹھنڈا ہو کے رہجاتا
کہ دل پہلو مین مثل مرغ بسمل ہم بھی رکھتے تھے

نہو خوف خدا اسکے ستانے مین مناسب تھا
نہایت شکستہ دل عرش منزل ہم بھی رکھتے تھے

بھلا گل کا بیان دامان صحرا مین نکھون تو مین
کبھی لخت جگر اشکونمین شامل ہم بھی رکھتے تھے

خبر گر ہو شہید سکا اپنا جنازہ کوی قاتل سے
اسی کوچہ مین اپنی پہلی منزل ہم بھی رکھتے تھے

سوا اپنے اثرِ آہِ حسرت کا ڈالتی کس پر
کہ اک محبوبِ نازک دل مقابل ہم بھی رکھتے تھے

نہ نکلی دل سے جو حسرت وہ حسرت لینے آئی تھی
نہ آسان جو مشکل وہ مشکل ہم بھی رکھتے تھے

کسی کی آرزو سے کام اب ہے تا ہے اے ضابطؔ
وگرنہ رات دن کیا کیا مشاغل ہم بھی رکھتے تھے

سرِ شوریدہ میں شورِ عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی سینہ کے اندر سوزشِ دل ہم بھی رکھتے تھے

کبھی یاں بھی بہت کچھ عیش کے ساماں حاصل تھے
جگر پہلو میں رکھتے تھے کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

خدا جانے کہاں کھو بیٹھے کس جا ڈھونڈھنے جائیں
کبھی پہلو میں اک ٹوٹا ہوا دل ہم بھی رکھتے تھے

سوا داغِ حسرت اب ہے سینہ میں کیا باقی
کبھی تھے ہم بھی دل والے کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

تمنّا ہے انس لینے کی ہر اک صیاد رکھتا تھا
مثالِ طائرِ وحشی کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

جفائے بے محابا سے ہوا برباد بیچارہ
فدا ہونے کی قابل آپ پر دل ہم بھی رکھتے تھے

گرہ تقدیر کی ہے یا کوئی عقدِ تمنّا ہے
شگفتہ مثلِ گل کیا کیا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

کبھی تھے چین سے ہم بھی کبھی ٹھنڈا کلیجہ تھا
کبھی آباد دیہہ اوجڑا ہوا دل ہم بھی رکھتے تھے

کلیجہ منہ کو آتا ہے بڑی ہی بیدلی کیا کب
کبھی تھے بے جگر ہم بھی کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

ہزاروں شوقسے سنتے تھے اپنے نالۂ موزوں
نوائیں مثلِ گلبانگِ عنادل ہم بھی رکھتے تھے

نہ چھوڑا ایسا انسکے دلکو جگر بھی دامِ گیسو میں
مگر تقدیر سے صیاد عادل ہم بھی رکھتے تھے

صریرِ کلک سے نغمے ہزاروں ہوتے ہیں پیدا
زبانِ خامہ ہمنوائے عنادل ہم بھی رکھتے تھے

علاجِ احتیاجِ دل تغافل ہوگیا اُن کا
کہاں اب دل جو دھڑکے گا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

رضا جو تھا جفا کش تھا اطاعت کیش و عاجز تھا
کسیکے ناز کے قابل کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

جلیسِ بزمِ عشرت تھا انیسِ کنجِ غربت تھا
شریکِ رنج و راحت تھا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

رفیق و مونس و محرم شفیق و مہرباں ہمدم
خلیق و آشنا باہم کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سراسیمہ پریشاں تھا سراپا یاس و حرماں تھا
سراسر حسرت و ارماں کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

جفائے یار سہتا تھا فدا اسکے ناز رہتا تھا
نہ کچھ سنتا نہ کہتا تھا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

غریقِ بحرِ ارماں تھا حریصِ دیدِ جاناں تھا
فدائے غارتِ جاں تھا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

جفا سے ریش تھا کیا کیا بلائیں پیش تھا کیا کیا
وفا اندیش تھا کیا کیا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

محبت میں ترے کامل مروت کی طرف مائل
مصیبت میں بس قابل کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

جفا کاری پہ قرباں تھا ستمگاری پہ شاداں تھا
وفاداری پہ نازاں تھا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

جگر کے زخم میں آئے پڑے ہیں جانکے لالے ۔ بجا ہے دل میں اپنے جا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

ہزاروں نازسے پالا رنگیلا شوخ ضد والا ۔ غرض آفت کا پرکالا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سراج بزم یکتائی علاج درد تنہائی ۔ کسیکا جی سے شیدائی کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

وحید عصر و یکتا تھا فرید وقت رہتا تھا ۔ شہید ناز بیجا تھا کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

کسی کافر کی دزدیدہ نگاہیں لیگئیں ضابط
بغلیں کس حفاظت سے کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

اشعار متفرقات

دیا گیا اونہیں اندازو ناز معشوقی ۔ ہمارا طرز ازل سے ہی عاشقانہ ہوا

دیگر

ہوا جہان سے حشر برپا کسی کے ۔ تماشا ہو کردن ہی میں دفن کسیکا

دیگر

گدا و شاہ میں ہے فی الحقیقت معنوی نسبت ۔ تناسب جام جم سے کیوں نہو جام سفالی کا

دیگر

خط مرا سب لیکے ترسے بام تلک جا پہونچا
عرش پرواز ہے انروز دن کبوتر مرا

یہہ شب وصل ہے یارب کہ شب حسرت ہی
شور ہی صاف بڑہاتے ہی وہ زیلو

دیگر

ہر دم ہدف تیر نظر تھا کہ نہین تھا
کیون جی مرا پتہر کا جگر تھا کہ نہین

مانا کہ مرے درد جگر تھا کہ نہین تھا
بیتاب کہ ہین شام و سحر تھا کہ نہین

کیا بیخبری درد کے شدت سی ہوی ہی
معلوم نہین درد جگر تھا کہ نہین تھا

دیگر

جا بجز کبھی زخمو نکلے ہین سینے سے نہوگا
ڈورا جو ہی سوزن مین وہ رشتہ نہین جانکا

ڈرہی کہ زبان پر کہین پر جائین نہ چھالے
کیسے کہا احوال کوئی سوختہ جانکا

پہلتا ہوا سامان ہر اک شی کا ہو قاتل
تلوار مین ڈورا ہو مری رشتہ جانکا

دیگر

سو مرے شکدہ جو ترا ہو گزار آج
لیجائیو صبا مرا مشت غبار آج

آخر کوئی کبھی تو ٹ کہے گا عدو سے | | روتا ہے کوئی در پہ کھڑا زار زار آج

دیگر

کہتے ہیں وہ کہ مجھسے عبث ہی گلہ تجھے | | ای بد نصیب اپنی تو پیشانیوں کو جانچ

دیگر

دیدہ تر ہے وہ جیحون تلاطم انگیز | | کہ اسی بحر کا ہے ایک کف دریا بادل

دیگر

زبان پر نہ آیا کبھی حرف مطلب | | وہ کیا جانے کیا آرزو تھی کسیکی
یہہ نغمے کہانسے عنادل کو ملتے | | اوڑائی ہوئی گفتگو تھی کسیکی

دیگر

کیا ہی تاثیر ہے اچھا تو اثر دکھلایا | | میرے نالوں نے کیا سفت میں برباد مجھے
چھوڑتا ہی تو اگر مجھکو یہہ وعدہ کرکے | | بھول جانا نہ خدا کے لیئے صیاد مجھے

سلام

مجرائی آج سبط پیمبر کی پہول ہین	اکبر کے پہول ہین علی اصغر کی پہول ہین
شانے کٹا کے حضرت عباس مر گئے	کس بیکسی مین ایسے دلاور کی پہول ہین
قاسم بنی کا سہرا عجب شکل سے بنا	ہے ہے نتیجے کے مقدر کی پہول ہین
زینب کو پرسا عون و محمد کا دیجئے	ہر خار دشت مین یہہ گلتر کی پہول ہین
سامان بیکسی مین بہتر کہان سے ہو	کیا ایک دو ہین یہہ کہ بہتر کی پہول ہین
کانٹو نمین کیون نہ لوٹین محبان اہلبیت	دونون جہان کی مالک افسر کی پہول ہین
کیا صبر حق نے عابد بیمار کو دیا	کانٹو نکو کہتے تھے مری بستر کی پہول ہین

ضابط رہیگا دلمین یہہ تا حشر خار غم
سرپیٹو مومنو شہ بے سر کی پہول ہین

تقریظ و تاریخ نتیجہ فکر بلند و طبع ارجمند سر حلقہ بزم رنگین بیانی۔ جلوہ دہ ابکار افکار معانی۔ شانہ کش طرہ عرائس خیال۔ متکی اریکہ فضل و کمال

ناثرِ شیرین بیان - ناظمِ شیوا زبان - عالی
ہمم - ستودہ شیم - فقید المثیل عدیم النظیر
جناب مولانا مولوی محمد امتیاز احمد صاحب تاثیر

مالکِ مطبع نسیم سحر بدایون

زلافِ حمد و نعت اولی است بخاکِ ادب خفتن
بسجودی میتوان بردن درودی میتوان گفتن

آری اینجا که با در وادیِ گذارشِ حمدِ ایزدی گزاشتن - و بسر ادای نعت
محمد در سر داشتن آب در یا بمشت پیمودن - و ریگ بیابان بانگشت
شمردن ست - لہذا خوشہ چین دانشمندانِ والا تحریر محمد امتیاز احمد تاثیر کہ
امتیاز سیاہ و سفید نمیدارد - و سرہ از ناسرہ نمی شناسد خود را ازدایہ
این امرِ محال بزمرۂ قاصران نیاوردہ سر بکوچۂ مقصود میپوید - و جادۂ عرض
مدعا میپوید - چشم بنیاد گوش شنوا را مژدہ باد کہ مرسلۂ شاہدِ گفتگو - گوئے

گربیانِ آرزو۔ کلام بلاغت نظام نغمۂ بہار نام۔ کہ از نتایج
افکار ابکار معنی آفرینی ہست کہ وسادہ آرائے سریر سخنوری ست
و قہرمان دار الملک ہنر پروری۔ قبای ہمہ دانی بر بالایش زیبا۔ و نشۂ
صہبائے نکتہ رانی بآتش توجہش دوبالا۔ یعنی طوطی شیرین گفتار
خوش بیانی۔ عندلیبِ نغمہ سرائے زبان دانی۔ آبیار گلشنِ معنی طرازی
نخلبندِ بوستان نکتہ پردازی۔ طرہ دستار ریاست و دستار فرق امارت
فروغِ طالع دولت و اقبال۔ عروجِ بخت شوکت و اجلال۔ حاجی حرمین
برگزیدہ کونین۔ مقبول بارگاہِ لم یزلی۔ والاجناب حاجی چودھری
محمد اضغر علی صاحب مرحوم و مغفور المتخلص بہ ضابط بطرز عجیب
و عنوان غریب ترتیب یافتہ۔ و بترتیب خوش و تہذیبِ دلکش
آراستہ و پیراستہ۔ صورتِ معانی از غایت صفا در آئینۂ الفاظش نمایان
و مضامین خوش ادایش کالشمس فی نصف النہار تابان۔ بیتش
با بیتِ ابروی نیکوان برابر۔ و مصرعش از مصرع ہلال بر تر۔ گل از

رشک رنگینیِ عبارت در قالبِ غنچہ خون گردیدہ۔ و نسترن را از غیرت لطافت عرقِ خجالت برخ دویدہ۔ اگر نقاطش را مردم دیدۂ سیہ چشمان گویم می سزد۔ وگر سلسلۂ سطورش را زلفِ پرپیچ و تاب مشکویان خوانم میرسد۔ ہمانا از عہدۂ توصیفِ این کارنامۂ خیال و مجموعۂ سحر حلال۔ بیرون آمدن امر محال ست۔ و بعید از ادراکِ وہم و خیال پس ہمان بہ کہ رو باختصار آرم۔ و دست بدعا بردارم۔ الٰہی تا بادۂ معانی در خمِ الفاظ بجوش زن ست۔ و تا عندلیب زبان بہ سرو سخن چہچہہ زن۔ این شاہد زیبا۔ و خریدۂ رعنا۔ پیرایۂ نورِ نظرِ اربابِ ہنر۔ و دلربائے ہنرمندانِ سخن گستر باد ٭

امیرِ سخن سنج نازک خیال	رئیسِ ہنر در سرِ انجمن
زہی خوش بیانی کہ برخطِ او	جبینہا نہادند ارباب فن
بود نام نامیش اصغر علی	دگر نام ضابطۂ شعر و سخن
پی سیرِ دلدادگانِ بہار	نوشتند دیوان رشکِ چمن

بعنوانِ دلکش باندازِ خوش | کہ پیشش شد اشعارِ سحبان کہن

معانی در الفاظ سرگرم ناز | چو صہبای صافی بخم جوش زن

سوادِ سطورش سویدای چشم | بیاض اندرش غیرتِ نسترن

بُدند ہمچنان در حجابِ خفا | ہنوز ان عروسانِ ہاروت فن

کہ ناگاہ آن فخرِ اہلِ زمان | بجنت شدہ زین سرای کہن

بسر بر فشاندند خاکِ الم | بافراطِ ماتم ہمہ مرد و زن

بکندند موی و بخستند روے | ہمہ نازنینانِ گل پیرہن

رسیدہ بچرخ آہ و شور و فغان | شدہ محفلِ عیش بیت الحزن

پئے یادگارِ چنین ارجمند | ز واماندگان یادِ پیشینہ زن

ز فرقِ عروسانِ معنی فشاند | غبارِ غم و گردِ رنج و محن

بسر کرد از طبع پیرایہ | بیاراست شان چون بتِ سیمتن

کہ باشند دایم باندازِ ناز | ربایندہ صبرِ اہلِ زمن

ز بہرِ چنین روئدادِ شگرف | مرا نیز شد فکرِ اعدادِ سن

	کہ ناگاہ از سدرہ روح الامین	
	صدا زد کہ - افشای راز سخن ۱۳۱۰ھ	

تقریظ و تاریخ نتیجہ طبع وقاد و ذہن نقاد استادان استاد جناب منشی دیبی پرشاد صاحب متخلص بسحر رئیس بدایون

بعد حمد بیحد نابلد کوچہ علم و فن آوارہ گرد فیافی شعر و سخن صف نعال نشین بزم نکتہ رانی پا انداز انجمن رنگین بیانی دردے کش مصطبہ خوش مقالی گردش پیمانہ کاردان نارکخیالی شیدائے جمال حسن ادا مجنون لیلای کلام با صفا مجروح خنجر بندش چست و تیر بجگر خوردہ مژگان نوای درست عمر بسر آوردہ غم عشق و عشق غم زانو زدہ و مدرسہ الم درد درد الم تیر از کمان جستہ انہماک دنیا آزادہ رو مسالک شوق فنا شاد با جان ناشاد دیبی پرشاد سحر بدایونی عرض کرتا ہے کہ اللہ اللہ رسام ازل نے پیکر نگارین سخن کو کس صنعت سے دلپسند جہان بنایا ہے اور مشاطہ قدرت نے عروس دلفریب کلام کو کیسا بیحد ہنر فرمایا ہے کہ باآنکہ یہ محبوب عابد فریب عرصہ ممتد سے صید نخچیر دلہای آشفتگان بیز

مصروف ہے اور اوسکی توجہ زمان دراز سے قتل دلفگان پر معطوف اسکی نگاہ غلط انداز اور تیکھی چتون کی کشتگان کا حساب اندازہ احصا سے تجاوز ہو گیا ہے اور بسملان تیغ نگاہ اور شہیدان خنجر ناز کا شمار حصر تحریر سے گذر گیا ہے ہزاروں کا اسکے عشوہ جانستان سے آنکھوں مین دم لاکھون کا اسکے شمع رو کی الفت مین چراغ سحری کا سا عالم ہے تاہم اتبک یہہ ستور جان ہے وہی رنگ و روغن وہی چہرہ کی چمک دمک وہی آن بان ہے

هنوزش نوبهار حسن در جوش — هنوزش نرگس ظالم قدح نوش

هنوزش غمزه در جادو طرازی — هنوزش عشوه گرم بی نیازی

هنوزش انچه می بایست موجود — هنوزش آتش رخسار بی دود

هنوز از تیر مژگان ستم زاد — جگرها همچو ماهی نشتر آباد

هنوز آن بید ماغیهاش بر جا — هنوز آن خورد سالیها همین

هنوز از رخم حرفی نا شنیده — حدیث خط بگوشش کم رسیده

هنوزش کرده خوی از وفا دور — هزاران خطه بیداد معمور

ہنوزش مجلس آرائے بدستور	دعای عاشقانش چشم بددور
ہنوزش آمد نہار فتن ہوش	زجورش شکوہ ہا بر لب فراموس

اگر کوئی اسکو قبول نکرے نہ سہی مگر مین نے یہہ بات کچہہ لاأبالی نہین
کہی کچہہ ہیری بیجا قال قیل نہین کچہہ یہہ دعوی بے دلیل نہین اسی
دیوان کو ملاحظہ کیجیے جو حلے بندعرائس افکار آذین بندشہرستان مضامین
ابکار مشاطہ ناظورہ لذاعت غازہ پرداز چہرہ فصاحت افشاں جبین خوش
کلامی سرمہ چشم بلند نامی اداشناس حسن اداجان دادہ کام باصفاستکی
اریکہ نار کنیائی صدر نشین چار بالش شیرین مقالی کشتہ عشوہ ہای نکات
نہفتہ والہ تبسم مضامین شگفتہ عالی مناصب والا مناقب جناب چودہری
اصغر علی صاحب مرحوم ومغفور افاض اللہ علیہ سبحان الغفور الغفران ای
مراللہ ہو رکی طبع عنقا شکار کا نتیجہ ہے۔ مبصران فن اور نقادان سخن سے
چشمداشت ہی کہ نگاہ فرمائین اور انصاف کو کام مین لائین کہ اس فن کو
کس پایہ بلند پہ پہونچایا ہے کیا رنگ طبعیت دکہایا ہے دیوان ہے

یا مرقع رنگین بیانی غزلین ہین یا سعیار نکتہ رانی بندش الفاظ علو مضامین درستی تراکیب معانی کی متانت خیال کی رنگینی کس کس کی مدحت کیجائے کس پر جان نہ دیجائے ولنعم ما قیل ؎

جان چہ چیز نیست کہ بہر تو فدا نتوان کرد	دل نثار تو توان کرد چہ نتوان کرد

مین نے جو اس دیوان کو معائنہ کیا بدیہہ قطعہ تاریخ لکھدیا وہو ہذا -

کیا خوب چہپا ہی دیوان بحسن وخوبی	ہی جو کہ نظم کلک گوہر فشان ضابط
کیا ہی علو مضمون کیا ہی کلام شیرین	یارب غریق رحمت ہو پاک جان ضابط
اہل عرب مین شہرت حسان کی جسطرح تہی	یون بزم شاعران مین ہی عز و شان ضابط
لکہی اگرچہ لاکہون دیوان شاعرون نے	حاصل مگر کہان ہی لطف زبان ضابط
گر سوچئے تو دونون اب ہوگئی مساوی	شیراز شیخ سعدی ہندوستان ضابط
افسوس وہ تو پہونچا بزم فرشتگان مین	ہی یادگار دنیا حسن بیان ضابط

مین نے بہی سحر کاغذ لیکر دوات خامہ
تاریخ اسکی لکھدی - نام ونشان ضابطہ

خاتمہ بہ طرز تقریظ از تصنیف حقیر فقیر منور حسین صاحب عفی عنہ

الحمد اللہ ثم الحمد اللہ کہ عروس معنی از حجلہ خفا بہ منصۂ ظہور رونمود یعنی دیوانی کہ فصاحت حاشیہ بوسان آستانش و بلاغت خوشہ چین خرمن گران مایہ اوست مطبوع گردید۔ گل ہاے معانی از نخل مضامین او چنان تر و تازہ برآید دستہ ریاحین از رشک و حسد خار و خسک گشتہ خود را از سبزۂ پائمال تعبیر نمود۔ ہر مصرعہ او برجستہ قامتے است نوخاستہ و ہر شعر او ابروی است پیوستہ۔ نقطہ اش سواد مردمک مردم فریب یا سویداے دل عشاق کہ از دخان آہ چنان تیرہ و تار شدہ کہ سیاہش غازہ رخ لیلی گشت اشعار۔ واللہ اعلم بالصواب۔

درین سفینہ نظر کن بچشم معنی بین	کہ رشک لعبت مانی و صورت چین است
سفینہ نیست غلط می کنم کہ دریا ست	کہ دست عقل در اطراف او گہر چین است
دقیقہ ہای معانیش در لباس حروف	چو در سیاہی شب روشنی پروین است

مفرحی ست ز بہر درونِ غمزدگان	جواہریست کہ معجونِ تلخ و شیرین است
ز بسکہ عنبرِ بشکست تودہ بر تودہ	دماغ و آتش و اندیشہ عطر آگین است
زگونہ گونہ سخنہای تازہ و تر نو	بدست اہل خرد دستۂ ریاحین است
محدثِ عقلا و انیس عشاق است	ندیم خلوت و زینت گہہ سلاطین است

اے صغیر ژولیدہ تقریر از کجا بکجا میندوی وچہ میسراست ترا خبرے نیست کہ مصنف دیوان شخصے بلند پایہ ایست کہ شورش سخن سنجی او فلک را از بام عروج بہ حضیض گمنامی انداخت کوس سخنوری بہ بیارد ہم عالم نواخت عنقاے معانی را بدام فکر چنان بستہ کہ بر بستہ و نازک شکستہ مضمون پیش پا افتادہ شمرد دلنشید خصاستش گوش شعراے متاخرین لنگ نمودہ است القصہ چہ شاعری است کہ شہرۂ معجز بیانیش از ماہ بہ ماہی رسید و غلغلہ خوش نوائیش بلبل ناطقہ را پر بست اگر کلامش را سحر ساحری گویم بجا و تقریرش را کعبۂ معجز بیانی خوانم سزد شہباز فکرش بہ آسمان تعلی چنان می برد کہ طائران سدرہ ہمانا آشیانہ انداخت و رسانی ذہنش آنقدر سریع السیر است کہ خیال را

ریختان ولیس ماندہ گشت ۔ عجیب کتابے بود کہ مثلش از جہان مفقود و نظیرش
درعالم نابود ۔ نام نامی آن والا گوہر عالی قدر کیوان حشم ۔ گردون خیم
رئیس الرؤسا امیر الامرا حاجی حرمین شریفین عالیجناب چودہری
محمد اصغر علی صاحب متخلص بہ ضابط رئیس اعظم کہیترہ بزرگ اثار اللہ
[illegible] بہ زبان آمدہ بارے ماندہ ولسان این ہیچمدان از رعب و
جلالش لغزش میکند مگر بہ ہزار ادب بحضن تقریظ باسم گرامی او صحیفہ
قرطاس [illegible] اختم [illegible] جلال او بہ تشریح حسن تقریظ پرداختم
وبس ❊

قطعہ [illegible] نتیجہ طبع گہربار و فکر دریا شعار
جناب منشی کیندن لال صاحب متخلص بہ گوہر رئیس
بدایون

یہہ ہی دیوان یا اک شاہد پاکیزہ صورت ہے	جو انفشون دل جان سے وہ حسینا سکو بکہا ہے
ندا یہہ غیب سے آئی کہ ست فکر کچہہ گوہر	کہ اسکی طبع کی تاریخ بھی تسخیر دلہا ہے

۱۳۰۸ھ

قطعہ زادہ طبع وقاد و ذہن نقاد جناب بابو جانکی پرشاد صاحب متخلص بہ سوزان ارشد تلامذہ جناب سحر بدایونی

کیا ہی عمدہ چھپا ہے یہ دیوان | لفظ بے مثل و دلکش و نادر
طبع کا سال اسکے اے سوزان | تو بھی لکھدے [illegible] ١٣١٠ھ

قطعہ تاریخ فکر بلند طبع ارجمند بابو کالکا پرشاد صاحب متخلص بہ جوہر شاگرد جناب گوہر بدایونی

حبذا کیا کلام نادر ہے | جسکا مشتاق ہے صغیر و کبیر
ہے یہ تصنیف منشی اعشق علی | جو کہ ہیں خوش بیان و خوش تقریر
باوفا باصفا و با اخلاق | وصف ہیں انکے [illegible]
دیکھکر یک بیک یہ نامہ کو | شوق تاریخ طبع دامن گیر

ہاتف غیب نے کہا جوہر
لکھ دے تاریخ گلشن تقریر
١٣١٠ھ